BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224299

UNIVERSAL
LIBRARY

جلد ۱۷

گردشِ افاق

حیرت انگیز سوشل ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) - نظارہ پرستان - خونی تلوار وغیرہ

مصنف — جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

مترجم — تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

(افتاب سٹیم پریس لاہور میں بامہتمام ابلک دین محمد صاحب پرنٹر چھپوا اور نواب دت اینڈ سنز پبلشرز نے چھپوا کر شائع کیا)

قواعدِ خریداری

۱- اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت چھ روپے ہے۔ چوخواہ بذریعہ منی آرڈر یا وی پی پیکٹ آنی چاہیئے۔ مابعد باشتہاری کا کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے سرسائی کے نادول کے بھی مستقل خریدار ہیں۔ ان سے بطور رعایت صرف پانچ سالانہ لیا جائیگا۔ وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲- خریداری کسی ایک جلد سے مشروع ہو سکتی ہے۔ لیکن قیمت بہر حال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائے گی۔ اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ان پرچوں کے مجموعے) مہیا کئے جائیں گے۔

۳- سالنقاد اکردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو۔ کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا۔ تو اس کو بوجہ نیا آرڈر سمجھ کر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائے گا۔

۴- ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہو جاتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے ممکن ہے۔ چند پرچے رستہ میں ضائع ہو جائیں۔ لیکن اس صورت میں عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے۔ کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جائے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صفحہ ۳)

نے اس کو اپنی خاص الماری میں مقفل کر کے رکھ دیا۔ میری دوسری درخواست کا یہ جواب انہوں نے دیا۔ کہ مسٹر لینوور کی جیب میں جو بٹوہ ملا۔ اس میں اتنا زر نقد موجود تھا۔ جو اگر وہ زندہ رہ گیا تو اس کے معالجہ اور اگر مر گیا تو اخراجات دفن کے لئے ہر طرح کافی ہوگا۔ آخر کار جب پاکٹ بک کو سربمہر کر کے صندوق میں بند کر دیا جا چکا تو مجھے اپنے دل سے ایک بوجھ سا اٹھتا معلوم ہوا۔ کیونکہ بغیر اس کے یہ تشویش ہر لحظہ لگی رہتی۔ کہ اگر ان لوگوں کو ہنڈی کے غائب ہونے کا علم ہو گیا۔ تو نہ معلوم کیا نئی آفت پیدا کریں گے۔ چنانچہ اس رات میں بڑے آرام و اطمینان کے ساتھ اپنے کمرہ میں سویا۔

اس حد تک تقدیر یاور اور قسمت مہربان ثابت ہوئی تھی۔ جو گہری سازش ناہنجار لینوور نے ان شخصوں کے برخلاف جن کی سلامتی مجھ کو عزیز تھی سوچی تھی اس کا سارا حال مجھ کو معلوم ہو گیا تھا۔ اور اتنا روپیہ بھی میرے پاس تھا جس کی ادائیگی سے میں ان کو ڈاکوؤں کی حراست سے نکال سکتا تھا۔ صرف ایک کمی میری سوچی ہوئی تجویزوں کی تکمیل میں اب باقی تھی۔ یعنی وہ خفیہ لفظ اس وقت تک معلوم نہ ہوا تھا۔ جس کے ذریعہ سے میرے لئے مارکو اوبرٹی اور اس کے نائبوں کو اس بات کا یقین دلانا ممکن ہوتا۔ کہ میں مسٹر لینوور کا بھیجا ہوا ہی ان کے پاس آیا ہوں۔ مجھ کو معلوم تھا۔ کہ وہ لوگ بے حد عیار اور انتہا درجہ کے بے رحم ہیں اور غیر ممکن تھا۔ کہ وہ میرے پیش کردہ روپیہ یا زبانی عذرات کو قابل قبول سمجھ کر خفیہ لفظ کی ضرورت نظر انداز کرنے پر آمادہ ہوں چونکہ ان کو اپنی سلامتی کا اندیشہ ہر وقت لگا رہتا تھا۔ اس لئے وہ کسی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل میں بھی غفلت برتنے

قواعد خریداری

۱- اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت [illegible] ہے۔ جو خواہ بذریعہ منی آرڈر یا وی پی پیکی آنی چاہیے۔ مابعد استثنا ہی کوئی حساب نہیں۔ جو احباب ہمارے مسلم غرسانی کے نادول کے بھی مستقل خریدار ہیں۔ ان سے بطور رعایت صرف [illegible] سالانہ لیا جائیگا۔ وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲- خریداری کسی ایک جلد سے مشروع ہو سکتی ہے۔ لیکن قیمت بہر حال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائے گی۔ اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے رسالہ پر چوں کے محمولے ارسال کئے جائیں گے۔

۳- سالانہ اور کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو۔ کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا۔ تو اس کو بوناف ائیڈ آرڈر سمجھ کر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائے گا۔

۴- ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہو جاتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے ممکن ہے چند پرچے رستہ میں ضائع ہو جائیں۔ لیکن اس صورت میں عدم رسیدی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے۔ کہ مہینہ کی [illegible] تک انتظار کر کے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جائے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسیدی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ [illegible] کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صفحہ ۳)

نے اس کو اپنی خاص الماری میں مقفل کر کے رکھ دیا۔ میری دوسری درخواست کا یہ جواب انہوں نے دیا۔ کہ مسٹر لینوور کی جیب میں جو بٹوہ ملا۔ اس میں اتنا زر نقد موجود تھا۔ جو اگر وہ زندہ رہ گیا تو اس کے معالجہ اور اگر مر گیا تو اخراجات دفن کے لئے ہر طرح کافی ہوگا۔ آخر کار جب پاکٹ بک کو سربمہر کر کے صندوق میں بند کر دیا جا چکا تو مجھے اپنے دل سے ایک بوجھ سا اٹھتا معلوم ہوا۔ کیونکہ بغیر اس کے یہ تشویش ہر لحظہ لگی رہتی۔ کہ اگر ان لوگوں کو ہنڈی کے غائب ہونے کا علم ہو گیا۔ تو نہ معلوم کیا نئی آفت پیدا کریں گے۔ چنانچہ اس رات میں بڑے آرام و اطمینان کے ساتھ اپنے کمرہ میں سویا۔

اس حد تک تقدیر یاور اور قسمت مہربان ثابت ہوئی تھی۔ جو گہری سازش ناہنجار لینوور نے ان شخصوں کے برخلاف جن کی سلامتی مجھ کو عزیز تھی سوچی تھی اس کا سارا حال مجھ کو معلوم ہو گیا تھا۔ اور اتنا روپیہ بھی میرے پاس تھا جس کی ادائیگی سے میں ان کو ڈاکوؤں کی حراست سے نکال سکتا تھا۔ صرف ایک کمی میری سوچی ہوئی تجویزوں کی تکمیل میں اب باقی تھی۔ یعنی وہ خفیہ لفظ اس وقت تک معلوم نہ ہوا تھا۔ جس کے ذریعہ سے میرے لئے مارکو اوبرٹی اور اس کے نائبوں کو اس بات کا یقین دلانا ممکن ہوتا۔ کہ میں مسٹر لینوور کا بھیجا ہوا ہی ان کے پاس آیا ہوں۔ مجھ کو معلوم تھا۔ کہ وہ لوگ بے حد عیار اور انتہا درجہ کے بے رحم ہیں اور غیر ممکن تھا۔ کہ وہ میرے پیش کردہ روپیہ یا زبانی عذرات کو قابل قبول سمجھ کر خفیہ لفظ کی صرف ست نظر انداز کرنے پر آمادہ ہوں چونکہ ان کو اپنی سلامتی کا اندیشہ ہر وقت لگا رہتا تھا۔ اس لئے وہ کسی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل میں بھی غفلت برتنے

کے لئے تیار نہ ہو سکتے تھے۔ پس عین ممکن تھا۔ کہ باقی سب تیاریوں کے باوجود ... خفیہ لفظ سے ناواقف ہونے کی بنا پر بگڑ جائیں اور الٹا مجھ کو قہر و عتاب کا نشانہ بنائیں یہ ساری باتیں سوچکر میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ خفیہ لفظ جانے بغیر شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنا حماقت کی دلیل ہوگا۔ لیکن بڑی مشکل یہ تھی۔ کہ وہ لفظ کیونکر معلوم ہو؟ مجھے ڈاکو سردار کے وہ تاکیدی الفاظ یاد تھے جو اس نے لینوور کو اس بارہ میں لکھے تھے کہ اگر تم کسی شخص کو اپنا نائب بنا کر بھیجو تو وہ خفیہ لفظ جو فلپو کی زبانی تم کو معلوم ہوگا ضرور اس کو بتا دینا۔ خیر میں نے یہ کہہ کر اپنے جی کو حوصلہ دیا کہ اگر حالات یہاں تک مددگار ثابت ہوئے ہیں تو ممکن ہے آیندہ بھی کوئی صورت میری غیبی امداد کی پیدا ہو جائے سب سے بڑی امید مجھے اینجلو ولیٹرا کی ذات سے تھی۔ جس نے سابق میں مجھ کو مدد دی تھی پس اندیشوں کو دل سے نکال کر میں نے اس سوال پر غور کرنا شروع کیا کہ مجھے کس طرح کے بھیس میں ڈاکوؤں کے پاس جانا چاہیئے۔ تاکہ وہ میری جانی ہوئی صورت کو دوبارہ نہ پہچان لیں۔

انھی فکروں میں لیٹے لیٹے آخر آنکھ لگ گئی۔ میں اس وقت تک سوتا رہا جب تک کہ سرائے کے نوکروں میں سے ایک نے میری دی ہوئی ہدایت کے مطابق مجھے آکر بیدار کیا۔ اس وقت میں اٹھا۔ اور جلد جلد ناشتہ کر کے بل کی رقم ادا کی ساتھ ہی ایک بند لفافہ جو میں نے وعدہ پورا کرنے کے لئے بوقت شب تیار کیا تھا۔ مگر جس کے اندر کورے کاغذ کے سوا کوئی تحریر موجود نہ تھی سرائے دار کو یہ کہتے ہوئے دیا۔ کہ اسے فوراً ہی ڈاک میں ڈال دینا۔ میں نے اس لفافہ پر شہر وائنا کا نام اور کسی فرضی مسٹر سمتھ کا پتہ لکھ دیا تھا۔ اور چونکہ سرائے دار کے دل میں کوئی بدگمانی نہ تھی اسلئے

وہ اس خط کو روانہ کرنے کے بعد ہر طرح مطمئن ہو گیا۔ رخصت ہونے سے پیشتر میں نے اس کی دہانی معلوم کیا۔ کہ مریض کی حالت پہلے کی نسبت قدرے اچھی ہے لیکن ابھی تک اسے ہوش نہ آیا تھا۔ نہ وہ اس وقت تک بولنے کے قابل ہوا تھا۔ میں نے سرائے دار کو ہمدردانہ پیرایہ میں تاکید کی کہ میرے عزیز دوست کی پوری خبر گیری کرنا اس کے بعد اس گھوڑے پر سوار ہو کر جو کپتان رمینڈ نے ازراہ عنایت مجھے دیا تھا نوکل برخدا آگے کو چل دیا۔

پشتو جہ سے میں اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں مس سیکولی کو ڈاکوؤں کے چنگل سے چھڑانے کے بعد ہم نے پہلا قیام کیا تھا۔ اور جہاں سے ہم دونوں اس شکستہ گاڑی پر سوار ہوئے تھے۔ جس نے آخر کار ہمیں فلارنس پہنچایا تھا۔ ایک گھنٹہ کے عرصہ قلیل میں میں اس موضع کی سرائے میں جا پہنچا۔ سرائے دار نے فوراً مجھے پہچان لیا۔ اور میں نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔ کہ اس اگلے موقعہ پر ڈاکوؤں کے آدمی ہمارا پیچھا کرتے ہوئے اس جگہ تک آئے تھے یا نہیں؟ اس کا جواب نفی تھا۔ بعد ازاں میں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ ان گھوڑوں کا کیا ہوا جنہیں ہم مارکوا دبرٹی کے اصطبل سے لائے تھے؟ اس نے بتایا کہ گاؤں کے نمبردار نے مارکوا دبرٹی کے جوش انتقام سے ڈر کر اس خیال سے کہ اگر اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ اسکی سواری کے گھوڑے گاؤں والوں نے روک رکھے ہیں وہ اس گاؤں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا۔ اپنے آدمی ان گھوڑوں پر بٹھا کر اس سمت میں جدھر ڈاکوؤں کا مسکن ہے روانہ کر دیئے اور وہ ان گھوڑوں کو تھوڑی ہی دور چھوڑ آئے تھے۔ کیونکہ خیال تھا باقی ماندہ رستہ وہ اپنی عقل حیوانی سے معلوم کر لیں گے۔ اس کے بعد سرائے دار نے مجھ سے کئی ایک سوالات اور پوچھے

یعنی آپ کس تقریب سے واپس آئے ہیں۔ اور اب کدھر جانے کا ارادہ ہے۔؟
مگر میں چونکہ اپنے دل کا حال کسی پر ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے حیلہ سازی سے ایک فرضی قصہ گھڑ کے پیش کر دیا۔ جس سے اس کا اطمینان ہو گیا۔ اسے خوش کرنے کے خیال سے یہ بھی میں نے کہا۔ کہ میں فی الحال ایک دو روز آپ کی سرائے میں ٹھیروں گا۔ اور چونکہ بہت کم مسافر اس ویرانہ میں آکر قیام کرتے تھے اس لئے وہ میرے اس بیان سے بیحد خوش ہوا۔

گھوڑے کو اصطبل میں بندھوا کر اس کی نہاری کا انتظام کرنے کے بعد میں ٹہلتا ہوا۔ گرد و نواح کے جنگل کی طرف چل دیا۔ کیونکہ میرا ارادہ وہاں ایک بوٹی تلاش کرنے کا تھا۔ جس کے بارہ میں میں نے سنا تھا۔ کہ اس کا عرق ملنے سے آدمی کی رنگت کچھ ایسی سیاہ فام ہو جاتی ہے کہ کئی روز تک صابن کے استعمال کے باوجود نہیں چھٹتی اس بارہ میں ضروری معلومات میں نے کسی کتاب سے حاصل کی تھیں۔ مگر اس کا قصہ چونکہ غیر متعلق ہے اس لئے میں اسے اپنی داستان میں شامل نہیں کرتا۔ اس بوٹی کی شناخت میرے لئے سہل تھی اور میں امید کرتا تھا۔ کہ آسانی اسے پالوں گا اس بوٹی کو پانے کے بعد میرا ارادہ تبدیل لباس کی غرض سے کپڑوں کا ایک نیا سوٹ حاصل کرنے کا تھا اور گو ان سب تیاریوں کے باوجود یہ اندیشہ لاحق تھا۔ کہ ڈاکوؤں کی تیز آنکھ ممکن ہے اس کے بعد بھی مجھ کو پہچان لے تاہم یہ وقت دور اندیشی کا نہیں ہمت و جرات کا تھا۔ نتیجہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا

تین چار گھنٹے مجھ کو جنگل کا گشت کرتے گذر گئے۔ لیکن وہ چیز جس کی تلاش تھی نہ ملی۔ اس کے باوجود میں نے ہمت نہ ہاری بڑے صبر کے ساتھ برابر اس کو ڈھونڈتا پھرتا رہا۔ حتےٰ کہ آخر کار ویسی ہی ایک چیز جس کا نقشہ

میرے ذہن میں تھا۔ ایک مقام پر رل گئی میں نے اسے اتنی مقدار میں جو میری ضروریات کے لئے کافی تھی۔ جمع کیا اور گاؤں کی طرف چلنا شروع کیا لیکن مشکل سے پاؤ میل چلا تھا۔ کہ ناگاہ ایک نظارہ مجھ کو دکھائی دیا۔ جس نے نئے نئے خیالات دل میں پیدا کر دیئے کیا دیکھتا ہوں ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے پر۔ جو دور آگے کو جھکی ہوئی ٹیلوں کے وسط میں زخمی سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی بہتی تھی دو اس طرح کی گاڑیاں کھڑی ہیں جیسی جپسی لوگ انگلستان کے دیہات میں لئے پھرا کرتے ہیں۔ وہیں ایک جانب سریل سے ٹٹو گھاس چرنے میں مشغول تھے۔ تھوڑے فاصلہ پر آگ جل رہی تھی۔ اور اس کے اوپر تین لکڑیوں کے بالائی سرے باندھ کر ٹھیک اس طریقہ پر جیسا جپسی لوگوں کا معمول ہے ایک کیتلی آگ کے اوپر لٹکا رکھی تھی۔ مگر اس سارے ساز و سامان کے باوجود اتنا میں نے معلوم کیا۔ کہ وہ لوگ جپسی نہیں ہیں تین چار مرد قریباً اتنی ہی عورتیں اور دو بچے ایک جانب مداریوں اور نٹوں کا لباس پہننے میں مشغول تھے۔ ان کے نزدیک قدرت کا وہ کھلا میدان ہی تبدیل لباس کا کمرہ تھا

جسوقت ان لوگوں نے مجھے سامنے سے آتے دیکھا۔ تو دونوں نیم برہنہ بچے دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور فرانسیسی زبان میں کچھ مانگنے لگے ان میں سے ایک قریباً نو سال اور دوسرا اس سے دو سال چھوٹا تھا۔ دونو قبول صورت تھے اور جب وہ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے تو میں یہ دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ ایک عجیب طرح کی لچک ان کی چال اور ہر ایک ادا میں پائی جاتی تھی۔ لیکن جب اس کے بعد میں نے چاندی کا ایک ایک چھوٹا سکہ ان دونوں کے ہاتھ میں

دیدیا۔ تو اتنی خوشی ان کو ہوئی کہ وہ بڑی دیر تک ذقندیں لگاتے۔ قلابازیاں کھاتے اور کئی کئی طرح کی مضحکہ انگیز حرکتیں کرکے میرے لئے دلچسپی کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بعد ازاں بلہجہ مسرت میں بار بار شکریہ کے الفاظ کہتے ہوئے دوڑے اس مقام کی طرف گئے جہاں اُن کی جماعت کے باقی ماندہ لوگ جمع تھے اور وہ سکے جو میں نے ان کو دئیے تھے۔ اس طرح دکھانے لگے گویا کوئی غیر معمولی نعمت ناگہاں ان کو ملی ہو اتنے میں ایک نیم برہنہ مرد ایک ہاتھ میں بوتل اور دوسرے میں گلاس لئے میری طرف آیا اور مجھ کو فرانسیسی میں مخاطب کرکے التجا کرنے لگا۔ کہ آپ چند قطرے اس گھر کی تیار کی ہوئی برانڈی کے نوش کریں گے۔ گویا اس طریقہ پر وہ اس احسان کا بدلہ دینا چاہتا تھا۔ جو میں نے بچوں کو انعام دیکر ان لوگوں پر کیا تھا وہ چھریرے بدن کا دراز قد آدمی تھا۔ چالیس سال کے لگ بھگ بدن گٹھیلا اور گٹھرتی اور اعضا بے حد لچکیلے تھے میں نے شراب پینے سے نہ کی البتہ اس سے پوچھا۔ کہ تم لوگ کیا کام کیا کرتے ہو۔ اور یہاں جنگل میں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ معلوم ہوا وہ ناچنے گانے اور بازی گروں کے کرتب دکھانے والے لوگ ہیں۔ یہ آدمی ان سب کا سرگروہ تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی بی بی اور دو بچے تھے جن کو میں نے پیشتر انعام دیا تھا۔ یہ فرانس کے باشندے تھے۔ اور اس جماعت کے باقی مرد و زن سیوائے کے رہنے والے جپسیوں کی طرح وہ جگہ جگہ پھر کر اپنے کھیل تماشے دکھاتے اور اس طریق پر گذر اوقات کرتے تھے۔ فی الحال ان کو پاس ہی ایک گاؤں میں کھیل کرنے جانا تھا۔ اور اس مطلب کے لئے وہ اپنے پیشہ کا لباس پہن کر فارغ ہو رہے تھے۔ دوران گفتگو میں یہ بھی اس نے کہا۔ کہ بڑے شہروں کے مقابلہ میں دیہات کے رہنے والے ہم لوگوں سے

بہتر سلوک کرتے ہیں اور وہیں کچھ تھوڑی بہت کمائی بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ پچھلے چند ہفتوں سے جب سے ہم کوہستان اپی نائنز کے دیہات کا پھیرا کرنے لگے ہیں مخاصمی فراغت سے گذارہ چلا جاتا ہے۔ اس طرح اپنے پیشہ کے حالات بیان کرتا وہ مجھے اپنے ساتھ اس مقام کی طرف لے گیا جہاں اس کے ساتھی درختوں کے سایہ تلے لباس کی تبدیلیوں سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں نے اس بنا پر آگے جانے سے ہچکچاہٹ ظاہر کی۔ کہ عورتیں کپڑے پہن رہی ہیں۔ مگر اس نے بتایا۔ کہ ہم لوگ اس کام سے پیشتر فارغ ہو چکے ہیں۔ اور چونکہ یہ خیال رفتہ رفتہ میرے دل میں جاگزین ہونے لگا تھا۔ کہ اس آدمی کی معرفت بھیس بدلنے کا کام جو مجھ کو درپیش تھا۔ میری ذاتی کوششوں سے بہتر ہو سکیگا اس لئے مزید انکار کے بغیر میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

ہم جب وہاں پہنچے تو سب لوگوں نے شکر گذاری کے تبسم سے میری طرف دیکھا۔ کیونکہ جو انعام میں نے دو بچوں کو دیا تھا اس کا حال پیشتر ان کو معلوم ہو چکا تھا۔ اور اب پھر ایک بار ان بچوں نے مجھے خوش کرنے کے لئے اپنے انوکھے کرتب دکھانے شروع کئے اور جب میں نے پہلے کی نسبت ایک بڑا سکہ ان کی طرف پھینکا۔ تو ان کی خوشی اور بھی زیادہ بڑھ گئی میں نے دیکھا۔ کہ دو چوبی صندوق فرش زمین پر کھلے ہوئے رکھے تھے اور ان کا سامان ادھر ادھر بکھرا پڑا تھا۔ مردانہ اور زنانہ پوشش کی عجیب و غریب چیزیں مختلف رنگوں کے ماڈرن کی ٹوپیاں۔ چہرے اور نقاب غازہ اور رنگ کے بھرے ہوئے برتن یہ اور ایسی ہی کئی اور چیزیں اس جگہ موجود تھیں میں نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے ان کو دیکھنا شروع کیا۔ خصوصیت کے ساتھ میری نگاہ بالوں کی بنی ہوئی ٹوپیوں کی طرف گئی۔ جو آدمی مجھ کو اپنے ساتھ یہاں لایا تھا جب اس نے

دیکھا۔ کہ میں ان کے سامان سے گہری دلچسپی لیتا ہوں۔ تو اس نے ٹین کا بنا ہوا ایک اور صندوق کھولا۔ اور اس میں سے کئی طرح کی داڑھیاں مصنوعی گلچھے اور مونچھیں نکال کے دکھائیں۔ بلکہ فخریہ بیان کیا کہ یہ سب چیزیں میری اپنی دستکاری ہیں کیونکہ پیشتر وہ بال بنانے کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ شومی تقدیر سے بھاری نقصان اٹھا کر آخر کار یہ پیشہ اختیار کرنے پر مجبور ہوا تھا۔

"اور اب میں ہر طرح آسودہ ہوں" اس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "اور میری بی بی بھی" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک خوبصورت صحت ور عورت کی طرف اشارہ کیا جس کی عمر بتیس سال کے قریب تھی اور جو خود پریوں کا لباس پہننے کے بعد اب اپنے بچوں کو لباس پہنانے لگی تھی۔ "میری بی بی بھی" اس نے کہا۔ "اس زمانہ کے مقابلہ ہی ہر طرح خورم و مسرور ہے کیونکہ ہمیں پہلے اپنے کام میں کچھ بھی نفع نہ ہوتا تھا۔ شہر میں رہتے ہوئے ہم اکثر تھیٹر دیکھنے اور رقص و سرود کے جلسوں میں حصہ لینے چلے جاتے تھے۔ لیکن اب یہاں دیہات میں ہر طرح بے فکری ہے نہ کوئی ٹیکس وصول کرنے والا آتا ہے نہ مالک مکان کے تقاضوں کا اندیشہ ہے۔ مگر آپ ان چیزوں کو تو دیکھئے" اس نے مصنوعی داڑھی مونچھوں کے کئی ایک نمونے پیش کرتے ہوئے کہا۔ "میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پیرس کا کوئی بڑے سے بڑا کاریگر بھی ان چیزوں کو اس خوش اسلوبی تیار نہ کر سکتا۔ جس طرح میں نے کی ہیں۔ اور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک دوستانہ مشورہ دیتا ہوں۔ یعنی آپ ان گلچھوں میں سے کوئی ایک لگا لیں اس سے آپ کے چہرہ پر نئی رونق آ جائیگی۔ اور مونچھوں کے اضافہ سے تو اتنی سجاوٹ ہوگی۔ کہ دیکھنے والی عورتیں بے اختیار آپ پر مرنے لگینگی"۔

مجھے اس کی باتیں سن سن کر بے اختیار ہنسی آ گئی۔ اور میں نے مطلب براری کی غرض سے پوچھا "کیا تمہارے خیال میں ان کو لگانے سے کوئی یہ نہ سمجھیگا کہ یہ چیزیں مصنوعی ہیں؟"

"صاحب اس میں ایک راز ہے" وہ پر معنی انداز سے بولا "یہی چیزیں اگر کسی استاد کے ہاتھ سے لگ جائیں۔ تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوئی متجسس آنکھ ان کی تہ کو نہ پہچانیگی چنانچہ اگر آپ میرا یہ پیش کش قبول کریں تو میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اپنے ہاتھ سے یہ چیزیں آپ کے چہرہ پر لگا دوں گا۔ اور وہ ترکیب بھی سمجھا دوں گا۔ جس سے آپ آیندہ ان کو پوری درستی سے استعمال کر سکیں"

"اور کیوں بھلا ان بوتلوں میں کیا ہے"؟ میں نے صندوق کے پیندے میں رکھی ہوئی چند شیشیوں کی طرف اشارہ کرکے پوچھا۔

"ان میں رنگت بدلنے کے مصالحے ہیں" اس نے جواب دیا۔ "ہم کبھی کبھی ان سے بھی کام لیتے ہیں یہ ایک خاص قسم کی بوٹی کا جوشاندہ ہے۔ جو ان پہاڑوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے دیکھئے میں اس کا نمونہ پیش کرتا ہوں"

اس نے ایک اور ٹرنک کھولا۔ اور اس میں سے کچھ خشک پودے نکالکر دکھائے۔ معلوم ہوا وہی بوٹی ہے جسے میں نے اتنی مشکل سے ڈھونڈا تھا۔ اور جس سے اب بھی میری جیبیں پر تھیں پس میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اگر میں ان شیشیوں میں سے ایک مزید لوں تو خود اس مرکب کی تیاری پر مجبور نہ ہونا پڑے گا۔

"یہ داڑھی مونچھیں اور گلمچھے" آخر کار میں نے کہا "بے شک بڑی خوبی سے

تیار کئے گئے ہیں، اور میں چاہتا ہوں۔ کہ قدرت کی کمی پورا کرنے کو ان کے چند جوڑے خرید لوں مگر یہ تبھی ممکن ہوگا۔ کہ تم اس کا معاوضہ لینا قبول کرو اس صورت میں میں محض رفع استعجاب کے لئے رنگت بدلنے کے مرکب کی بھی ایک شیشی مول لے لوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے میں نے سونے کا ایک سکہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور وہ اسے پاکر اتنا خوش ہوا کہ میں اگر اس کا سارا سامان صندوقوں سمیت اٹھا لے جاتا۔ تو بھی شاید اس کو اعتراض نہ ہوتا۔ مگر میں نے گھومے ہوئے بالوں کے گلچھوں کی ایک جوڑی اور اس طرح کی پتلی مونچھیں جو کسی پیرسی شوقین کے لئے بھی موجب رشک ہوتیں لیکر پر قناعت کی اور ان کے ساتھ رنگت بدلنے کی ایک بوتل اٹھاتے ہوئے اس سے کہا۔ "اب صرف ایک کام تم کو اور کرنا پڑے گا۔ یعنی ان چیزوں کو اپنے ہاتھ سے لگا کر دکھانا۔"

"اگر آپ حکم دیں تو میں اسی وقت لگانے کے لئے تیار ہوں۔" شکر گذار بازیگر نے جواب دیا۔ "یا جس جگہ آپ حکم دیں۔ وہیں حاضر ہو جاؤں گا۔"

میں نے گھڑی نکال کر وقت دیکھا دو کا عمل تھا۔ پھر بازیگر سے پوچھا۔ کہ تمہیں گاؤں میں کھیل کرتے کتنا عرصہ لگے گا؟ اس نے ایک گھومتی ہوئی نظر اپنے ساتھیوں پر ڈالی اور کہنے لگا۔ "ہم رخصت کے لئے تیار ہیں گاؤں میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ لگ جائیگا۔ اس کے بعد جب اور جس جگہ آپ حکم دیں حاضر ہو جاؤں گا۔"

"بہت اچھا تم نے پانچ بجے سے تھوڑی دیر پہلے میرے پاس سرائے میں آ جانا۔" میں نے کہا۔ "مگر سادے کپڑے پہن کر اور خبردار اس واقعہ کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا۔ کہ تم بازیگروں میں سے ایک ہو۔ نہ اپنے ساتھیوں

سے ہی کہنا۔ کہ تم کس لئے سرائے میں جانا چاہتے ہو۔ سب کام احتیاط کے ساتھ کرو گے تو کافی انعام دوں گا۔"

نٹ نے تعمیل ارشاد کا وعدہ کیا۔ اور میں اس سے جدا ہو کر سرائے کی طرف لوٹا۔ رستہ میں وہ بوٹیاں جو میری جیب میں رکھی تھیں میں نے اس لئے نکال کر پھینکدیں کہ اب ان کے استعمال کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔

باب ۹۶

رستہ کے حالات

سرائے میں پہنچکر میں نے اپنا مختصر سامان جمع کیا۔ اور رات کا کھانا اُسی وقت کھا کر اپنے بازیگر دوست کا انتظار کرنے لگا پانچ بجے کے قریب وہ اپنے وعدہ کے مطابق آپہنچا۔ اپنی حیثیت کا بہترین لباس جو اس نے پہن رکھا تھا۔ اس کی تفصیل بھی سُن لیجئے براؤن رنگ کا کوٹ جا بجا پھٹا ہوا۔ اس پر میلے رنگ کے مخملی کالر کا ہیو ندا ایک پرانی سی ریشمی واسکٹ کسی بھڑکیلے رنگ کی اور نیلی پتلون جس کی مہری اتنی چوڑی کہ اس کے بوٹ سر بسر اس سے ڈھکے ہوئے تھے۔ بس یہ اس کا لباس تھا۔

"میرے دوست" میں نے اُس سے کہا۔ "جو خدمت میں ان مصنوعی بالوں کے متعلق تم سے لینا چاہتا ہوں اس کے لئے سرائے موزوں نہیں ہے تکلیف تو بے شک ہوگی۔ مگر بہتر ہو۔ کہ تم اس مقام سے قریباً آدھ میل آگے جنگل میں میرا انتظار کرو۔ میں تھوڑی دیر میں وہیں تم سے آملوں گا۔"

اسے رخصت کرنے سے پہلے میں نے شراب کا ایک گلاس اسکو پیش کیا اور اس کے فوراً بعد وہ میرے انتظار کا وعدہ کر کے چلا گیا اس کے رخصت ہوتے ہی میں نے مرائے کے نوکر کو بلوایا اور اس کو حکم دیا۔ کہ میرا گھوڑا تیار کر کے لے آؤ اور سرائے دار سے کہدو کہ میرے خرچ کا بل تیار کرے سرائے دار کو یہ جان کر بے حد افسوس ہوا کہ میں اپنے وعدہ کے برخلاف اس قدر جلد رخصت ہونا چاہتا تھا۔ مگر میں نے یہ کہہ کر اسے تسلی دی کہ ایک اشد ضروری کام تھا۔ جس کے لئے جانا پڑ گیا۔ اور اب میں ایک یا دو روز کے عرصہ میں دوبارہ یہاں آؤں گا۔ اس کے بعد میں نے اس کا حساب بے باق کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر مرائے سے رخصت ہوا چند ہی منٹ کے عرصہ میں میں اس مقام پر جا پہنچا جہاں وہ نٹ میرا انتظار کر رہا تھا اسوقت میں نے اسے بتایا کہ میں نہ صرف تم سے اپنے چہرہ پر مونچھیں اور گلمچھو لگوانا چاہتا ہوں بلکہ یہ بھی میری خواہش ہے کہ تم اس بوتل کے مرکب سے میرے بدن کے ان حصوں کو جو ننگے ہیں اس خوبی کے ساتھ رنگدو کہ کسی کو اس رنگ کے مصنوعی ہونے کا شبہ نہ ہو۔ وہ حیرت سے میرے منہ کو تکنے لگا۔ مگر میں نے اسے سمجھایا۔ کہ یہ جو کچھ میں تم سے کرانا چاہتا ہوں ایک خاص مصلحت کی وجہ سے ہے اس لئے مجھ سے اس کے بارہ میں کسی طرح کے سوالات نہ پوچھو میں حسب وعدہ تم کو معقول انعام دوں گا۔ اس نے مجھے کوٹ اور واسکٹ اتارنے کے لئے کہا۔ پھر کپڑے کی ایک دھجی سے وہ رنگ میرے ہاتھوں کلائیوں چہرہ اور گردن پر مل دیا۔ وہ جلد ہی خشک ہو گیا۔ اور اس نے مجھے یقین دلایا۔ کہ چار روز تک خواہ اسے پانی اور صابن سے کتنا ہی دھویا جائے کپڑے کے پکے رنگ کی طرح اس پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی اس نے کہا کہ اس سے آپ کے چہرہ اور باقی اعضا کی رنگت اس خوبی سے بدلجائیگی۔ کہ کوئی شخص قطعاً معلوم نہ کر سکے گا۔ کہ یہ رنگ مصنوعی ہے تین یا چار دن کے بعد وہ خود بخود زائل ہو جائیگا۔ اور اس سے آپ کے بدن پر کوئی مضر اثر بھی پیدا نہ ہوگا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے میرے چہرہ پر جا بجا

مصنوعی بال لگا دیئے اور میں نے حسب وعدہ سونے کا ایک اور سکہ اس کو دیا۔

"مگر عطیہ وایک اور کسر باقی ہے" میں نے اس کے کلمات شکر گذاری کو جلدی سے روکتے ہوئے کہا "جدا ہونے سے پہلے میں تم سے اپنا لباس بھی تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ اور چونکہ میرے کپڑے بالکل نئے ہیں۔ اس لئے یقین ہے۔ کہ تمہیں اس نفع بخش سودے میں کسی طرح کا انکار نہ ہوگا"

وہ بخوشی آمادہ ہوگیا۔ مگر تبدیل لباس سے پہلے میں نے احتیاطاً اپنا بٹوہ اور بھرے ہوئے پستول نکال کر اس میلے کوٹ کی جیبوں میں رکھ لئے جو نٹ نے مجھے دیا تھا میری تاکید کے مطابق اس نے کسی طرح کے سوالات نہ پوچھے تاہم میرے لئے یہ سمجھنا بہت مشکل نہ تھا۔ کہ وہ مجھے اضاف کا بھگوڑا مجرم تصور کرتا ہے اور اس کا خیال ہے۔ کہ میں اس ذریعہ سے افسران قانون کی گرفت سے بچنا چاہتا ہوں لیکن مجھے اس کی رائے کی بہت زیادہ پرواہ نہ تھی۔ میں اس بات سے خوش تھا۔ کہ قدرت نے میرے لئے خود بخود تبدیل ہیئت کا ایسا مکمل انتظام کر دیا جسے میں اپنے طور پر کسی حال میں نہ کر سکتا کم از کم جس کی مجھ کو پستوجہ کی سرائے میں پہنچنے کے وقت تک قطعاً امید نہ تھی۔

اس کے بعد وہ گاؤں کی طرف مڑا اور میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوکر اس سمت میں چلنے لگا۔ جدھر ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔ فاصلہ اٹھارہ میل کے قریب تھا۔ اور جیسا کہ ناظرین کو یاد ہوگا۔ مجھ کو وہاں تک پہنچنے سے پہلے ایک مہم یہ بھی درپیش تھی کہ وہ خفیہ لفظ جو میرے لئے مارکو اوبرائی کے زیر نگیں علاقہ میں بحفاظت پہنچنے کا پروانہ ثابت ہوتا دریافت طلب باقی تھا۔ اس کے متعلق صرف ایک امید میرے دل کو لگی ہوئی تھی یعنی میں سوچتا

تھا کہ کسی نہ کسی طریقہ پر اپنے دوست سنیورہ لیٹرا سے ملکر اس کی زبانی خفیہ لفظ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن یہ ایک مبہم سی امید تھی۔ اور اس میں یاس کے لاتعداد پہلو شامل تھے کیونکہ گو میری تقدیر اسوقت تک یاوری ہی تھی تاہم عین ممکن تھا کہ مجھے اس نہایت معمولی لیکن اشد ضروری معاملہ میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ کیا تعجب لیٹرا اب ان ڈاکوؤں کے پاس نہ رہتا ہو۔ یا اگر ہو بھی تو اس سے علیحدگی میں ملاقات نہ ہو سکے پھر اس کے علاوہ عین ممکن تھا کہ ڈاکوؤں کی جماعت کا کوئی آدمی مجھے رستہ ہی میں پالیتا۔ اور مجھ کو گرفتار کرلیتا مگر اس آخری صورت میں میں نے اپنے جی میں یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ میں اس آدمی سے کہوں گا۔ کہ تم مجھے اپنے سردار مارکو اوربی کے پاس لے چلو۔ اور اس کے روبرو جاکر بڑی دلیری سے یہ کہہ دوں گا۔ کہ میں مسٹر لینوو کا بھیجا ہوا قاصد ہوں جس کے ثبوت میں وہ سب باتیں جو مجھ کو معلوم تھیں اس کے روبرو ظاہر کر دوں گا۔ اور کہہ دونگا کہ خفیہ لفظ گو مجھ کو بتایا گیا تھا۔ تاہم بدقسمتی سے وہ مجھے فی الحال یاد نہیں رہا۔ یہ ساری ترکیب میں نے پہلے ہی سے سوچ لی تھی۔ گو اس کے باوجود میں اتنا سادہ لوح نہ تھا۔ کہ اپنے جی میں یہ سوچکر خوش ہوتا۔ کہ سارا کام میری منشا کے مطابق ہوتا رہیگا۔ یا میرے بیان سے ڈاکو سردار کا فوراً اطمینان ہو جائیگا۔ بہرحال یہ ترکیب تھی جو میں نے اپنے دل میں سوچی تھی اس کا کامیاب ہونا یا نہ ہونا حالات پر دارومدار رکھتا تھا۔

غرض اس طرح بھیس بدلکر اور خوب مسلح ہوکر نیز سارے امکانات مدنظر رکھ کر میں مضبوط دل اور قدرت کے رحم انگیز طریقوں پر مضبوط تر اعتماد کے ساتھ آگے چلا۔ اتنے میں شام ہوگئی تھی جس نے جلد ہی رات کی صورت اختیار کر لی۔ اس بار میں یہ سوچکر متعجب ہوتا تھا۔ کہ اپنے رنگے ہوئے چہرہ اور بناوٹی مونچھوں اور گلچھوں سے اس نئی طرح کے بھیس میں میری صورت کیسے کیا بن گئی ہوگی۔ بہرحال میں یہ سوچکر اپنے جی کو تسلی دیتا تھا کہ نٹ کے بیان کے مطابق میرا بھیس اس خوبی سے بدلا گیا ہے۔ کہ ڈاکوؤں کی عقابی آنکھ

بھی اصل حقیقت معلوم نہ کر سکے گی خصوصاً اس لئے کہ ڈاکہ کی رات کو جب انہوں نے مجھ کو دیکھا تو صرف ایک یا دو لمحوں کے لئے دستی لالٹین کی مدھی روشنی میں جھونپڑی کے اندر دیکھا تھا۔ قصہ جاری رکھنے سے پیشتر میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ کامیابی کی صورت میں میں نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ سر میتھیو ہیسلٹین۔ مسز لینوور یا انیبل کو معلوم نہ ہونے دوں گا۔ کہ میں نے ہی ان کو نجات دلائی ہے۔ اس راز کو میں اس وقت تک پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا جتنے کہ میعاد مقررہ گذر جانے کے بعد میں دوبارہ ہیسلٹین ہال میں جاؤں اور اس وقت حسین انیبل سے شادی کے لئے اپنا دعوے کی تائید میں یہ واقعہ بھی پیش کروں۔

یہ ساری باتیں سوچتا میں آگے ہی آگے چلتا گیا۔ اتنے میں چاند نکل آیا تھا اور اس کی روشنی میں میں اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ کہ یہی وہ سڑک ہے جس کی راہ سے میں ایک بار پہلے آلیو یا سیکولی کو لے کر آیا تھا۔ گو تب میری سمت اس سے مخالف تھی اور میرا دل خوشیوں سے اتنا ہی معمور جتنا اب اندیشوں سے پُر تھا۔ اسی طرح قریباً چودہ میل کا فاصلہ طے ہوا اور میرا خیال تھا۔ کہ ڈاکوؤں کے مسکن تک چار یا پانچ میل کا رستہ باقی رہا ہوگا۔ کہ ناگاہ سمت مخالف سے گھوڑے کے سموں کی تیز ٹاپ اپنی طرف آتی سنائی دی میں نے جھٹ گھوڑا روک کر پستول نکال لئے اور سننے لگا معلوم ہوتا تھا ایک سوار یکہ و تنہا مزے مزے چلتا اس طرف کو آرہا ہے چونکہ ان نواحات میں ڈاکوؤں کے سوا کسی اور سے ملنے کی بہت کم توقع ہو سکتی تھی اسلئے میں نے اپنے جی میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر کوئی شخص مجھ پر حملہ آور ہوا تو میں اپنے ہتھیاروں سے بلا تامل کام لوں گا۔ اس مقام پہ درخت اتنے گنجان تھے۔ اور ان کی چوٹیاں اس طرح آگے کو پھیل کر ایک دوسرے

سے ملی ہوئی تھیں کہ آنے والے کی صورت اس وقت تک مجھ کو دکھائی نہ دی حتےٰ کہ درمیانی فاصلہ صرف چھ گز کے قریب رہ گیا۔ اس وقت اس نے مجھے ایک طرف کھڑا دیکھ کر اطالوی زبان میں کچھ کہا۔ لیکن گو میں اس کے لفظوں کا مطلب نہ سمجھ سکا تاہم اس پہچانی ہوئی آواز کے کانوں میں آتے ہی میرا دل مارے خوشی کے بلیوں اچھلنا شروع ہو گیا۔ کیونکہ وہ آواز میرے دوست اینجلو دلیٹرا کی تھی۔ اس کے ایک لحظہ بعد میں نے اس کو بتا دیا۔ کہ میں کون ہوں

"کیا تم ... جوزف ولمٹ ہو؟" اب اس نے انگریزی میں گفتگو کرتے ہوئے دبی آواز سے کہا۔ "آخر تم یہاں کس لئے آئے؟ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارا یہاں آنا دہن شیر میں گھسنے کے برابر ہے؟ ایک لحظہ پیشتر جو الفاظ میں نے اپنی زبان میں تم سے کہے تھے۔ ان کا مطلب یہی تھا۔ کہ تم خواہ کوئی ہو یہاں سے جلدی واپس چلے جاؤ۔"

"آپ کے اس بیان کے لئے میں خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں" میں نے پرجوش لہجہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی میرا دھیان اس گہری محبت کی طرف گیا جو مہ جبین آلیویا سیکولی کو اس سے تھی۔

"کیوں؟ اس شکریہ کا کیا مطلب"؟ اس نے حیرت آمیز لہجہ میں پوچھا

"مطلب یہ کہ آپ کے لفظوں نے واضح کر دیا۔ کہ آپ خواہ کسی وجہ سے ان اطراف میں ٹھہرے ہوں بہرحال ڈالوڈس کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے"

دلیٹرا چپ رہا اور اندھیرے میں میں اس کے چہرہ آثار سے یہ معلوم نہ کر سکا کہ میری تقریر کا اس کے دل پر کیا اثر ہوا ہے۔

"مگر تم نے ابھی تک میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا" یکایک

اس نے کہا" یعنی اسوقت تمہارے یہاں آنے کا کیا مطلب ہے"؟

" مجھ کو معلوم ہے۔ کہ میں آپ پر بھروسہ کر سکتا ہوں" میں نے جواب دیا۔ "بلکہ سچ پوچھئے تو میں آپ ہی کی امداد کے سہارے پر یہاں تک آیا ہوں در اصل میرا مدعا ان تین انگریز قیدیوں کو چھڑا لے جانے کا ہے ..."

"کیا تم دیوانے ہوئے ہو" ولیٹرا نے مضطربانہ کہا۔ "یاد رکھو مارکو اوبرٹی فوراً تم کو پہچان لے گا ..."

"اچھا چاندنی میں آکر دیکھئے کیا آپ مجھے پہچان سکتے ہیں"؟ میں نے قطع کلام کرتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اگر آپ میری صورت سے یہ نہیں جان سکتے کہ میں کون ہوں۔ تو لہجہ بدل لینے کے بعد کوئی اور بھی مشکل ہی سے مجھ کو پہچاننے کا"

ہم ساتھ ساتھ چلتے اس مقام کی طرف گئے جہاں درختوں کی گنجانی ختم ہوتی ... اور چاند کی نورانی روشنی میں ہر ایک چیز واضح اور صاف دکھائی دیتی تھی۔ اس وقت میں نے ٹوپی اُتار کر اپنا منہ اس طرح ولیٹرا کی طرف پھیرا کہ چاندنی پوری طرح اسپر پڑتی تھی اور وہ تھوڑی دیر گہرے تجسس سے میرے خط و خال دیکھنے میں مشغول رہا۔

"اس میں شک نہیں تم نے خوب ہی بھیس بدلا ہے"۔ آخر کار اس نے کہا" لیکن میرے دوست اگر تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ کہ محض بھیس بدل لینے سے تم اپنے مدعا میں کامیابی حاصل کر لو گے تو بہتر ہو کہ جس قدر جلد ممکن ہے یہاں سے لوٹ جاؤ۔ کیونکہ اس معاملہ میں کوئی خاص امداد تم کو دے سکتا ہوں۔ اور نہ واقعہ گذشتہ کے بعد مجھ میں ایسا کرنے کی جرأت ہی ہے۔ اس کے علاوہ جن کمروں میں وہ تینوں قیدی بند ہیں ان کی کنجیاں

اوبرٹی ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے..."

"کم از کم یہ تو مجھ کو بتلایئے کہ ان لوگوں سے اچھا سلوک ہوتا ہے۔ یا نہیں؟" میں نے فکر آمیز لہجہ میں دریافت کیا۔

"اس بارہ میں میں تمہارا اطمینان کرا سکتا ہوں۔ کہ انہیں یہاں رہتے ہوئے کسی بدسلوکی کی شکایت نہیں" ولیٹرا نے جواب دیا۔

"اس کے لئے میں پھر ایک بار خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں" میں نے کہا۔ "اب سینیور ولیٹرا میں اس معاملہ میں جو امداد آپ سے حاصل کرنا چاہتا ہوں محض یہ ہے۔ کہ آپ وہ خفیہ لفظ مجھ کو بتا دیں جس کی مدد سے میں مارکو اوبرٹی کے روبرو بحفاظت پہنچ جاؤں"

"وہ خفیہ میں بے شک تم کو بتا دوں گا۔ لیکن..."

"اس کے بعد اندیشہ نہ کیجئے کیونکہ یہ ایک بات معلوم ہو جانے پر میری کامیابی یقینی ہے" میں نے خوش ہو کر جواب دیا "دراصل بعض اتفاقی حالات نے مجھے اس گہری سازش سے پوری طرح واقف کرا دیا ہے جس کی بدولت وہ لوگ پکڑے گئے تھے ان کا زرتاوان بھی میرے پاس ہے اور میں یہ بھی ثابت کر دوں گا۔ کہ میں اس آدمی کا نائب بن کر آیا ہوں۔ جس کا ہاتھ اس سازش کی تہ میں کام کرتا ہے۔ اور جس نے اپنی شیطانی تجویزوں کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈاکوؤں کے چنگل میں پھنسایا تھا۔ پس اگر آپ کی رائے میں کوئی نقص میرے بھیس میں نہیں ہے اور خفیہ لفظ آپ مجھ کو بتا سکتے ہیں تو پھر میرا کامیاب ہونا یقینی ہے"

"تم ایک بہادر نوجوان ہو" ولیٹرا نے تعریفی نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تمہیں کامیابی دے میں

تھوڑی دور تمہارے ساتھ ہی ساتھ چلتا ہوں اس کے بعد ہم جُدا جُدا سڑکوں پر ہو کر مارکوا دبرٹی کے مسکن میں پہنچ جائیں گے۔"

بعد ازاں ہم آگے چلنے لگے رستہ میں اینجلو وِلبرائے دبی آواز سے مجھ کو کہا "پچھلے مرقعہ پر سارے واقعات اسقدر تیزی رفتار کے ساتھ پیش آئے تھے کہ مَیں سوچنے اور گفتگو کرنے کی مہلت مل سکی ورنہ میں ضرور تم سے ایک سوال پوچھتا۔ جس نے اسوقت کے بعد میرے دلکو بارہا سخت حیران کیا ہے۔" پھر تھوڑے تامل کے بعد اس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "تمہیں یاد ہوگا۔ کہ اس موقع پر تم نے ایک شرط مجھ پر عائد کی تھی۔ اور میں نے بھی پوری وفاداری سے اسپر عمل کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں اس وعدہ کو اب تک بھولا نہیں ہوں تاہم امر دریافت طلب یہ ہے۔ کہ کیوں تم نے یہ شرط مجھ پر عائد کی تھی۔ کہ میں اسوقت کے بعد مس سیکولی سے دوبارہ ملنے کی کوشش نہ کروں؟ آخر کیوں یہ خیال تمہارے دل میں پیدا ہوا تھا۔ کہ میں ایسا کرنے کی کوشش کروں گا؟"

قدرتی طور پر میں نیوٹرا کو اس راز سے واقف کرنا چاہتا تھا کہ کس طرح ایک رات میں نے باغ کے پوشیدہ مقام سے وہ گفتگو جو اس مرقعہ پر آلیویا سے اس کی ہوئی تھی۔ شروع سے آخر تک سنی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا سوال ایسا تھا جس کا جواب دیئے بغیر میں نہ رہ سکتی تھی۔ پس میں نے ایک جھوٹا عذر تراشا "سینیر" میں نے کہا "اس رات میں آپ کے طرز عمل کو دیکھ کر بآسانی سمجھ گیا تھا۔ کہ لارڈ رنگ وڈ کی دختر کو ڈاکوؤں کے چنگل سے چھڑانے کی کوشش میں جو آپ کی طرف سے ہوئی تھی۔ ضرور کوئی بھید ہوگا۔ کیونکہ بلا وجہ کوئی کسی کی امداد نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ہی جب میں نے سوچا کہ وہ خوبصورت ہے اور گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں آپ سے ملتی رہی ہے تو میرے لئے ان سب باتوں سے ایک خاص نتیجہ اخذ کرنا بہت دشوار ثابت نہ ہوا۔ پس میں نے وہ کڑی شرط آپ پر عائد کی تھی . . ."

"کچھ شک نہیں تمہارا اندازہ صحیح ہے" ولیٹرا نے ایک آہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے ایک ایسا وقت بھی آئے۔۔" لیکن فوراً ہی فقرہ کو ناتمام چھوڑ کر اس نے بات پلٹاتے ہوئے کہا "یہ تو بتاؤ خاندان رنگ ولڈ کا کیا حال ہے! وہ لوگ بخیریت تو ہیں؟ اور کیا انہیں اس پہلی واردات میں کوئی چھیڑ تو نہ آئی تھی؟"

"جی نہیں وہ سب خیریت سے ہیں اور انھیں کوئی بھاری صدمہ بھی اس رات نہ پہنچا تھا" میں نے جواب دیا "فی الحال وہ سب فلارنس میں مقیم ہیں"

"آہ فلارنس میں!" ولیٹرا نے اس طرح آہ سرد بھرتے ہوئے کہا۔ گویا اسے اپنا وطن چھوڑنے کا بے حد افسوس تھا پھر یکایک اس نے پوچھا "اچھا یہ بتاؤ کہ وہ وعدہ جو مجھ سے تم نے کیا تھا۔ اس کو تو تم نے نہیں توڑا؟ یعنی تم نے یہ تو کسی کو نہیں بتایا۔ کہ اس قابل یاد موقع پر میں نے ہی تمہیں اور مس سیکولی کو آزاد کرایا تھا؟"

"جی نہیں اگر آپ اپنے وعدہ کے پابند رہے تو میں نے بھی اپنے وعدہ کو توڑا نہیں کیا۔ تاہم ٹھیریئے اب میں چند ایک سوالات آپ سے پوچھا چاہتا ہوں سب سے پہلے یہ بتایئے۔ کہ کسی نے آپ کے برخلاف شبہ تو نہیں کیا تھا۔ کہ آپ ہی کی وساطت سے ہم لوگ فرار ہوئے تھے؟"

"نہیں خدا کا شکر ہے کہ جو احتیاطیں میں نے برتی تھیں۔ وہ ہر طرح کامیاب ثابت ہوئیں۔ قدرتی طور پر ڈاکوؤں نے یہی سمجھا۔ کہ رتی چلے سے تمہارے پاس تھی۔ اور تم نے اس کی مدد سے بیڑی کا کڑا کاٹ کے اپنے آپ کو چھڑا لیا تھا۔ البتہ ایک بات ایسی تھی۔ جس سے ان کو بے حد تعجب ہوا اور وہ یہ کہ

کیونکہ تم کو معلوم ہوا کہ ڈاکوؤں کا اصطبل کہاں ہے اور مس سیکولی کو کس کمرہ میں رکھا گیا ہے؟ اس بارہ میں جماعت کے کسی آدمی کے برخلاف شبہ تو بے شک نہیں ہوا تاہم جس وقت مارکو اوبرٹی کو فرار کا حال معلوم ہوا تو وہ خوب ہی بپھرا اور جوش میں بھر کر چلایا ۔ اس دن کے بعد اب وہ قید خانہ کی کنجیاں کسی کے حوالہ نہیں کرتا۔ بلکہ انکو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے"

"اور فی الحال یہی تینوں آدمی قید ہیں یعنی ایک مرد ضعیف اور دو خاتونیں یا کوئی اور بھی"؟

"بس ان کے سوا ایک نوکر اور ایک خادمہ۔ ان کی گاڑی اور چار گھوڑے کیونکہ گھوڑسواروں کو موقعہ وار دات سے ہی رخصت کر دیا گیا تھا۔ مارکو اوبرٹی نے ان لوگوں کی نقدی اور باقی قیمتی چیزیں اپنے قبضہ میں لے لی ہیں البتہ اور کسی معاملہ میں ان کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی گئی دونو لیڈیاں اور نوکرانی الگ کمرہ میں رہتی ہیں اور نوکر مرد سن رسیدہ کے پاس علیحدہ کمرہ ہیں"

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ناگاہ گھوڑوں کے سرپٹ دوڑنے کی آوازیں ہمارے کانوں میں آئیں انہیں سن کر ولیٹر اگھبرا گیا اور بولا" ڈاکو آگئے! اب میں چلتا ہوں ..."

"مگر وہ خفیہ لفظ تو بتلاتے جایئے جس کا وعدہ آپ نے کیا تھا" میں نے بیتابانہ آواز دی۔

لیکن ولیٹر اتنے ہی میں گھوڑے کو ایڑ لگا چکا تھا۔ اس نے فاصلہ سے کوئی لفظ کہا تو بے شک مگر میں اس کو نہ سن سکا اور اس عرصہ قلیل میں اس کا گھوڑا آندھی کی طرح چلتا کافی دور نکل گیا۔ اسوقت ولیٹر کے خفیہ لفظ بتانے کے بغیر رخصت ہو جانے پر جو رنج و قلق میرے دل کو ہوا اس کا حال اندازہ سے ہی

بہتر جانا جا سکتا ہے سب سے زیادہ میں اپنے آپ کو اس حماقت کے لئے کوستا تھا کہ اور اور باتوں میں اس سے یہ نہایت ضروری تفصیل پوچھنا بھول گیا۔ لیکن اب گھبرانے یا پیچ و تاب کھانے سے کیا بنتا تھا۔ اور نہ سچ پوچھئے تو مجھے رنج و تاسف کی زیادہ مہلت ہی مل سکی کیونکہ ولیٹرا کے رخصت ہو جانے کے فوراً بعد قریباً چھ سات ڈاکو پیچھے سے میرے قریب آ پہنچے۔ اتنے آدمیوں کے مقابلہ کی کوشش چونکہ بے سود تھی۔ اور بفرض محال میں ان میں سے ایک آدھ کو زخمی بھی کر لیتا تو اس سے عملی طور پر کوئی فائدہ ممکن نہ تھا۔ اس لئے میں نے اطاعت قبول کرنے میں ہی اپنی سلامتی سمجھی ڈاکوؤں نے بھی جب دیکھا۔ کہ میں چپ اور بے حرکت کھڑا ہوں تو انہوں نے اپنے طور پر وار کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور کسی نے میری طرف ہاتھ تک نہ بڑھایا آخر کار وہ جب پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ تو میں نے اونچی آواز سے دو بار "مارکو اوبرٹی"! "مارکو اوبرٹی"! کہا۔

چاند کی نکھری ہوئی روشنی میں اس خونخوار گروہ کے آدمیوں کی شکلیں کتنی دہشت ناک اور پر رعب تھیں! تاہم معلوم ہوا کہ ڈاکو سردار اوبرٹی ان میں نہیں ہے ملک نے اطالوی زبان میں مجھ سے کچھ کہا جس کا جواب میں نے فرانسیسی میں دیا۔ کہ اگر تم لوگوں میں سے کوئی اس زبان سے واقف ہے۔ تو وہ مجھ سے گفتگو کرے"

"میں واقف ہوں" حاضرین میں سے ایک نے فرانسیسی میں ہی جواب دیا۔ اور میں نے اس کے لہجہ سے پہچانا۔ کہ وہی آدمی ہے جس نے اگلی بار جب میں کوٹھڑی میں زیر حراست تھا۔ تو میرے اور مارکو اوبرٹی کے درمیان ترجمانی کی تھی اس سے میں نے جانا فلپو اسی کا نام ہے۔

اپنے لہجہ کو قصداً بدلا کر بدستور فرانسیسی زبان میں تقریر کرتے ہوئے میں نے کہا"

آپ لوگ مجھے اپنے سردار مارکو اوبرٹی کے پاس لے چلیں۔ کیونکہ مجھے ان سے کام ہے... درحقیقت میں ایک انگریز مسٹر لینوور کا قائم مقام بن آیا ہوں"

"اوہو!" فلیپو نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا "اس سے تو معاملہ نے ایک بالکل ہی نئی صورت اختیار کر لی۔ مگر تم کیا انگریز ہو؟ شکل و صورت سے تو میرے خیال میں تم ہسپانیہ یا کارسیکا کے باشندے نظر آتے ہو"

شک کی اس پہلی جھلک سے میرا کلیجہ گو مسوس گیا۔ تاہم میں نے ضبط سے کام لے کر جواب دیا "جی میں درحقیقت انگریز ہوں گو آپ کو اختیار ہے۔ جو چاہیں سمجھیں"

یہ کہتے ہوئے میں نے سلسلہ تقریر فرانسیسی میں ہی جاری رکھا۔ کیونکہ میں یہ ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ کہ مجھ اس شخص کا انگریزی دان ہونا بھی معلوم ہے۔

"خوب! آپ مسٹر لینوور کے گماشتے بن کر آئے ہیں؟" اب شخص مذکور نے فرانسیسی چھوڑ کر انگریزی میں گفتگو کرتے ہوئے کہا "لیکن آپ کو وہ خفیہ لفظ یاد ہے۔ جو اس مملکت میں قدم رکھنے والوں کے لئے راہداری کا کام دیتا ہے۔؟"

میں اس سوال کے لئے ناتیار نہ تھا۔ تو بھی اسے سن کر میرا دل بے اختیار سینہ میں بیٹھ گیا۔ اور فکر جانکاہ لاحق ہونے لگی۔ پر خیال انداز سے میں نے کہا "خفیہ لفظ! آہ۔ بے شک وہ مجھ کو یاد تھا۔ مگر فی الحال میرے حافظہ سے اتر گیا۔ خیر میں سوچ کر آپ کو بتا دوں گا"

"وہ ضرور تم کو یاد کرنا پڑیگا" فلیپو نے تلخ لہجہ میں کہا "کیونکہ اس کے بغیر تمہاری زندگی ایک چھدام قیمت بھی نہیں رکھتی۔ علاوہ بریں یہ آدمی لینوور را اتنا سمجھدار اور ہوشیار ہے کہ وہ اپنے نائب کو خفیہ لفظ سے واقف کئے بغیر ہرگز ہمارے پاس نہ بھیج سکتا تھا۔ تاہم خیر اس کا فیصلہ ہمارے سردار کے روبرو چکر ہوگا۔ گو میں احتیاطاً تم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ خفیہ لفظ ظاہر کئے بغیر وہ یقینی طور پر تم کو جاسوس

سمجھ کر عرصۂ قلیل میں ہی تمہارے گلے میں پھندا ڈلوا کے کسی درخت پر لٹکا دے گا۔"
اس کے بعد فلپو اپنے رندانہ وضع کے ساتھیوں کی طرف مڑا اور ان میں تھوڑی دیر اپنی زبان میں کانا پھوسکی ہوتی رہی نہ معلوم ان میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ تاہم ان کی ملامتی ہوئی آنکھوں سے میں یہ نتیجہ اخذ کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ ان میں ابھی سے شک و بے اعتباری کا مادہ پکنے لگا ہے اور اگر میں اپنے بارہ میں قول و دل طور پر ان کا اطمینان نہ کرا سکا۔ تو یقینی طور پر کوئی آفت میرے سر پر نازل ہوگی۔ میں نے جہاں تک ممکن تھا۔ ضبط و استقلال کام لیا تو بھی یہ سوچکر دل ہی دل میں پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ ممکن ہے۔ یہ لوگ محض اپنے شبہات کی بنا پر اپنے سرغنہ کے رہبر و لیجانے سے پہلے ہی میری زندگی کا خاتمہ کر دیں۔

"کیوں نہیں آپ لوگ مجھے اپنے سردار مارکو اوبرٹی کے پاس لے چلتے؟" میں نے آخر کار فلپو کو مخاطب کر کے کہا۔ "میں بہت جلد اس بارہ میں ان کا اطمینان کرا دوں گا۔ کہ میں کوئی بدخواہ جاسوس نہیں بلکہ درحقیقت ایک اشد ضروری کام کے سلسلہ میں مسٹر لینوور کی طرف سے آیا ہوں۔"

"بہت اچھا ہم تمہیں لے چلتے ہیں" فلپو نے دیا۔ "لیکن اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے تو جستہ جلد ممکن ہو خفیہ لفظ یاد کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اس کے بغیر تم خواہ اپنے بچاؤ میں کتنا ہی زور دار استدلال کیوں نہ پیش کرو مارکو اوبرٹی کا اطمینان نہ ہوگا۔ اور ہاں... یاد آگیا کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا آدمی بھی ہے؟ کیونکہ میرا خیال ہے تھوڑی دیر پیشتر اس طرف آتے ہوئے ہمیں گھوڑے کے تیز دوڑنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔"

سکتہ کی سی حالت مجھ پر طاری ہوگئی۔ تاہم میں نے کہا۔ "جی نہیں یہ محض آپ کا وہم ہے ورنہ میں بالکل اکیلا یہاں آیا ہوں کوئی دوسرا آدمی میرے ساتھ نہیں ہے۔"

اسپر فلیو نے اپنی زبان میں کوئی بات اپنے ساتھیوں سے کہی۔ اور انھوں نے جھنجھلا کر غصہ کے چند الفاظ منہ سے نکالے پھر تھوڑی دیر ان سب میں ناقابل فہم تیز لہجہ کی تلخی کڑوی باتیں ہوتی رہیں حتےٰ کہ آخر کار فلیو نے کڑی نگاہ سے میری طرف دیکھا۔ اور جوشیدہ مغزی سے کہنے لگا "تم محض جھوٹ بکتے ہو۔ ہم میں سے ہر شخص نے گھوڑے کی تیز ٹاپ سنی تھی۔ جو سامنے کی طرف جاکر سنائی دینی بند ہوگئی بدقسمتی سے ہمارے گھوڑے چونکہ تھکے ماندے تھے اس لئے ہم پیچھا نہ کر سکے۔ ورنہ اسی وقت معلوم ہو جاتا۔ کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا۔ تاہم یاد رکھو۔ کہ تمہارے برخلاف حالات زیادہ ہی پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اگر تم نے صاف گوئی نہ کی۔ تو یقین کرو تمہارے لئے اس موت سے جو ہمارے ہاں جاسوسوں کے لئے مقرر ہے۔ کوئی مفر نہ ہوگا۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر تم نیک ارادہ سے آئے ہوتے تو اس دوسرے آدمی کو بھگا دینے کی کیا حاجت تھی؟ حالات پیش آمد سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ تم دو آدمی تھے۔ وہ دوسرا تو ڈر کر بھاگ گیا۔ لیکن تم حوصلہ کر کے حیلہ سازی کرنے کو یہاں ٹھیر گئے۔ خیر اس کا فیصلہ عنقریب ہوا جاتا ہے۔ آؤ ہم تمہیں اپنے سردار کے پاس لے چلیں"

اس کے بعد سب لوگ چلنے لگے قدرتی طور پر انہوں نے مجھ کو نرغہ میں لے لیا اور میں تن بہ تقدیر ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا جلدی ہی ہم لوگ اس مقام کے پاس جا پہنچے۔ جہاں برج واقع تھا۔ اور گو اس کے بعد فلیو کی مجھ سے کوئی بات نہ ہوئی۔ تاہم وہ لوگ آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ جس کا مطلب تو میری سمجھ میں نہ آیا۔ مگر ان کے لہجہ سے معلوم ہوا۔ کہ حالات لحظہ بلحظہ بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ ظاہر داری کے لئے ہر چند اب بھی میں نے لاپروائی اور خوش عیشی کا انداز اختیار کر رکھا تھا۔ تاہم یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ کہ میرے لئے خطرناک آزمائش کا سامنا ہے۔ اور خفیہ لفظ جانے بغیر یہ لوگ کسی حال میں مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے خصوصیت کے

ساتھ اس لئے کہ ان کے شبہات ولیٹرا کے گھوڑے کی ٹاپ سن کر مضبوط ہو چکے تھے۔ وہ اس آواز کی بنا پر یہ نتیجہ نکالتے تھے۔ کہ دوسرا آدمی جو ان کی آمد پر ڈر کر بھاگا میرا ہی ساتھی تھا۔ اس طرح پر رفتہ رفتہ سامان ایسے بندھ رہے تھے۔ کہ اب کوئی معجزہ ہی پیش آئے تو میری زندگی بچ سکتی تھی۔ خیر میں اس کوشش میں پہلے ہی جان ہتھیلی پر لے کر آیا تھا۔ اور اب اس مشکل میں یہ خیال میرے لئے باعث اطمینان ہوا۔ کہ اگر میری زندگی اس جدوجہد میں ضائع بھی ہو گئی۔ تو جان سے پیاری اینیل کو چھڑانے کی کوشش ہی میں جائے گی۔ جو میرے لئے رنج و غم کا نہیں بلکہ خوشی کا مبارک موقعہ ہو گا۔

اس طرح آگے پیچھے چلتے ہم برج کے پاس جا پہنچے جہاں مجھ کو گھوڑے سے اترنے کے لئے کہا گیا اور فلپو اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ مجھے عمارت کے اندر لے گیا بڑے پھاٹک سے گذر کر ہم اس غلام گردش میں پہنچے جہاں سے اس کمرہ کا دروازہ کھلتا تھا۔ جسمیں پیشتر آلیویا میکولی کو پر حراست رکھا گیا تھا۔ برآمدہ کی چھت سے لٹکے ہوئے چراغ کی روشنی میں جسوقت میں نے دیکھا۔ کہ وہ دروازہ اب بھی باہر سے بند اور مقفل ہے۔ تو یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ شائد اسی کمرہ میں ان لوگوں میں سے کوئی بند ہو۔ جن کو چھڑانے کی کوشش میں میں یہاں تک آیا تھا۔ کیا تعجب اینیل ہی اس کوٹھڑی میں بند ہو۔ جس صورت میں فقط ایک دروازہ میرے اور اس کے درمیان حائل تھا۔ راحم خدا! کیا عنقریب یہ لوگ میری جان ضائع کر کے ہمیشہ کے لئے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیں گے!

ایک چھوٹے سے جلوس کی صورت میں ہم سنگی زینہ پر چڑھے آگے ایک اور برآمدہ نظر آیا۔ جس کے پہلو میں چھ سات بند دروازے تھے۔ سوچا شاید اینیل ان میں سے کسی ایک کے اندر بند ہو۔ فلپو نے سب سے پہلے کمرہ کا دروازہ کھولا۔ اور میں اس کے پیچھے پیچھے ایک فراخ کمرہ میں داخل ہوا جس میں چھ سات

ڈاکو ایک چوڑی سی میز کے گرد جمع تھے۔ جس پر شیشہ کے گلاس اور پتھر کی توتلیں رکھی تھیں وہیں اس میز کے ایک سرے پر خوفناک مارکو اور بڑی ایک آرام کرسی پر دراز تھا۔ جسوقت اس نے اپنے آدمیوں کو ایک قیدی پکڑے سامنے سے آتے ہوئے دیکھا۔ تو جھٹ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنا گلاس خالی کر کے تجسس آمیز حیرت سے میرے منہ کو تکنے لگا۔ اس گھورتی ہوئی نگاہ کو اپنے چہرہ پر جمے دیکھ کر میں بے اختیار تیور آگیا اور یہ سوچکر سمجھے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اس عقابی آنکھ کے سامنے میرا بدلا ہوا بھیس بھی شاید کچھ کام نہ دے سکے۔ اور اب یہ بھی میں نے دیکھا۔ کہ فلیپو بجائے خود چراغ کی روشنی میں گہری توجہ سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنی گرتی ہوئی ہمت کو سنبھالا اور ایک گھومتی ہوئی نظر کمرہ میں چاروں طرف ڈالی ڈاکو سردار کے پہلو میں بائیں طرف وہی آدمی بیٹھا تھا جس نے پہلی بار میرے پیروں میں زنجیر باندھی تھی۔ وہ بھی تنی ہوئی گردن سے میرے چہرہ کی طرف تکتا تھا۔ میں نے فوراً منہ پھیر لیا۔ اور اب میری نگاہ اس آدمی کے چہرہ کی طرف گئی جو اگلے موقعہ پر پہرہ دار کا فرض انجام دے رہا تھا۔ اور جس کو مغلوب کر کے میں نے اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا اور بڑی مضبوطی سے اس کی مشکیں کسی تھیں بے شک یہ وہی چہرہ تھا جسے اس نہ بھولنے والی رات کو میں نے غصہ اور جوش سے پھولا ہوا دیکھا تھا۔ اور جس کے آثار اس بے بسی میں بھی ظاہر کرتے تھے۔ کہ اگر اس کا بس چل سکے۔ تو یقیناً مجھ کو ہلاک کر دے۔ غرض جتنے آدمی اس کمرہ میں بیٹھے تھے میں ان سب کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہ جان کر کہ اس وقت میری سلامتی تار عنکبوت کی مانند باریک رشتہ سے بندھی ہے۔ میرے دماغ میں بے اختیار چکر آنے لگا۔ کمرہ اور اس کا سامان گھومتا ہوا دکھائی دیا۔ طاقت جواب دینے

اور ہمت ساتھ چھوڑنے لگی بڑی کوشش سے کام لے کر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا ورنہ عین ممکن تھا کہ ان ہیبت ناک چہروں کی وید سے۔ جن میں سے ہر ایک پرجوش بہائم نمودار تھا۔ میں بے بسی کے عالم میں وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔

باب ۹۷

ڈاکو سردار کا فیصلہ

سب سے پہلے فلپو نے اطالوی زبان میں مارکو اوبرٹی سے کچھ گفتگو کی جس کا مطلب گو میری سمجھ میں نہ آسکا۔ تاہم اس کے لہجہ اور اشاروں سے معلوم ہوا۔ کہ وہ میری گرفتاری کے حالات تفصیل وار بیان کر رہا ہے اس مہلت سے فائدہ اُٹھا کر میں نے جہاں تک ممکن تھا اپنے خیالات کو یکجا کرنے کی کوشش کی کیونکہ میں خوب سمجھتا تھا۔ کہ اس کڑے امتحان میں میری سلامتی کی واحد صورت یہی ہے۔ کہ لینوو کے گماشتہ کا پارٹ ادا کرتے ہوئے یہ بات پوری طرح ان لوگوں کے ذہن نشین کرادوں کہ میں درحقیقت اسی کا بھیجا آیا ہوں۔ آخر کار جب ان کی آپس کی گفتگو ختم ہوئی تو فلپو نے سابق کی طرح ترجمان بن کر مارکو اوبرٹی سے میری گفتگو کرانی شروع کی۔

"تم کہتے ہو۔ کہ انگریز لینوو رنے تم کو ہمارے پاس بھیجا ہے"۔ یہ سوال مارکو اوبرٹی کی طرف سے فلپو کی معرفت مجھ سے پوچھا گیا۔

"جی بے شک" میں نے جواب دیا۔ "اور میرے پاس اس کا مکمل ثبوت موجود ہے۔۔۔"

"ایک لحظہ صبر کرو۔ سب سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ وہ خفیہ لفظ

کیا تم کو معلوم ہے جو مسٹر لینوور کو بتایا گیا تھا؟"

"بدقسمتی سے وہ لفظ میرے حافظہ سے اتر گیا" میں نے ظاہرا لاپروائی سے جواب دیا "مگر میں امید کرتا ہوں کہ وہ عنقریب یاد آجائے گا" یہ جملہ میں نے کہتے تو کہہ دیا۔ مگر دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ وہ لفظ جو کبھی میرے سننے میں ہی نہ آیا تھا۔ کیونکر یاد آئے گا۔

اچھا یہ بتاؤ اور کیا ثبوت تم اس بات کا پیش کر سکتے ہو کہ درحقیقت تم اسی آدمی کا لینوور کے بھیجے ہوئے آئے ہو؟"

"دیکھئے عرض کرتا ہوں" میں نے بٹوہ نکال کر بنک کی ہنڈی برآمد کرتے ہوئے کہا۔ "سب سے پہلا ثبوت تو یہ ہے کہ جو رقم معاوضہ کے طور پر مسٹر لینوور کی آپ کے ساتھ طے ہوئی تھی وہ میں اس ہنڈی کی صورت میں ساتھ لیتا آیا ہوں"

مارکو اوبرٹی نے دستاویز میرے ہاتھ سے لے کر غور سے دیکھا۔ اور میں پرشوق نظروں سے اس کے چہرہ کے آثار کو دیکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ گو ایسا کرتے ہوئے میں نے یہ بات ظاہر نہ ہونے دی کہ میرا دھیان اس کی طرف لگا ہوا ہے۔ بہرحال کوئی ایسی تبدیلی جو میرے لئے باعث تسکین ہوتی اس کے چہرہ پر ظاہر نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر اس تحریر کو دیکھتے رہنے کے بعد اوبرٹی نے دوبارہ اسے تہ کیا۔ اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد وہی مکالمہ جو فلپو کی وساطت سے ہوتا تھا از سر نو جاری ہوا۔

"اب بتاؤ وہ کیا کام تھا جس کے لئے مسٹر لینوور نے یہ معاوضہ بھیجا ہے؟"

"شرط یہ تھی" میں نے بے باکانہ جواب دیا۔ کہ ایک سفری گاڑی جس میں پانچ

آدمی سوار ہوں گے جب اس طرف سے گذریں تو آپ لوگ اسے روک لیں۔
مسافروں میں سے ایک سر میتھیو ہیلیٹین انگلستان کے ایک رئیس ہیں اور
ان کے ساتھ ان کی بیٹی مسز لینوور۔ اور نواسی مسز ٹنگ ایک نوکر اور ایک کنیز ہے"
"جلومان لیاتم لینوور کے ایجنٹ ہو۔ تو بتاؤ تمہارے یہاں آنے کا مقصد
کیا ہے"؟

"میں عرض کرتا ہوں۔ اس فیصلہ کے بعد جو آپ کے اور مسٹر لینوور کے درمیان
ہوا تھا" میں نے لہجہ استقلال میں کہنا شروع کیا: "ایک چٹھی مسٹر لینوور کو
اپنے ہوٹل میں وصول ہوئی تھی یہ اسی رات کے دوسرے دن کا واقعہ ہے جب
مسٹر لینوور کی ملاقات پندرہ تاریخ کو آپ کے ایک آدمی فلپو کے ساتھ شہر
فلارنس میں ہوئی تھی۔ اس خط کی تحریر سے معلوم ہوا تھا کہ سر میتھیو ہیلیٹین
نے وہ شرطیں منظور کرلی ہیں۔ جو مسٹر لینوور ان سے منوانا چاہتے تھے پس معاملہ
طے ہو جانے کے بعد مسٹر لینوور نے مجھے اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ معاوضہ
کا روپیہ آپ کو دے دوں اور آپ ان لوگوں کو جو فی الحال زیر حراست ہیں رخصت
کر دیں"

"کیا تم کو معلوم ہے کہ ان کے پاس نقدی کی قسم سے کوئی چیز باقی نہیں"؟

"جی بے شک معلوم ہے" میں نے جواب دیا "جو خط آپ نے یہاں سے
انگریزی حرفوں میں اپنے معتمد فلپو کی معرفت لکھوایا تھا۔ اس میں ..."

"میرا ہی نام فلپو ہے۔ کہتے چلو"

"تحریر جیسا میں عرض کر رہا تھا" میں نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا: "وہ خط جو
یہاں سے بزبان انگریزی مسٹر لینوور کے نام روما کے پتہ پر لکھا گیا تھا۔ اس میں
مذکور تھا۔ کہ نقدی اور زیورات کی قسم سے جو چیز قیدیوں کے پاس ہو۔ آپ کا

حق سمجھی جائے گی۔ اس لئے یہ ایک جانی ہوئی بات تھی۔ کہ ان لوگوں کے پاس زادِ راہ باقی نہ ہوگا۔ اسی لئے میں رستہ کے اخراجات کے لئے کچھ روپیہ ساتھ لیتا آیا ہوں۔ جس کی مدد سے سر میتھیو ہیسلیٹین اور ان کے رشتہ دار بسہولت سفر جاری رکھ کے گھر پہنچ سکینگے۔ دیکھئے میرے پاس ہے" یہ کہتے ہوئے میں نے قریباً اس قدر نقدی جو انگریزی سکوں کے حساب سے اسّی پونڈ کے قریب ہوتی نکال کے اس کے سامنے رکھدی۔

"کیا تم کو یہ بات سمجھادی گئی تھی۔ کہ یہ روپیہ تم نے براہ راست سر میتھیو ہیسلیٹین کو دینا؟"

"معاف کیجئے اگر آپ کے سوال کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں کیا زیرِ حراست شخصوں سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تو میرا جواب انکار ہے" میں نے استقلال کے ساتھ کہا۔ "اس لئے کہ ان لوگوں کو یقیناً آپ کی طرف سے یہ نہ بتایا گیا ہوگا کہ ان کی گرفتاری کی تہ میں کس کا ہاتھ تھا۔ اور معاملات کے اس قسم کی تسلی بخش صورت اختیار کرنے کے بعد جس کا حال میں پیشتر عرض کر چکا ہوں مسٹر لینوو کی ہرگز یہ خواہش نہیں ہے کہ قیدیوں کو معلوم ہو سکے ان کی گرفتاری اس کی تحریک سے عمل میں آئی تھی۔ مسٹر لینوو رکو آپ کی ذات پر اعتماد ہے۔ اور پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ آپ معاہدہ کی شرطوں کو پورا کرتے ہوئے یہ روپیہ جو میں مسافروں کے خرچ کے لئے لایا ہوں ان کے حوالہ کر دیں گے مسٹر لینوو رنے یہ بھی مجھ سے کہا تھا۔ کہ ممکن ہے آئندہ بھی آپ سے اسی طرح کا لین دین ہوتا رہے اور چونکہ اس نے اپنی شرطوں کو ایمانداری کے ساتھ پورا کیا ہے۔ اس لئے یقین ہے آپ بھی ایسا ہی کریں گے"

"ذرا ٹھیرو۔ میں یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب سر میتھیو ہیسلیٹین

کے ساتھ مسٹر لینوز کا سمجھوتہ کئی دن پہلے ہو گیا تھا۔ تو کس لئے وہ اس سے پیشتر خود آ کر یا اپنے کسی گماشتہ کو بھیجکر اس معاملہ کو نپٹانے سے قاصر رہا؟"

"محض اس لئے کہ میرے آقا کو ایک حادثہ پیش آ گیا تھا" میں نے جواب دیا "ورنہ وہ بذات خود حاضر خدمت ہوتا۔ بعد ازاں کئی روز اس کو ایک اس طرح کا آدمی تلاش کرنے میں لگ گئے جو ایک ایسے نازک معاملہ میں پوری طرح قابل اعتماد ہوتا۔"

"تم نے وہ خط دیکھا ہے جو ہماری طرف سے مسٹر لینوز کے نام روما بھیجا گیا تھا۔ کیا اس کا مضمون تم کو یاد ہے؟"

"جی ہاں پوری طرح" میں نے جواب دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے میں نے اس خط کا مضمون بڑی درستی کے ساتھ سنا دیا لیکن اگر میرا خیال تھا کہ یہ بات میرے حق میں سمجھی جائے گی تو جلدی ہی معلوم ہوا کہ یہ میری غلطی تھی کیونکہ میں جب اس خط کا مضمون سنا چکا تو فلیپو جو اس موقعہ پر ایک سرکاری وکیل کا فرض ادا کر رہا تھا جھک کر اٹھا۔ اور کہنے لگا "ٹھیرئیے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر یہ آدمی ایک خط کا لمبا چوڑا مضمون ازبر کر سکتا ہے تو کیونکر ممکن ہوا۔ کہ ایک خفیہ لفظ کی یاد اس کے حافظہ سے اتر گئی؟"

عین اس موقعہ پر دروازہ کھلا اور سنیور ولیٹرا باقی شخصوں کی طرح ڈاکوؤں کا لباس پہنے بانکی چال سے داخل ہوا میری طرف نظر ڈالنے کی پروا نہ کرتے ہوئے وہ میز کی جانب گیا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر شراب کا گلاس پُر کر کے بیفکری سے پینے لگا۔ کسی قسم کا اشارہ نہ اس کی اور نہ میری طرف سے ہوا تھا۔ اور گو اس جماعت کی موجودگی میں مجھے اس شخص سے امداد کی کوئی امید نظر نہ آتی تھی تاہم یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس کے آجانے سے میرے دل کا بوجھ

کافی ہلکا ہو گیا۔

"کیا تم اب تک یہی کہتے ہو" یکایک فلپو نے مارکو اوبرٹی کی طرف سے پوچھا "کہ جب تھوڑی دیر پیشتر ہمارے آدمی تم سے ملے تو تم بالکل اکیلے تھے؟"

"میں بزور عرض کرتا ہوں کہ یہی امر واقعہ ہے" میں نے استقلال کے ساتھ جواب دیا "سارا رستہ کوئی دوسرا آدمی مجھ کو نہیں ملا اور نہ کوئی میرے سلسلہ یہاں آیا"

"اب بتاؤ کس لئے مسٹر لینوور نے اپنے رشتہ داروں کو ہمارے ہاتھوں پکڑوایا تھا؟"

اس لئے کہ وہ اپنے خسر سر متھیو ہیلیٹن سے ایک معاملہ طے کرنا چاہتا تھا۔ اسی لئے اس نے سر متھیو سے دستخط کرانے کے لئے ایک دستاویز بھی تیار کی تھی۔ مگر سر متھیو کی طرف سے اس کی کل شرطیں منظور کر لئے جانے کے بعد اب اس معاہدہ پر دستخط کرانے کی ضرورت باقی نہیں رہی"

یہاں پر میرا امتحان ختم ہوا اور مارکو اوبرٹی نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر ملک اٹلی کی زبان میں ایک لمبی ناقابل فہم تقریر کی۔ اس کے خاتمہ پر حاضرین میں سے تین چار شخصوں نے باری باری کچھ کہا۔ اور گو میں ان کے الفاظ کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ تاہم اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اس سوال کے بارہ میں کہ مجھ سے کیا سلوک ہونا چاہیئے اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہے تھے۔ میرے لئے ان کے کڑے تیور دیکھ کر یہ جاننا بہت مشکل نہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک کی رائے میرے برخلاف ہے لیکن چونکہ یہ موقعہ آزمائش کا تھا۔ اور میں اپنے جی میں اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ کہ غلط اٹھایا ہوا ایک قدم بھی میرے حق میں نہایت مضر اثرات پیدا کرنے کا موجب ہوگا

اس لئے میں نے انتہائی ضبط و استقلال سے کام لیا اور اپنے سکون میں
فرق نہ آنے دیا۔ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر چکنے کے بعد ڈاکو سردار پھر
ایک بار فلپو کی طرف مڑا اور اپنی تیز آنکھیں تھوڑی دیر کے بعد میری طرف
پھیرتے ہوئے گہری سنجیدگی کے لہجہ میں فلپو سے کچھ کچھ کہتا رہا۔ میں سمجھ گیا
کہ میری قسمت کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر نیز
اس کے لہجہ کی گہری سنجیدگی سے یہ معلوم کرنا بھی دشوار نہ ہوا کہ وہ فیصلہ
میرے برخلاف ہے یقینی طور پر موت کی وہ انتہائی سزا جس کا اندیشہ فلپو نے
پیشتر ظاہر کیا تھا میرے لئے تجویز کی جا رہی تھی۔

مارکو ادبرٹی کی تقریر کے خاتمہ پر فلپو نے اس کے بیان کا خلاصہ انگریزی
میں مجھ کو سنایا "نوجوان آدمی" اس نے میری طرف مڑ کر کہنا
شروع کیا۔ "وہ فیصلہ جو ہمارے سردار نے صادر کیا ہے۔ کان دیکر سنو بعض حالات
ایسے ہیں جن کو تمہارے حق میں سمجھا جا سکتا ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو سراسر
تمہارے برخلاف ہیں۔ آخر الذکر کو ہم زیادہ اہمیت دیتے ہیں پس ہمیں اس بات کا
یقین ہو گیا ہے۔ کہ تم کوئی جاسوس ہو۔ بے شک بعض باتیں تم نے اس معاملہ کے
متعلق جو مسٹر لینوور کا ہمارے ساتھ ہوا تھا۔ کافی صحت و درستی کے ساتھ
بیان کی ہیں مگر عین ممکن ہے کہ وہ حالات محض اتفاقاً تم کو معلوم ہو گئے ہوں
یا خود اس شخص نے از روئے حماقت تمہیں اپنا دوست سمجھ کر تم سے بیان کر دیئے
ہوں۔ بہرصورت اس کا ہمکو یقین ہے کہ اگر تم مسٹر لینوور کے قائم مقام
بن کر آتے تو جو خفیہ لفظ اس کو بتایا گیا تھا۔ ضرور تم کو معلوم ہوتا۔ اس مملکت
کا دستور ہے کہ جو شخص باہر سے آئے اس کو ہمارا خفیہ لفظ معلوم ہونا چاہیئے اگر
ایسا نہ ہو تو پھر ہم اس کو شکی سمجھ کر فوراً سزائے موت دیدیا کرتے ہیں۔ یہ طریقہ

غلط ہو یا صحیح قدیم سے چلا آتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ تمہاری حالت میں اس کلیہ سے انحراف کیا جائے اول تو یہی ایک کوتاہی تمہارے حق میں کافی زبون تھی لیکن اسپر مستزاد یہ شبہ ہے کہ جب ہم نے تمہیں جنگل میں کھڑے ہوئے پایا۔ تو تمہارا کوئی ساتھی گھوڑا دوڑا کے کسی طرف کو رخصت ہو گیا تھا۔ ہمارے کان دھوکا نہیں کھا سکتے اس گھوڑے کی ٹاپ ہمنے اچھی طرح سُنی تھی تم اگر ایماندار ہوتے تو اس واقعہ مشکوک کی پوری وضاحت کر دیتے۔ لیکن تم سرے سے انکار کئے جاتے ہو اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ تم کوئی دھوکے باز فریبی ہو کیونکہ تمہارا وہ ساتھی پہلے سے فلارنس پہنچکر ہمارے برخلاف مخبری کر دے اور جب ہمارا آدمی اس ہنڈی کا روپیہ وصول کرنے جائے تو اس کو فوراً زیر حراست کر لیا جائے ان ساری باتوں کو دیکھ کر ہمارے سردار نے جس کے سامنے کسی فریبی یا نقال کا چراغ جلنا محال ہے تمہارے لئے سزائے موت کا فتویٰ صادر کیا ہے اور اس حکم پر فوراً عمل کیا جائیگا۔"

فلپو کی لمبی تقریر کے آغاز میں ہی میں اس کے انجام سے واقف ہو چکا تھا تو بھی جب اس کے آخری الفاظ میرے کانوں میں داخل ہوئے تو مجھے اپنا دل بے اختیار سینہ کے اندر بیٹھتا معلوم ہوا مگر اس حالت میں بھی اوسان نہ ہارتے ہوئے میں نے حوصلہ کر کے پوچھا "کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ یہ سزا کتنے عرصہ کے بعد عمل میں لائی جائیگی؟ یقیناً آپ لوگ تھوڑی سی مہلت مجھکو اس معبود حقیقی کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی روح کی تیاری کیلئے دیں گے۔"

"ہمارے ہاں اس طرح کے موقعہ پر کسی تاخیر سے کام نہیں لیا جاتا۔" فلپو نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "اور جب یہ بات ایک بار ثابت ہو چکے کہ کوئی

آدمی جاسوس ہے..."

"مگر میں ہرگز جاسوس نہیں ہوں" میں نے زور دے کر کہا۔ "اور وہ خفیہ لفظ جو مجھے یاد تھا فی الحال میرے حافظہ سے اتر گیا ہے..."

"تو اس کی سزا تم کو ضرور بھگتنی پڑے گی" فلپو نے جواب دیا۔ "اگر وہ ایک لفظ تم کو یاد ہوتا۔ تو پھر کسی بات کا اندیشہ نہ تھا"

"تو کیا وہ لفظ اب بھی مجھے یاد آجائے...؟" میں نے اس حالت میں بھی امید کو دل میں جگہ دیتے ہوئے پوچھا۔

"وہ لفظ اگر عین دم آخر میں بھی تم کو یاد آسکے... یعنی اس سے پہلے کہ پھانسی کی رسّی تمہاری زندگی کا خاتمہ کردے تم وہ صحیح لفظ ہمکو بتا سکو تو پھر تم ہر طرح محفوظ ہو۔ اس کے بعد" فلپو نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "ہم اس شک کو بھی اپنے دل سے نکالدیں گے۔ کہ کوئی دوسرا آدمی تمہارے ساتھ تھا۔ جسکے کہ تمہارے بیان کا ہر ایک لفظ قابل یقین سمجھا جائیگا۔ اور ہم جان لینگے کہ تم حقیقتاً اس آدمی کے بھیجے ہوئے آئے ہو جس سے ہماری پہلے کی خط و کتابت تھی"

"اس صورت میں کیا تعجب میری تقدیر یاور ہو۔ اور میں وہ لفظ اب بھی آپ لوگوں کے روبرو ظاہر کرسکوں" میں نے حوصلہ مند لہجہ میں کہا۔

مگر پوچھا جائیگا۔ کہ موت کا حکم سن لینے کے بعد یہ حوصلہ کیونکر میرے دل میں پیدا ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اینجلو ولیٹرا نے میز کے پاس بیٹھے ہوئے شراب کا گلاس ہاتھ میں لے کر ظاہری لاپروائی کے پردہ میں ایک نگاہ تیز ایک ثانیہ کے لئے میری طرف ڈالی تھی جس کا مطلب اس کے مختصر ہونے کے باوجود میں بخوبی سمجھ گیا تھا۔ اس کی وہ نگاہ میرے لئے پیام امید تھی اور

اس سے پایا جاتا تھا۔ کہ فی الحال تمہیں یاس کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیئے۔

"خیر اس ٹرنے پن کو چھوڑو" فلپو نے یکایک کہا۔ "میں خوب سمجھ سکتا ہوں۔ کہ تم یہ ساری حیلہ سازیاں مہلت حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہو۔ حالانکہ ان سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ لفظ جو کبھی تم کو معلوم ہی نہ تھا کیونکر یاد آنا ممکن ہے؟"

اس کے بعد اس نے اپنی زبان میں چند الفاظ مارگراو برٹی سے کہے جس نے تلوار کے پرتلہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے ساتھیوں میں سے چند ایک کو ترچھی نگاہ سے کچھ اشارہ کیا فوراً دو تین آدمی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے تجھے دونوں طرف سے پکڑ لیا ان کے ساتھ ہی ایلیو ولیٹرا بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے وحشیانہ مسرت کے آثار چہرہ پر پیدا کر کے ملک اگلی کی زبان میں ان لوگوں سے کچھ کہا۔ جس پر سارے آدمی زور سے ہنسنے لگے۔

"ہمارا یہ رفیق" فلپو نے تیز دبیل گرتہ چھبی نگاہ سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میں سمجھ گیا کہ اس کا اشارہ ولیٹرا کی طرف ہے "عرصہ دراز تک تمہارے ملک میں رہ آیا ہے اور اس کو معلوم ہے کہ انگلستان کے جلاد... میں بھول گیا کیا نام ان کا لیتے ہیں..."

"جیک کیچ" ولیٹرا نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے چہرہ پر عجیب طرح کی تندی اور خونخواری کے آثار پیدا کر کے پھر میری طرف فکر کر اس نے کہا۔ آہ قابل نفرت جاسوس یاد رکھ میرے اپنے ہاتھ تیری گردن پر پھندا ڈال کر تجھ کو اسی صفائی سے تیری ہستی ناپاک کا خاتمہ کریں گے جس سے تیرے ملک کے جلاد کیا کرتے ہیں"

معاً ایک آدمی مضبوط رسہ اٹھا لایا جس کا ایک سرا ولیٹرا نے اس لیے

ساتھ ہی برق کی تیزی رفتار سے اس نے آنکھ کے اشارہ سے مجھ کو دوزانو ہو جانے کے لئے کہا۔ میں فوراً جھک گیا۔ کیونکہ مجھ کو یقین تھا۔ وہ ساری باتیں در پردہ ایک دوست کی حیثیت میں میرے فائدہ کے لئے کر رہا ہے۔ مجھے دوزانو ہوتا دیکھ کر نفرت کے الفاظ مارکو اوبرٹی اور اس کے ساتھیوں کے منہ سے نکلے اور فلیونے طنز کے لہجہ میں مجھ کو مخاطب کر کے کہا "اب بتاؤ تیری ثابت قدمی کہاں گئی؟ اس رسی کو دیکھتے ہی تیرا استقلال پانی کی طرح بہ گیا۔ سبھی جاسوس کائر ہوتے ہیں۔"

"صاحبو میں موت سے نہیں ڈرتا۔ میں نے تمہارے ہوئے لہجہ میں جواب دیا۔ میں انگلستان کا باشندہ ہوں انگریز کی مٹی سے یہ بزدلی کبھی اگ نہیں سکتی چلئے آپ اپنا کام کیجئے۔۔۔"

اس گفتگو کے دوران میں ولیٹرا میری گردن میں ڈالنے کا پھندہ تیار کرنے میں مشغول تھا۔ چنانچہ میں جس وقت دونوں ہاتھ جوڑے گردن جھکائے فرش زمین پر دوزانو بیٹھا تھا تو وہ پھندہ ہاتھ میں لے کر میری طرف بڑھا۔ اس پر وہ لوگ جو پیشتر مجھ کو پکڑے ہوئے تھے۔ ادھر ادھر ہٹ گئے کیونکہ حالت موجودہ میں جس کو انہوں نے میری بزدلی سمجھا تھا۔ ان کے نزدیک میری حفاظت کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی یعنی اب ان کو یقین تھا۔ کہ میں بچکر جا نہیں سکتا۔ ولیٹرا نے اپنے ہاتھ سے وہ پھندہ میرے گلے میں ڈالا۔ اور اس کی گرہ میرے بائیں کان کے نیچے کبھی پھر اس انداز سے بیٹھ جھک کر گویا یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ گرہ ٹھیک بیٹھ گئی۔ یا نہیں، عین اس موقع پر جب کہ مارکو اوبرٹی کے منہ سے نکلے ہوئے کسی گنوارانہ مذاق کے باعث سب ہی قہقہہ مار کے ہنسنے لگے تھے اور ان کی آوازوں کا شور چاروں طرف کھلا ہوا تھا۔ سے صرف یہ جملہ جو میں ولیٹرا نے ایک لفظ میرے کان میں

کہہ دیا!

پھندہ میری گردن میں ڈال کے وہ فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ غالباً اس کو یقین تھا کہ میں جواب تک اس کڑی آزمائش میں ثابت قدم رہا ہوں۔ اس نازک موقعہ پر اپنے کسی لفظ یا اشارہ سے یہ بات ظاہر نہ ہونے دوں گا۔ کہ میں نے وہ لفظ جس کی تلاش تھی معلوم کر لیا ہے۔ اور نہ اس کو میری طرف سے اس حماقت کا ہی اندیشہ تھا۔ کہ میں اس لفظ کو سنتے ہی فوراً اسے دوہرا کر ڈاکوؤں کے کانوں میں کسی طرح کا شبہ پیدا ہونے دوں گا۔ خیر اس کے خیالات کچھ ہوں میں نے اس موقع پر انتہائی ضبط سے کام لیا اور کسی طرح کا جوش ظاہر کئے بغیر ڈاکوؤں کو اپنی کارروائی جاری رکھنے دی۔ پھر ایک بار ان لوگوں نے مجھ کو سخت ہاتھوں سے پکڑا اور دھکیل کر دروازہ کی طرف لے چلے وہ رسی جس کا پھندہ میرے گلے میں پڑا ہوا تھا گھسٹتی ہوئی میرے پیچھے چلی آتی تھی۔ مجھ کو زینہ سے اتار کر وہ لوگ کھلے میدان کی طرف لے گئے مارکو اوبرٹی۔ ولیٹرا۔ فلپو بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ وہ سارے آدمی جو ڈاکو سردار کے کمرہ میں موجود تھے اس دل خوش کن تماشہ کو دیکھنے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ حتےٰ کہ ایک چھتنارے درخت کے نیچے جا کر انہوں نے مجھ کو ٹھیر جانے کا حکم دیا۔ اس وقت رسی کا دوسرا سرا ایک مضبوط ٹہنی کے اوپر سے گذار کر دوسری طرف لٹکا دیا گیا۔ اور تین چار شیطان صورت آدمی اس سرے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے کے لئے آمادہ ہو گئے ایک اشارہ کے عرصہ میں وہ لوگ مارکو اوبرٹی کا اشارہ پا کر یقیناً میری زندگی کا خاتمہ کر دیتے۔ کہ عین دم آخر میں میں نے ایک ہاتھ سے مجنونانہ اشارے کرتے ہوئے پرشور آواز سے کہا "ٹھیریئے وہ لفظ مجھ کو یاد آ گیا۔ فیبیانو!"

رسی کا سرا جلادوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش زمین پر آ رہا۔ ڈاکو سردار اور اس کے مصاحبوں کے منہ سے حیرت کی تیز آوازیں نکلیں اور وہیں اس لذت

سارے جسم پر حق میں پھانسی کا فتویٰ ثابت ہوتا تھا ڈاکوؤں کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جو چند لمحوں تک ان میں کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد فلپو میری طرف مڑا اور کہنے لگا "بس اب ہمارا اطمینان ہو گیا۔ لیکن بڑی خوش نصیبی تھی۔ کہ عین دم آخر میں تم یہ عیسائی لفظ یاد کر سکے ورنہ اس دنیا کی کوئی طاقت تم کو یقینی موت سے بچا سکتی تھی۔ موت کا سایہ آدمی کے سر پر چھایا ہوا" میں نے دبی ہوئی آواز سے کہا "تو لاتعداد بھولی ہوئی باتیں یاد آتی ہیں بے شک میری خوش نصیبی تھی کہ یہ منحوس لفظ آخر کار یاد آ گیا۔ ورنہ آپ لوگوں نے میری ہلاکت کی تیاری میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا تھا"

"یہ کوئی بات نہیں" فلپو نے تسلی دیتے ہوئے کہا "چونکہ میں نے ہی سب سے پہلے تمہارے برخلاف شہادت دی تھی اس لئے میں ہی اس کی تلافی بھی کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام جو مجھ کو کرنا چاہیئے یہ ہے کہ اس مہلک رومال کو گردن سے اتار لوں"

اتنا کہکر اس نے رسی کی گرہ ڈھیلی کی اور اسکو گردن سے نکال لیا جس کے بعد ڈاکو اور بڑی نے اپنے وحشیانہ طریق اخلاق سے میرا ہاتھ اپنے مضبوط پنجہ میں لیکر بزور مصافحہ کیا۔ پھر وہ لوگ مجھے اپنے ساتھ اسی کمرہ میں لے گئے اور شراب کا ایک گلاس مجھ کو پیش کیا جسے میں نے شوق سے قبول کیا یہ معاملہ جیسا ناظرین سمجھ سکتے ہیں حال کے خطرات عظیم کے بعد مجھ کسی ایسی چیز کی بیحد ضرورت تھی گرے ہوئے حوصلہ کو دوبارہ صحیح حالت پر لا سکتی۔

اب بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ فلپو نے مجھ سے پوچھا "سب حال جاننے کے بعد ہم جیسا مناسب ہوگا کریں گے"

"میری پہلی درخواست یہ ہے" میں نے جواب دیا۔ کہ جس گاڑی میں وہ لوگ آپ کے زیر حراست ہیں سفر کر رہے تھے۔ اس میں اسی وقت گھوڑے جتوا دیئے جائیں۔ اور قیدیوں کو رخصت ہونے کی اجازت دیجائے۔ میں ان سے میل

جرل کی خواہش نہیں رکھتا تاہم اگر آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ
کے اخراجات کا روپیہ اپنے ہاتھ سے انہیں دے دوں تو داخل عنایت ہو
"مگر اس جلدی کی کیا حاجت ہے؟" فلپو نے اعتراضاً کہا۔ "فی الحال کو
ان گھوڑوں کو چلانے والا بھی موجود نہیں"

"آپ کا فرمانا صحیح ہے" میں نے یہ سوچکر دھڑکتے ہوئے دل سے جواب دیا کہ
بہادر یہ لوگ کوئی نئی رکاوٹ اس کام میں پیش کریں۔ لیکن مسٹر لینوور کی
یہ تھی۔ کہ مسافروں کو جسقدر جلد ممکن ہو رخصت کر دیا جائے رہ گیا گاڑی
کا سوال تو اس فرض کو سر میتھیو ہیسلٹین کا نوکر بوجہ احسن سرانجام دے سکیگا
اس لئے کہ آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ عرصہ دراز تک اسکا رہنا بخوشی پسند
نہیں کر سکتا۔ صرف ایک بار آپ رستہ بتا دیں پھر جیسا ہوگا وہ خود ہی جگہ
لے گا۔ میری اپنی خواہش بھی یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو رخصت کر کے مسٹر لینوور کی
ہدایات کے مطابق فوراً واپس چلا جاؤں"

"خیر جیسے تمہاری مرضی ہو" فلپو نے جواب دیا۔ "لیکن یہ روپیہ تم اس بدھی
انگریز کو کیونکر پہنچانا چاہتے ہو؟"

"جب گاڑی تیار ہو کر آجائے اور قیدی اس میں بیٹھ چکیں تو آپ مجھے
اس کی اطلاع کر دیں۔ میں آپ لوگوں کے سامنے یہ نقدی ان کے حوالہ کر دونگا"
فلپو گاڑی کی تیاری کا حکم دینے چلا گیا۔ اور میں وہیں اکیلا کے پاس بیٹھا
رہا۔ وہ اسی پونڈ کے نوٹ جو میرے نے اپنی جیب سے نکال کر ڈاکو سردار کے سامنے
رکھے تھے۔ اب تک وہیں پڑے تھے۔ میں نے ان کو اٹھا کر ایک پرزہ کاغذ میں
لپیٹا۔ اور موقعہ پا کر اس پنسل سے جو میرے پاس تھی۔ بگاڑے ہوئے خط میں یہ چند
الفاظ انگریزی میں اس پر لکھ دیئے "لینوور سے خبردار رہنا۔ اسی نے آپ

لوگوں کو پکڑ دایا تھا"

اس کے تھوڑی دیر بعد گاڑی تیار ہو کر آگئی اور کوئی بیس منٹ کے عرصہ میں فلپو بھی آپہنچا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ باہر نکلا۔ اور اس نے رستہ میں مجھ سے بیان کیا کہ قیدیوں کو گاڑی میں سوار کرا دیا جا چکا ہے اور نوکر کہتا ہے کہ میں دو گھوڑے بخوبی چلا سکوں گا چونکہ اکیلا آدمی چار گھوڑوں پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے دو ہی جوتے گئے ہیں۔ اگلی چوکی پر پہنچکر وہ لوگ دو اور گھوڑوں کا انتظام کر لیں گے۔

میں نے اس سے پوچھا۔ کیا گاڑی میں لیمپ لگے ہیں یا آپ لوگوں کے پاس کچھ مشعلیں ایسی ہیں۔ جو ان کو دی جا سکیں مگر اس نے جواب دیا کہ اس کی حاجت نہیں اور سفر اندھیرے ہی میں ہونا چاہیئے۔ میں نے دیکھا کہ یہ آدمی جو دو گھڑی پیشتر وحشی اور خونخوار تھا۔ اب ہیکل اخلاق بنا پھرتا تھا۔

ہم جب برج سے نکلے تو گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چاند چھپ گیا تھا۔ اور آسمان پر کالے بادل محیط تھے۔ اس اندھیرے میں میں نے دیکھا۔ کہ ایک بند گاڑی تھوڑی دور کھڑی ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ کہ اس گاڑی کو دیکھ کر کسی طرح کی تیز جھرجھری میرے سینہ میں اٹھی! میں اپنی انیبل سے اتنا قریب ہوتے ہوئے بھی کتنا دور تھا! اس میں شک نہیں عشق کی آنکھیں بے حد تیز ہوتی ہیں اور جس چہرہ کو بدلے ہوئے بھیس کی وجہ سے عیار ڈاکو پہچان نہ سکتے تھے۔ عین ممکن تھا کہ وہ نازنین اس کو دیکھتے ہی جان لیتی لیکن خدا کا شکر ہے کہ تاریکی چھا جانے سے اس کا احتمال باقی نہ رہا اور میں بغیر کسی اندیشہ کے گاڑی کی کھڑکی کے پاس جا پہنچا۔ یہ شرط پہلے سے طے ہو گئی تھی۔ کہ سب قیدی ایک ساتھ رہا کر دیئے جائینگے چنانچہ اب جو میں نے گاڑی کے اندر دیکھا تو چار شکلیں موجود تھیں ایک مسز میتیو ہیسلٹین کی دوسری مسز لیونور کی تیسری اس کی کنیز کی اور چوتھی ... آپ خود

ہی سمجھ سکتے ہیں کس کی بہر حال وہ ایک صورت تھی جس کی خفیف سی جھلک دیکھنے کے لئے میں ان سارے خطرات کا جو اب تک پیش آئے تھے از سر نو مقابلہ کرنے کو تیار تھا۔

اپنی آواز کو حتے الوسع بدل کر اور لہجہ سخت کر کے میں نے سر متھیو کو آواز دی "ذرا اپنا ہاتھ نکالیے یہ جو کچھ میں تمہیں دیتا ہوں لے لو"۔

سر متھیو نے ہاتھ نکالا اور میں نے اندھیرے میں وہ نوٹ جو میرے پاس تھے اس کے حوالہ کر دیئے اس کے بعد دبی آواز میں فلپو سے کہا "بس اب انکو جانے دیجئے"۔

رخصت کی اجازت پاتے ہی گاڑی چلنے لگی اور جب آخر کار وہ رات کے اندھیرے میں نظروں سے غائب ہو گئی تو میرا دل یہ سوچکر مارے خوشی کے بلیوں اچھلنے لگا۔ کہ وہ مطلب جس کے لئے میں اتنے خطرے جھیل کر یہاں تک آیا تھا۔ پورا ہو گیا اسی وقت ہی ایک آہ سرد میرے سینہ سے اٹھی۔ کیونکہ میں نے پیاری ایمیل کو ایک لفظ تک کہے یا اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دبائے بغیر رخصت ہو جانے دیا۔

ادھر سے فارغ ہو کر فلپو نے مجھ سے آرام کرنے کے لئے کہا۔ اور دوستانہ درخواست کی کہ اب گجر دم رخصت ہو جانا۔ مگر جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے میں اس بھڑوں کے چھتے سے جسقدر جلد ممکن ہو جان چھڑانا چاہتا تھا۔ پس میں نے اس کی عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے معذرت کے لہجہ میں کہا "مسٹر لیٹوور کو میری واپسی کا بے حد انتظار ہوگا۔ اس لئے مجھے اسی وقت رخصت کی اجازت دی جائے"۔ تھوڑی سی حجت کے بعد ایک آدمی میرا گھوڑا جو کسا کسایا تیار تھا، ہیں لے آیا۔ اور میں اس پر سوار ہو کر فلپو کو الوداع کہہ کے رخصت ہوا۔ میں جس راہ پر

اس جگہ تک آیا تھا۔ اسی پر اب بھی گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اور توکل پر خدا چلنے لگا۔ مگر رہ رہ کر یہ خیال جی کو بے تاب کرتا تھا۔ کہ اگر ڈاکوؤں کے دل میں پھر کوئی شبہ پیدا ہو گیا اور وہ دوبارہ میرے پیچھے آئے تو پھر کیا ہوگا؟ ان کے چنگل سے بچ کر نکل آنے کے باوجود جی کو اطمینان نہ تھا۔ انتہائی کوشش کرتے ہوئے بھی میں اس احساس کو دل سے نکالنے کے ناقابل تھا۔ کہ پچھلے دو گھنٹوں میں جو کچھ پیش آیا وہ ایک خواب پریشان سے زیادہ کوئی اہمیت رکھتا تھا۔ بارہا میں ان خطروں کو یاد کر کے کانپنے لگتا جن سے میں نے خلاف امید مخلصی پائی تھی اور اس کے فوراً بعد یہ سوچ کر خوش ہونے لگتا۔ کہ خدا نے میری کوششوں کو نیک انجام پر پہنچایا۔ اور میں پھر ایک بار اسی راہ پر جس پر جاتے ہوئے میں انجام کو یاد کر کے لرزہ براندام ہوتا تھا۔ خوشی خوشی واپس آنے کے قابل ہوا۔ انیبل اور اس کے رشتہ داروں کو ڈاکوؤں کی گرفت سے نکالنا اور پھر ایک بار ساحل عافیت پر پہنچنا ایسا کام تھا جس پر میں اپنے آپ کو بار بار مبارکباد دیتا ہوا نہ تھکتا تھا تھوڑی دور آگے آ کر یہ خیال دامنگیر ہوا کہ رات کا باقی ماندہ حصہ کہاں بسر کرنا چاہئے۔ میں جس گاؤں سے چلا تھا۔ اسی میں واپس جانا مصلحتاً ناپسند تھا کیونکہ گو میری صورت بدلی ہوئی اور ناقابل شناخت تھی۔ تاہم غیر ممکن تھا۔ کہ وہ لوگ میرے گھوڑے کو نہ پہچان لیں اس سے کئی طرح کے شبہات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ اور نہ اپنی موجودہ حالت میں یہ بات مجھے قطعاً منظور نہ تھی۔ خیر تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں جب اس مقام پر پہنچا۔ جہاں سے دو طرف کو سڑکیں پھٹتی تھیں

تو میں نے وہ سڑک چھوڑ دی جو اس گاؤں کی طرف جاتی تھی اور دوسری پر چلنے لگا مجھے بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ وہ رستہ کس طرف کو جاتا ہے۔ تاہم خیال تھا کہ کوئی چھوٹا سا گاؤں یا بستی ضرور رستہ میں ملے گی جہاں رات بسر کرنے کا ٹھکانا ہو جائیگا۔

اور اب ایک اور خیال اینجلو لیٹرا کے متعلق میرے دلمیں پیدا ہوا۔ آخر یہ آدمی کون تھا جس کی شخصیت اتنے گہرے اسرار میں پوشیدہ تھی؟ ایک طرف یہ بات غیر ممکن تھی۔ کہ وہ ڈاکوؤں کا ساتھی ہو۔ لیکن دوسری جانب اس حقیقت سے بھی انکار نہ ہو سکتا تھا۔ کہ وہ انہی کے پاس رہتا اور انہی کے طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے بالفرض وہ ڈاکو ہو تو پھر کیا وجہ تھی۔ کہ موقعہ پیش آنے پر وہ ہر طرح امداد دینے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔ اور اگر سچ مچ اتنی رحمدلی اور فیاضی اس میں تھی۔ تو پھر کیا باعث وہ ڈاکوؤں کی جماعت میں بود و باش رکھتا تھا؟ رخصت ہونے سے پیشتر مجھے اس سے ملنے یا اس کی عنایت کا علیحدگی میں شکریہ ادا کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اور ڈاکوؤں کی موجودگی میں یہ بات صریحاً غیر ممکن تھی۔ کہ میں آنکھ کے اشارہ سے ہی اظہار ممنونیت کر سکتا خصوصاً اس لئے کہ اس کی ہر نقل و حرکت سے یہ بات واضح ہوتی تھی۔ کہ وہ انتہائی احتیاط سے کام لینے پر مجبور ہے اور اس بات سے پوری طرح واقف ہے۔ کہ اگر کسی طرح کا شبہ اس کے برخلاف ڈاکوؤں میں پیدا ہو گیا۔ تو پھر وہ اس کی جان لینے سے ایک لحظہ کے لئے دریغ نہ کریں گے۔ یہاں تک پہنچنے کے بعد خیالات کی رو دوبارہ اس سوال پر گئی کہ اگر وہ ڈاکو نہیں اور نہ ڈاکوؤں کا کام کرنا چاہتا ہے۔ تو پھر اتنے خطروں کو جھیل کر ان کے درمیان رہتا۔ کیوں ہے؟ کیا مقصد اس کو درپیش ہے؟ کس غرض سے وہ ان لوگوں سے میل جول

رکھتا ہے؟ مگر صحیح وجہ کچھ ہو اس کی شخصیت گہرے اسرار میں پوشیدہ تھی اور رہ رہ کر وہی سوال دلمیں پیدا ہوتا تھا۔ کہ کیا ان اسرار کو کسی وقت حل کرنا ممکن ہوگا؟

رات اندھیری تھی۔ آسمان پر کالے بادل چھائے ہوئے تھے اور دور افق پر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بجلی کسی آتشی کنکھجورے کی مانند چمک جاتی تھی۔ خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا میں آگے ہی آگے چلتا گیا۔ جتنے کہ دس یا بارہ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں ایک چھوٹی سی بستی کے پاس پہنچا جہاں مشکل سے بیس ایک گھر آباد تھے۔ وہیں ایک چھوٹی سی سرائے بھی نظر آئی جیسے انگلستان کے، وہ دیہاتی شراب خانے ہوتے ہیں۔ جنہیں ایل ہوس کہا جاتا ہے۔ اس کے دروازہ پر پہنچکر میں گھوڑے سے اترا۔ اوپر نیچے ہر طرف اندھیرا تھا۔ اور کھڑکیوں میں کسی طرح کی روشنی دکھائی نہ دیتی تھی کئی منٹ تک میں نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ آخر بڑی دیر کے بعد کسی نے بالاخانہ کی کھڑکی سے گردن نکالی اور ایک مردانہ آواز نے درشت لہجہ میں کچھ کہتے سنائی دی چونکہ میں اطالوی زبان کا ایک لفظ تک نہ سمجھتا تھا۔ اس لئے میں نے فرانسیسی میں جواب دیا لیکن معلوم ہوا وہ اس زبان کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ تاہم اس کے لہجہ سے معلوم ہوا کہ وہ دروازہ کھولنا نہیں چاہتا۔ گو خدا کو ہی بہتر معلوم تھا کہ کس لئے؟ کیا دہشت کی وجہ سے یا اس کے ہاں گنجائش ہی نہ تھی؟ مگر صحیح وجہ کچھ ہو امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس نے فوراً کھڑکی پھیر دی اور میں حیران و ششدر کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ سوچتا تھا۔ الٰہی کیا کروں۔ اور کدھر جاؤں؟ خود تو تھکا ماندہ تھا ہی راہوار بیچارہ ایک قدم بھی مشکل سے آگے اُٹھا سکتا تھا دونوں کی بھوک تیز تھی اور دونوں ہی آرام کے خواہشمند تھے خیال آیا اگر اس اندھیرے

میں ٹھوکریں کھاتا پھرا تو کیا تعجب رستہ میں کوئی حادثہ پیش آئے یا پھر پھرا کے دوبارہ وہیں پہنچ جاؤں جہاں ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔ بالفرض یہ بھی نہ ہو تو عین ممکن تھا کہ لاعلمی کی وجہ سے میں کوہستان کے کسی ایسے حصہ میں جا پہنچوں۔ جہاں انسان کی بود و باش نہ ہو۔ پس میں اس آدمی کے بے رحمانہ انکار کے باوجود بآسانی اس بستی کو چھوڑ کر جانا نہ چاہتا تھا۔ وہاں سے ہٹ کر میں نے اس گاؤں کا ایک اچھا سا مکان ڈھونڈا اور اس کے دروازہ پر دستک دی۔ ایک عورت نے کھڑکی کھول کر کچھ پوچھا جس کا جواب میں نے حسب معمول دیا۔ لیکن جائے پناہ وہاں بھی نہ مل سکی نا یوس و دل گرفتہ پھر آگے کو چلا۔ گھوڑا بیچارہ بیحد تھکا ماندہ تھا اور میری اپنی یہ حالت کہ سیدھا بیٹھنا دشوار تھا۔ اسی طرح مرتے دکھتے دو گھنٹے اور بادیہ پیمائی کی بارے ایک گاؤں کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ڈھونڈتے ڈھونڈتے سرائے کے دروازہ پر پہنچا۔ مگر میری ساری مسرت پر یہ دیکھ کر اوس پڑ گئی۔ کہ یہ تو وہی گاؤں اور وہی سرائے ہے۔ جس سے میں کھبیس بدلنے کے بعد ڈاکوؤں کے مسکن کی طرف چلا تھا۔ معلوم ہوا کسی چکردار رستہ پر چلتا ہوا میں اسی گاؤں میں آپہنچا جس سے پرے رہنا چاہتا تھا۔

ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ وہ سرائے تھی جس میں ٹھہرے ہوئے مجھ کو ٹٹوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا اور جہاں سے رخصت ہو کر میں نے رستہ میں کھبیں بدلا تھا۔ جی نہ چاہتا تھا۔ کہ اسجگہ ٹھیروں لیکن ہمت اور سکت دونو جواب دے چکی تھیں۔ نہ میں آگے جا سکتا تھا۔ نہ گھوڑا۔ سخت مجبوری کی حالت میں نیچے اتر کے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور ایک بوڑھی سی خادمہ نے جسے پیشتر دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ آکر اسے کھولا۔ میں نے اسکو فرانسیسی میں مخاطب کرنے کی کوشش کی مگر وہ میری گفت گو نہ سمجھ سکی

البتہ اشاروں سے اس نے کہا کہ اسوقت کوئی دوسرا آدمی بیدار نہیں اس لئے تم آپ ہی گھوڑے کو تھان پر باندھ دو۔ خیر اس کو چارہ ڈال کر میں نے اپنے لئے کھانے کو مانگا۔ وہ مجھے باورچیخانہ میں لے گئی۔ اور کچھ بچا کھچا سرد کھانا جو موجود تھا میرے آگے رکھا۔ جو اس وقت مجھے خوان یغما سے بھی زیادہ لذیذ معلوم ہوا۔ بعد ازاں وہ مجھے ایک کمرہ میں چھوڑ آئی۔ جہاں پہنچتے ہی میں بستر پر لیٹ گیا۔ اور بڑھی ہوئی تھکن کے باعث خدا آنکھ لگ گئی۔

باب ۹۸

کپتان ہیمنڈ کا عشق

ایک عجیب طرح کا شور سن کر میری آنکھ یکایک کھل گئی۔ اٹھا۔ تو ماصہ دن چڑھ آیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کمرہ کے کھلے دروازہ کے باہر جمگھٹ لگا ہے۔ آگے سرائے دار اس کے پہلو میں ایک سن رسیدہ آدمی پیچھے پولیس کے دو سپاہی ایک نوکر دو سائیس اور ایک مالی... خدا کو ہی بہتر معلوم تھا۔ کہ یہ تانتا کیوں لگ گیا۔ اور اس مشترک ہجوم کا کیا مطلب تھا۔ تھوڑی دیر میں اپنے اُلجھے ہوئے خیالات کی وجہ سے ان لوگوں کو آمد کا مدعا نہ سمجھ سکا۔ لیکن پھر جب اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ تو میں نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا اس پر وہ لوگ قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے غصہ میں کچھ بڑبڑانے لگے۔ جس کی وجہ میں نے یہ سمجھی کہ وہ مجھے ڈاکو سمجھ کر میری دیدہ دلیری پر متحیر تھے۔ فوراً پولیس کے آدمی آگے بڑھے اور انہوں نے مجھ کو دونوں طرف سے

پکڑ لیا اس پر میں نے فرانسیسی زبان میں سرائے دار کو بلایا اور اس سے پوچھا۔

"کیوں حضرت یہ کیا راز ہے؟ کیوں آپ اتنی فوج لے کر مجھ پر حملہ کرنے آئے ہیں؟"

"آہ یہ تو وہی آواز ہے!" سرائے دار نے مضحکہ انگیز صورت بنا کر حیرت سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ تو فرمایئے مجھ پر الزام کیا عاید ہوا ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیونکہ اب میں اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ کہ ساری غلط فہمی میری بدلی ہوئی صورت سے پیدا ہوئی ہے۔

"الزام یہ ہے"۔ سرائے دار نے بدستور حیرت آمیز نظروں سے میری [illegible] دیکھتے ہوئے۔ کہا "کہ تم ایک اور مسافر کا گھوڑا اپھرا لائے ہو۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ تم نے اس مسافر کو رستہ میں قتل کر دیا ہو"

"ہو! ہو! ہو!" میں نے قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے کہا۔ "دوسرے لفظوں میں آپ لوگ یہ الزام مجھ پر لگاتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو قتل کیا اور اپنا ہی گھوڑا اپھرا کر لے آیا"

"شاید... اور... ایسا ہی ہو" سرائے دار نے بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ کہا "لیکن... تاہم..."

"معلوم ہوتا ہے۔ تم ان موچھوں اور گلچھوں کو دیکھ کر حیران ہو" میں نے اس کی پریشانی سے لطف اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اور تمہیں اس بات کی بھی حیرت ہے کہ میری رنگت گوری سے کالی کیونکر ہو گئی۔ لیکن اس کے متعلق میں عنقریب تمہارا اطمینان کر دوں گا یہ سب مصنوعی بال ہیں اور [illegible]

سے جمے ہوئے ہیں۔ کہ میں ان کو گرم پانی کے بغیر اتار نہیں سکتا۔ رات کو میں جب اسجگہ آیا۔ تو اتنا تھکا ماندہ تھا۔ کہ یہ زحمت گوارا نہ ہو سکتی تھی"

"بے شک جو آپ فرماتے ہیں درست ہوگا" سرائے دار نے جسے خود اپنے حواس پر شک ہونے لگا تھا آخر کار کہا۔ "لیکن حالات چونکہ شک انگیز ہیں اس لئے آپ کا اطمینان کرانا ضروری ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے سن رسیدہ ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔ "آپ اس گاؤں کے تھانیدار ہیں..."

"تو سنئے میرا بیان نہایت مختصر ہے" میں نے جواب دیا۔ میں اپنے بعض دوستوں اور عزیزوں کو جو ڈاکوؤں کی حراست میں آچکے تھے۔ بھیس بدل کر چھڑانے گیا تھا۔ اس لئے یہ مصنوعی بال استعمال کرنے پڑے اور یہی راز میرے بال کی تبدیلی کا ہے۔ رہ گئی رنگت کی تبدیلی۔ تو اس کا حال وہ لوگ جو کل یہاں جنگل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ اور جنھوں نے پاس ہی ایک بستی میں نٹ کے کھیل کر کے دکھائے تھے۔ وہ اگر موجود ہوں تو بآسانی آپ پر واضح کر دیں گے"

"بے شک بے شک آپ کا فرمانا غالباً صحیح ہوگا" سرائے دار نے آخر کار کہا "اور اب میں تھانیدار صاحب کے روبرو آپ کا ضامن بن کر اُن کا اطمینان کرا دوں گا۔ تاہم آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس وقت آپ کل اس نئے بھیس میں یہاں آئے اور میری نوکرانی نے دیکھا۔ کہ وہی گھوڑا جو کل یہاں سے گیا تھا۔ آپ کے پاس ہے تو اسکو شبہ سا پیدا ہو گیا۔ اور جب اس نے اس کا ذکر مجھ سے کیا۔ تو میں نے اس کی اطلاع پولیس کو دینا اپنا فرض سمجھا"

بعد ازاں اس نے اپنی زبان میں تھانیدار سے کچھ باتیں کیں پھر سب

لوگ ایک ساتھ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ چونکہ میں بے حد تھکا ماندہ تھا اس لئے اس کے بعد بھی تھوڑی دیر بستر پر لیٹا رہا۔ لیکن آخر کار اٹھا گرم پانی کی مدد سے مصنوعی بال اتارے لیکن چہرہ اور ہاتھوں کی رنگت بہت دیر تک صابن رگڑنے کے باوجود زائل نہ ہوئی۔ بہرحال مجھ کو معلوم تھا کہ ڈاکٹ کے بیان کے مطابق یہ سیاہی چند روز میں خود بخود رفع ہو جائے گی۔ اور چونکہ میرا بھید سرائے کے رہنے والوں کو بخوبی معلوم ہو چکا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اب چند روز یہیں قیام کرنا چاہیئے۔ جب آخر کار بدن کی رنگت اصلی حالت پر آجائیگی۔ تو یہاں سے جاؤں گا احتیاطاً ایک خط میں نے کپتان ہینڈ کے نام لکھ دیا اور اس میں اس کو اطلاع دی کہ میں جس کام کے لئے گیا تھا، وہ بفضل خدا پورا ہو گیا۔ مگر بعض حالات کی مجبوری سے میں تین چار روز سے پیشتر واپس نہ آسکوں گا۔

جیسا کہ امید تھی چوتھے روز مصنوعی رنگت زائل ہونی شروع ہوئی۔ اور پانچویں دن چہرہ گردن اور ہاتھوں کا رنگ اصلی صورت پر آگیا۔ اب چونکہ کوئی خاص کام درپیش نہ تھا۔ جس کے لئے مجھے اپنے قیام کو طول دینا پڑتا۔ اس لئے فلارنس کی طرف روانہ ہوا۔ مگر رستہ میں مصلحتاً پستول نہ پھینکا۔ کیونکہ ڈر تھا۔ اس عرصہ میں لینوور ہوشمن میں آنے کے بعد سرائے دار کی زبانی یہ بات سن چکا ہوں۔ کہ فلاں جلیسر کے آدمی نے تمہارے کاغذات دیکھے تھے۔ اور وہ اپنی پاکٹ بک میں ہنڈی موجود نہ پاکر مجھ پر چوری کا الزام عائد کرے گا۔ گو ایمان کی پوچھیئے تو میں اس فعل کو ہرگز ہرگز جرم تصور نہ کرتا تھا۔ نہ صرف اس لئے کہ میرے نزدیک لوہے کو لوہے سے نرم کرنے میں کچھ برائی نہ تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ میں نے اس ہنڈی کا روپیہ دراصل

اسی آدمی کو پہنچا دیا تھا۔ جسے وہ ملنا چاہیئے تھا۔ خیر میں کسی خاص واقعہ کے بغیر فارنس جا پہنچا۔ اور وہاں کپتان رمینڈ نے مجھے صحیح سلامت دیکھ کر سچی مسرت ظاہر کی۔ میں نے اپنی مہم کے مختصر حالات اس سے بیان کئے۔ مگر جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اینجلو ولیٹرا کا نام قصداً چھپائے رکھا۔ اس نے سب حال گہری دلچسپی کے ساتھ سُنا۔ اور بعد ازاں میری ہوشیاری جرأت اور استقلال کی بہت تعریف کی۔

اس طرح قریباً چھ ہفتے گذر گئے اس اثنار میں میں نے دیکھا۔ کہ کپتان رمینڈ آئے دن مس آلیویا سکیولی سے غیر معمولی اختلاط کرتے رہتے ہے۔ چونکہ مجھ کو اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ آلیویا اپنا دل اس سے پہلے کسی اور کو دے چکی ہے اس لئے میں اس کی حالت پر رحم کھائے بغیر نہ رہ سکا کیونکہ سارے حالات جانتے ہوئے میں بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ کہ وہ میرے آقا کی بڑھتی ہوئی توجہ کو یقیناً نفرت کے ساتھ دیکھتی ہوگی۔ انہی دنوں میری گفتگو لارڈ رنگ ولڈ کے ذکر سے ہوئی تو اس نے بیان کیا کہ مائی لارڈ اور بیگم صاحب اس بات سے بہت خوش ہیں۔ کہ کپتان رمینڈ مس آلیویا سے میل جول کرنے لگے ہیں۔

"تمہیں کیونکر معلوم ہوا؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"بات یہ ہے بیگم صاحب کی کنیز جیسی نے ایک روز ہر لیڈی شپ کو سخت لفظوں میں مس آلیویا کو فہمائش کرتے سُنا تھا۔ وہ اس سے کہتی تھیں کہ کیوں تم کپتان رمینڈ سے اچھی طرح پیش نہیں آتی ہو؟ مس آلیویا خاموش رہی بیگم صاحب نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کہا کہ کپتان رمینڈ نہ صرف ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ خاصے مالدار بھی ہیں۔ اور غالب ممکن ہے کہ اپنے قریبی رشتہ دار کی موت پر بہت سی دولت اور لارڈ کا خطاب بھی ان کے

میں آجائے مس آلیویا پھر بھی چپ رہی اور بیگم صاحب نے اس کو سمجھایا کہ تمہارے والد کے مالی حالات کمزور ہیں اب تمہاری عمر بھی چوبیس سال سے اوپر ہونے لگی ہے۔ اس لئے تم کو یہ موقعہ ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے بس اتنی ہی باتیں میسی نے سنی تھیں۔ مگر اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مائی لارڈ اور ہر لیڈی شپ دونوں بات کے خواہشمند ہیں کہ مس آلیویا کی شادی تمہارے آقا سے ہو جائے اور میری اپنی رائے یہ ہے۔ کہ عنقریب ضرور ایسا ہوگا"

"لیکن بالفرض مس آلیویا کپتان رمینڈ سے شادی کرنا منظور نہ کرے" میں نے اعتراضاً کہا تو کیا تمہاری رائے میں لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ اتنے بے رحم ہیں کہ وہ اس کو ایسا کرنے پر مجبور کریں گے"؟

"نہیں میرے خیال میں وہ اتنے سنگدل نہیں ہیں تاہم اگر ان کا بس چلا تو وہ اپنی طرف سے زور دینے میں کوتاہی نہ کریں گے"

اس کے چند دن بعد میں ایک روز ہوٹل کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا کہ کپتان رمینڈ لارڈ رنگ ولڈ کے کمرہ سے نکلا میں نے دیکھا اس وقت اس کا چہرہ ستا ہوا اور زرد تھا اور گہرے اضطراب کے آثار اس کی ہر ادا میں پائے جاتے تھے اس سے میں یہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا کہ ضرور کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور تیز چلتا اپنے کمرہ میں داخل ہو گیا جس کا دروازہ اس نے زور دار آواز کے ساتھ بند کیا اس کے دو گھنٹے بعد مجھے لارڈ رنگ ولڈ کے نوکر سے ملنے کا اتفاق ہوا تو اس نے کہا" جو ذکر کیا تم نے سنا کپتان رمینڈ نے آج مس آلیویا سے شادی کی درخواست کی تھی

نے انکار کر دیا؟"

"آہ!" میرے منہ سے بے اختیار نکلا اور گو مجھ کو پہلے ہی سے یقین تھا کہ آلیویا کی طرف سے کورا جواب ملیگا۔ تاہم اس سے میں نے پوچھا "کیا تم کو پورا یقین ہے؟" کہنے لگا "آج پھر کنیز بیسی سے باتیں ہوئی تھیں معلوم ہوتا ہے۔ کپتان رمینڈ کے چلے آنے کے بعد گھر میں جو گفتگو ہوئی۔ اس کو اس نے سن لیا کپتان نے اس سے پہلے لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ سے بات کر لی تھی۔ اور وہ شادی کے متعلق منظوری دے چکے تھے۔ لیکن مس آلیویا نے صاف انکار کر دیا اور جب تمہارے آقا نے زیادہ زور دیا تو کہنے لگی۔ کہ میں اپنا دل اس سے پہلے کسی اور کو دے چکی ہوں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس نے یہی بات اپنے والدین سے بھی کہہ دی۔ جس پر بیگم صاحب نے باصرار اس سے پوچھا کہ سچ بتا کس سے تجھ کو عشق ہے مجبوراً اس نے سارا حال کہہ دیا۔ مگر کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ وہ آدمی کون تھا۔ جس کا نام مس آلیویا نے اس موقعہ پر لیا؟"

"لو بھلا مجھ کو کیا معلوم ہے؟" میں نے قصداً لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"سینیر ولیٹرا" نوکر نے جواب دیا۔

"خوب!" میں نے لاپروائی سے کہا۔

"مگر سچ پوچھو تو مس آلیویا کا انکار نامناسب بھی نہ تھا" لارڈ رنگ ولڈ کے نوکر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ گو تمہارے آقا خاصے شکیل ہیں تاہم اس اطالوی نوجوان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پھر اس کے علاوہ کپتان رمینڈ کی عمر چھتیس سال کے قریب ہے۔ اور سینیر ولیٹرا کی صرف ستائیس سال تمہارے کپتان دولتمند ضرور ہیں۔ اور ان کا تعلق امیر گھرانے

سے بھی ہے۔ مگر عورت کی محبت ان باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتی"

"مگر یہ تو بتاؤ مس آلیویا کے اس انکار کے بعد اس کے ماں باپ نے کیا کہا؟" میں نے پوچھا۔

"اس کا حال مجھ کو معلوم نہیں" نوکر نے جواب دیا "کیونکہ میری اس سے زیادہ کچھ سن سکی"

اتنے میں کپتان رلینڈ نے مجھے اپنے کمرہ میں بلا لیا۔ میں جب گیا۔ تو وہ کمرے سکون کی حالت میں تھا۔ اور گو مجھ کو معلوم تھا۔ کہ مس آلیویا کے انکار نے اس کے دل کو بھاری چرکہ لگایا ہے۔ تاہم اس نے اپنی مایوسی کو بڑے حوصلہ اور مردانہ وقار کے ساتھ دبایا ہوا تھا۔

"جوزف" اس نے مجھے اندر آتے دیکھ کر کہا "میں آج ہی بلکہ اسی وقت فلارنس سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ تم فوراً چلنے کی تیاری کرو۔ کیونکہ ہم ایک گھنٹہ کے اندر اندر رخصت ہو جانا ہے"

اس روانگی کی مصلحت کو گو میں بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ تاہم از روئے احتیاط میں نے اپنے چہرہ کے آثار یا کسی بیجا سوال کے ذریعہ سے کپتان کے دل میں اس بات کا شبہ نہ پیدا ہونے دیا۔ کہ مجھے اس بارہ میں کسقدر حالات معلوم ہیں۔ اسوقت سہ پہر کے تین بجے تھے۔ سوا چار کے قریب ہم ایک سفری گاڑی پر بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ ان خاص وجوہات سے جن کا حال ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے میں قصبہ پر توجہ سے دور رہنا چاہتا تھا۔ پس یہ دیکھ کر میرے دل کو بے حد خوشی ہوئی کہ کپتان کا ارادہ اس سے سمت مخالف میں سفر کرنے کا ہے معلوم ہوا۔ کہ وہ رات مقام ڈیکمانوپلس بسر کی جائیگی جو کوہستان اپی نائنز کے مشرق کی طرف واقع ہے۔ اور

اس سے اگلے روز ہم لوگ ریونیا ہوتے ہوئے وینس جائیں گے۔

گہری تاریکی چھانے لگی تھی کہ ہم سات بجے کے قریب ڈیکو مانو پہنچے اتفاق کی بات ہے۔ کہ اسجگہ کی سرائے خلاف معمول پُر تھی اس لئے بیٹھک کا کمرہ تو نہ ملا۔ البتہ بڑی مشکل سے سونے کی جگہ مہیا کر دی گئی۔ نتیجہ یہ کہ کپتان رمینڈ کو رات کا کھانا کافی روم میں ہی کھانا پڑا جہاں اس وقت مختلف قوموں کے کئی مسافر جمع تھے اور ان میں بھی دو انگریز بھی تھے ہمارے آجگہ پہنچنے کے قریباً ایک گھنٹہ بعد کا ذکر ہے کہ میں کچھ سامان نکالنے کے لئے ٹرنکوں کی کنجیاں لینے کافی روم میں کپتان کے پاس گیا۔ تو دیکھا انگریزوں میں سے ایک بڑے غصہ اور جوش کی حالت میں مارکو اوبرٹی اور اس کے ساتھی ڈاکوؤں کو بزور کوسے دے رہا تھا۔ اس کے بیان کا کچھ حصہ جو میرے کانوں تک پہنچا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مارکو اوبرٹی کی جماعت نے اس کو دوران سفر میں گرفتار کر کے پانچ دن برج میں بند رکھا۔ حتےٰ کہ آخر کار اس کے رشتہ داروں نے زرتاوان بھیجکر اسے چھڑایا۔ کنجیوں کا گچھا میرے حوالہ کرتے ہوئے کپتان رمینڈ نے پر معنی انداز سے میری طرف دیکھا اور میں اس کے چہرہ پر تبسم سے یہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ وہ کہنا چاہتا ہے۔ اس سے بہت زیادہ دلچسپ حکایت میرا اپنا نوکر تم کو سنا سکتا ہے۔ مگر اس آدمی کے بیان سے کم از کم یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ ڈاکو سردار کی الوالعزمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی تھیں۔

اس کے قریباً ایک گھنٹہ بعد میں ہوٹل کے باہر ٹہلتا پھر رہا تھا۔ کہ میرا آقا اور وہ انگریز جس کا قصہ اوپر بیان ہوا ہے۔ سگار پینے باہر نکلے عین اسوقت ایک آدمی گھبرایا سرپٹ ڈالے ہوٹل کی طرف آتا نظر آیا۔ قریب پہنچنے پر میں

نے لیمپ کی روشنی میں دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اینجلو ویسٹرا ہے!

عین اسوقت اس انگریز نے بھی جو اپنی حراست کا قصہ بیشتر بیان کر چکا تھا۔ اُسے دیکھ لیا۔ اور اس نے اس کو پہچانتے ہی زور زور سے چلانا شروع کر دیا "لینا! پکڑنا! یہ تو انھی ڈاکوؤں میں سے ایک ہے!"

"کیا کہتے ہو۔ ڈاکو؟" کپتان رمینڈ نے حیرت کے ساتھ پوچھا "اماں وہ تو میرا اپنا جان پہچان آدمی ہے۔ مگر آہ!... اس کا کیا مطلب؟"

یہ کلمہ حیرت اسوقت کپتان رمینڈ کے منہ سے نکلا۔ جب اینجلو ویسٹرا نے اس انگریز کا شور سنکر یکایک گھوڑا روکا اور فوراً باگیں موڑ کر جدھر سے آیا تھا۔ اسی طرف کو لوٹ گیا۔ اس طرح اندھی کی رفتار سے اس نے گھوڑا دوڑایا۔ کہ اس سے بیشتر کوئی اس کا پیچھا کر سکتا اسکے گھوڑے کے سموں کی ٹاپ فاصلہ کی دوری پر سنائی دینی بند ہو گئی۔

"صاحب میں بالکل سچ عرض کرتا ہوں"۔ غصہ میں بھرا ہوا انگریز زور دار اشاروں سے میرے آقا کو کہہ رہا تھا۔ "یہ انہی ڈاکوؤں میں سے ایک تھا! میں نے بچشم خود اسے مارکوا و برٹی کے برج میں دیکھا تھا۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ مجھے اس کی صورت پر دھوکا ہوا ہو ارے کوئی آدمی دوڑو ایسا نہ ہو ظالم ہاتھ میں آکے دوبارہ نکلجائے!"

شور وغل کی آوازیں سنکر کچھ اور مسافر بھی ہوٹل سے نکل آئے۔ کچھ آدمی رستہ چلتے ٹھہر گئے اور یہ خبر جنگل کی آگ کی مانند چاروں طرف پھیل گئی۔ کہ مارکوا و برٹی کی جماعت کا ایک آدمی یہاں آیا تھا۔ لیکن فوراً پیچھے بھاگ گیا۔ جیسا کہ ضروری تھا۔ اس خبر کو سن کر خلقت میں بے حد جوش پھیلا گو میں نے دیکھا۔ کہ دہشت کی وجہ سے کہہ لو تو۔ اور بعد از وقت ہونے

کے خیال سے کہہ لو تو۔ حاضرین میں سے کسی نے مفرور کا پیچھا نہ کیا۔ ہاں کچھ آدمی دوڑے دوڑے تھانہ تک گئے لیکن وہاں بھی صرف دو ایک سپاہی موجود تھے جو کسی بہانہ سے بات کو ٹال گئے مختصر یہ کہ کسی نے اینجلو لیٹرا کا پیچھا نہ کیا۔

قریباً آدھ گھنٹہ اور میرے آقا کی ہوشیدہ مغز انگریز سے باتیں ہوتی رہیں۔ اس دوران میں کئی کئی طرح کے دردانگیز خیالات میرے اپنے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ مجھکو یقین تھا۔ کہ اس واقعہ کے بعد کپتان ہیمنڈ ضرور مجھ سے کئی ایک سوالات پوچھے گا۔ اور اب سوچ اس بات کی تھی۔ کہ میں اس کو کیا جواب دوں؟ میں ولیٹر سے اس بات کا حلفی وعدہ کر چکا تھا۔ کہ اس کا راز کسی پر ظاہر نہ کروں گا۔ اور اس سے قطع نظر اتنا بھاری احسان اس کا میری گردن پر تھا۔ کہ میں اس وعدہ کے بغیر بھی اس کے برخلاف زبان کھولنے پر کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ پھر کئی ایک وجوہات سے یہ خیال بھی مضبوطی سے میرے دل میں جاگزین ہو چکا تھا۔ کہ اینجلو لیٹرا خواہ کسی مصلحت سے مارکو اوبرٹی کی جماعت میں شامل ہو کر رہتا ہو۔ وہ ڈاکو نہیں ہے۔ یہ میرا پختہ اعتقاد تھا۔ اور گو اس کی شخصیت فی الحال گہرے اسرار میں پوشیدہ تھی۔ تاہم اس یقین کو میں اپنے دل سے بمشکل نکال سکتا تھا۔ لیکن مقابلہ میں ایک بڑا مشکل سوال یہ تھا۔ کہ مجھے اپنے آقا کے سوالات کا کیا جواب دینا چاہیئے؟ اگر میں اس کے برخلاف کہوں تو ناسپاس بنتا ہوں۔ اور اگر اس کے حق میں بیان دوں تو پھر یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہوں کہ اسی نے پہلی مرتبہ مجھے اور مس ہیکولی کو آزاد کیا تھا۔ اور اسی نے دوسرے موقعہ پر میری جان بچائی تھی بڑی دبدھا میں جان تھی۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن والا حساب تھا۔ بات جب تک میرے دل میں تھی۔ پوشیدہ تھی۔

اگر ایک بار منہ سے نکل گئی تو کیا تعجب اڑتے ہوئے مارکو اوبرٹی کے کانوں تک بھی جا پہنچے جس کے بعد ان بے رحم جلادوں کے ہاتھ سے اینجلو ولیٹرا کا محفوظ رہنا قطعاً غیر ممکن تھا۔

یہ اور ایسے ہی صدہا خیالات جانکاہ و جگر پاش میرے دل میں بیک وقت پیدا ہو رہے تھے۔ جب کپتان رمینڈ اس انگریز کے ساتھ جسے ڈاکوؤں نے پکڑا تھا۔ باتیں کرنے میں مشغول تھا۔ ہر چند میں نے ان کی گفتگو نہ سنی تھی۔ تاہم میرے لئے یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ کپتان اس آدمی کی زبانی اینجلو ولیٹرا کے متعلق مزید حالات جاننے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس کی باتوں سے اس خیال کی تصدیق کرنا چاہتا ہے کہ کیا اینجلو ولیٹرا درحقیقت ڈاکو ہے؟ آخر وہی بات ہوئی یعنی گفتگو ختم کر کے کپتان رمینڈ میری طرف آیا۔ اور کہنے لگا "جوزف میں تم سے دو ایک باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں میرے ساتھ چلو"

وہ مجھے اپنے کمرہ خواب میں لے گیا۔ اور دروازہ پھیر کر مستقل لہجہ کی فیصلہ کن آواز میں کہنے لگا "دیکھو جو کچھ میں پوچھتا ہوں اس کا جواب ایمانداری کے ساتھ دینا۔ کیا تم نے بھی سینیور ولیٹرا کو ڈاکوؤں کے بُرج میں دیکھا تھا؟"

میرے سب عزم و ارادے اس کی تیز متجسس نظروں کے سامنے پانی ہو کر بہ گئے اس لحظہ آزمائش میں میرے پائے استقلال میں بے اختیار لغزش آ گئی۔ اور میں چپ چاپ گردن جھکائے اس فکر میں پڑ گیا کہ کپتان رمینڈ کے سوال کا کیا جواب دوں؟ مجھے طبعاً جھوٹ سے نفرت ہے۔ ڈاکوؤں کے سامنے بھی میں نے صرف اس لئے کسی ساتھی کی موجودگی سے انکار کیا

تھا۔ کہ مصلحت وقت یہی چاہتی تھی۔ لیکن اب باوجود کوشش کے کلمہ انکار نوک زبان پر آکر رہ گیا۔ میں اس طرح خاموش کھڑا تھا۔ کہ ایک نیا خیال دلمیں پیدا ہوا یعنی میں نے سوچا کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ میں کپتان ریمنڈ کی فیاضی پر بھروسہ کرکے سب حال اس سے کہہ دوں؟ یہ سوچکر میں نے اس سے کہا "اگر آپ رازداری کا وعدہ کریں تو میں بعض باتیں آپ کے روبرو عرض کر سکتا ہوں"۔

ان الفاظ کو سن کر کپتان ریمنڈ کا چہرہ غصہ اور جوش سے سرخ ہوگیا۔ صریحاً یہ اس کی توہین تھی کہ میں ایک تنخواہ دار نوکر اسپر شرطیں عائد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن غصہ کی وہ عارضی جھلک فوراً ہی زائل ہوگئی اور وہ کہنے لگا "اگر تمہارے الفاظ کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں خاموشی کا وعدہ کروں تو میں ہرگز ہرگز اس کے لئے تیار نہیں ہوں البتہ اس بات کا میں تم کو اطمینان دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جو حالات تم مجھ سے بیان کروگے ان کے اظہار میں میری طرف سے انتہائی احتیاط سے کام لیا جائیگا۔ بس یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اب سنو مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مس آلیویا سیکولی کو اس شخص اینجلو ولیٹرا سے عشق ہے۔ میں اس خاتون کے والدین کا دوست ہوں لیکن نہ بھی ہوتا تو غیر ممکن تھا۔ کہ میں از روئے اخلاق کسی نوجوان خاتون کو ایک ایسے اہم معاملہ کے متعلق مبتلائے غلط فہمی رہنے دیتا۔ اس لئے صاف صاف کہہ دو۔ وہ آدمی ولیٹرا ہی تھا۔ جس نے پیشتر تم کو ڈاکوؤں سے چھڑایا اور جس نے اب کی بار تم کو مدد دی تھی؟"

"جی... بیشک... میں اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا"۔ میں نے رکتے ہوئے جواب دیا۔ "اور اب اسقدر جان لینے کے بعد میں درخواست

کرتا ہوں کہ آپ ازراہ فیاضی اس آدمی کے برخلاف جس نے مس سیکولی کو ایک شیطان صورت ڈاکو کی دلہن ہونے سے بچایا تھا۔ کوئی ایسی بات نہ کریں جو اس کے حق میں باعث مضرت ہو۔"

"میں تمہاری درخواست پر غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔" کپتان ریمنڈ نے کہا۔ "بلکہ سچ پوچھو تو میں اس مدعا کو بھی سمجھ گیا ہوں جو اس درخواست کی تہ میں کام کر رہا ہے۔ بے شک اگر سب حال ظاہر ہو گیا تو ویلیٹرا کے ساتھی غصہ کے جوش میں اس کی جان لئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔"

"آپ نے میرے مدعا کو خوب سمجھا۔" میں نے تسلیم کیا۔ "لیکن خدا کیلئے ان ڈاکوؤں کو اس شخص کا ساتھی تصور نہ کیجئے۔ کیونکہ میں اس بات کی قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ اینجلو ویلیٹرا درحقیقت ڈاکو نہیں۔"

"یہ تمہارا وہم ہے۔" کپتان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اور وہ بھی محض اس لئے کہ تم اپنی طبیعت سے مجبور ہو۔ خدا نے تم کو رومان پسند بنایا ہے اور تمہاری زود یقینی اس حد تک بڑھی ہے کہ کوئی آدمی خواہ کچھ کہے تم اسکی بات فوراً مان لینے کو تیار ہو جاتے ہو۔ لیکن میں" ریمنڈ نے اپنے چہرہ پر گہری سنجیدگی کے آثار پیدا کر کے کہا۔ "میں مردم دنیا دار ہوں اور اس طرح آسانی سے دھوکا نہیں کھا سکتا۔ فی الحقیقت تمہارے جذبات کو مجروح کئے بغیر میں برملا کہتا ہوں۔ کہ اس آدمی کو جو ڈاکوؤں کے پاس رہتا اور انہی کی طرح زندگی بسر کرتا ہے ڈاکو نہ سمجھنا فہم انسانی کی توہین کرنا ہے آہ اور اب ایک نیا خیال یہ بھی میرے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ شاید اسی نے مارکو اوبرٹی کو اور اس کی جماعت کو پہلے سے اطلاع دے کر اس رات ہماری گاڑیوں پر حملہ کرایا تھا۔ جب ہم کوہستان ایپی نائنز سے گذرے ہے

تھے غالباً وہ اس خیال سے مس سیکولی کو اڑا لے جانا چاہتا تھا۔ کہ بعد ازاں اسکی رہائی کا ذریعہ بن کر اس کے دل پر اچھا اثر پیدا کر سکے؟

"معاف کیجئے آپ کا گمان غلط ہے" میں نے جی کڑا کر کے کہا "کیا آپ کو یاد نہیں کہ وہ اس موقعہ پر کہیں نظر نہ آیا تھا۔ اور بعد ازاں اس نے مجھ کو مس سیکولی کی رہائی کا ذریعہ بنایا۔ اور خود اُس کے روبرو آنے کی کوشش نہ کی۔ حتےٰ کہ اس وقت تک مس سیکولی کو دوست ڈاکو کی شخصیت کا حال معلوم نہیں جس کا ذکر مبہم لفظوں میں میں نے اس خاتون سے کیا تھا"

"یہ صحیح ہے" کپتان ریمنڈ نے تسلیم کیا "مگر کچھ ہو اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ آدمی ڈاکو ہے اور گو میں اس راز کو الم نشرح کر کے اس کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتا تاہم یہ میرا انسانی اور اخلاقی فرض ہے۔ کہ جسقدر جلد ممکن ہو لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ کو اس آدمی کی اصل حقیقت سے خبردار کر دوں"

اتنا کہہ کر کپتان ریمنڈ نے مجھے اعتراض کا ایک لفظ تک منہ سے نکالنے کا موقعہ نہ دیتے ہوئے رخصت کر دیا۔ میں اپنے کمرہ میں جا کر لیٹ تو گیا۔ مگر بڑھی ہوئی فکروں میں نیند کہاں آتی؟ حالات گو ظاہراً شک انگیز تھے۔ اور کپتان ریمنڈ کی بے اعتباری حد انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ تاہم میرے لئے اس خیال کو دل سے نکالنا غیر ممکن تھا۔ کہ اینجلو لیٹرا بظاہر کچھ ہو۔ در حقیقت ڈاکو نہیں ہے۔ کم از کم اس کی حالت میں یہ مثل ٹھیک ثابت ہوتی تھی۔ کہ آدمی کی سیرت کا اندازہ اس کی صورت یا اس کی نواحی حالات سے

نہ کرنا چاہیئے۔

دوسرے دن سویرا ہی تھا۔ کہ سرائے کا پھاٹک دار میرے نام ایک رقعہ لے کر آیا میں نے لفافہ چاک کیا۔ تو یہ الفاظ بزبان انگریزی اس میں درج تھے:۔

میں سخت پریشان ہوں جنوں کی سی حالت مجھ پر طاری ہے اور تم خوب سمجھ سکتے ہو۔ کہ کیوں میں اس اندیشہ کو کسی طرح دل سے دور نہیں کر سکتا۔ کہ ایک خاص بیان میرے برخلاف ایک خاص شخص کے کانوں تک پہنچایا جائیگا۔ اور اُف میرے خدا! اس سے کتنا رنج و قلق پیدا ہوگا لیکن مجھ کو یقین ہے۔ کہ تم ہرگز یہ نہ سمجھو گے کہ میں درحقیقت وہ ہوں جو کچھ میں دکھائی دیتا ہوں اگر مجھے اپنے اس وعدہ کا پاس نہ ہوتا جو میں نے تم سے کیا تھا۔ تو میں ایک خاص خاتون سے بلکہ بذات خود اس سے درخواست کرتا۔ کہ وہ فی الحال میری نسبت کوئی رائے قائم نہ کرے لیکن کیا کروں مجبور ہوں میں اپنے وعدہ سے کسی حال میں منحرف ہونا نہیں چاہتا۔ اور میرے اس ایک فعل سے تم میری نیک نیتی اور ایمانداری کا بہتر اندازہ کر سکتے ہو۔ خیر میں ساری بات تم پر چھوڑتا ہوں۔ اس کا مجھ کو یقین ہے۔ کہ کپتان ریمنڈ سیدھا فلارنس پہنچکر اپنے دوستوں کے روبرو اس نئی واردات کا حال ضرور کہہ دیگا۔ اور چونکہ اس کے ساتھ تم کو بھی فلارنس جانا پڑیگا اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ میری جگہ تم اس خاتون سے یہ کہنا کہ وہ فی الحال میرے بارہ میں کوئی آخری فیصلہ قائم نہ کرے یہ رعایت ہے جو میں تم سے چاہتا ہوں۔ اور جس کو تم یقیناً قبول کروگے اگر کوئی گہرا تعصب تمہارے اپنے دل میں میرے برخلاف پیدا نہ ہو گیا ہو تو جو زن

تم جب اس سے ملو۔ جس کا نام میں از روئے مصلحت نہیں لکھ سکتا۔ تو میری طرف سے بزور کہنا کہ وہ فی الحال اپنے آخری فیصلہ کو ملتوی رکھے۔ خدا گواہ ہے۔ کہ میں وہ نہیں ہوں جو کچھ دکھائی دیتا ہوں ممکن ہے۔ حالات جلد ایسی صورت اختیار کریں کہ میں اس پردہ راز کو چاک کر کے جسمیں میں فی الحال گھرا ہوں ساری حقیقت ظاہر کر سکوں لیکن یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میں نے دو مختلف موقعوں پر جو احسانات تم پر کئے ہیں۔ ان کا ذکر محض اس خیال سے کرتا ہوں کہ میری اس درخواست پر نہیں۔ تو اس امداد کو یاد کر کے ضرور اس وقت میری مدد کرو۔ اسی کی تمہاری طبع عالی سے امید ہے۔ اسی پر میں بار بار زور دیتا ہوں۔

اس مضمون کا میرے دلپر بہت گہرا اثر ہوا حتے کہ ایک بار اسے پڑھ کر میرے جی میں آئی یہ خط بجنسہٖ کپتان رلینڈ کو دکھا دوں کیا تعجب وہ بھی از راہ فیاضی اس رائے کو جسے وہ پیشتر قائم کر چکا تھا۔ اپنے دل سے دور کر دے۔ لیکن پھر جب اس بات کا خیال آیا۔ کہ اینجلو دلیٹرا اس کا قریب ہے اور ایک اس طرح کے موقعہ پر بڑی بڑی سیر چشم طبیعتیں بھی جوش خود غرضی پر غالب نہیں آسکتیں۔ اور دشمن کی آنکھ کے تنکے کو شہتیر بنا کر ظاہر کرتی ہیں۔ تو میں نے یہی سوچا۔ کہ خط دکھانے کی حاجت نہیں البتہ اس موقعہ پر میں دلیٹرا کی امداد میں جہاں تک ممکن ہوگا کوتاہی نہ کروں گا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد جب مجھے کپتان رلینڈ کے کمرہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو مجھ کو بتایا گیا۔ کہ ہمیں آج ہی فلارنس کو واپس چلے جانا ہے۔ نہ اس نے اس فوری واپسی کے متعلق کوئی خاص وجہ بیان کی نہ سنیور دلیٹرا کے بارہ میں کچھ اور کہا۔ اور میں نے اندازہ سے معلوم کیا۔ کہ اسے اس موقعہ کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ جو اینجلو نے سرائے کے دربان کی معرفت میرے

ہاتھوں تک پہنچایا تھا معلوم ہوا اس شخص یعنی دربان کی انعام کے لالچ سے دہن دوزی کر دی گئی تھی۔

خیر پھر ایک بار ہم فلارنس واپس گئے اور میں چونکہ گاڑی کے باہر بیٹھا تھا اس لئے کپتان ریمنڈ کے انداز سے یہ معلوم نہ کر سکا۔ کہ وہ کیا امیدیں دلیں لے کر واپس چلا ہے۔ کیا اس کا خیال ہے کہ اس نئے انکشاف کی بدولت وہ انجیلو ولیٹرا کے مقابلہ میں آلیویا سیکوٹی سے شادی کرنے کی زیادہ امید کر سکتا ہے؟ روانگی سے پہلے میں نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو محض اتنا معلوم ہوا۔ کہ وہ گہرے سکون کی حالت میں تھا۔ اور کمنت و وقار کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار تھے۔ بدنصیب آلیویا! میں اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ آج کا دن تیرے لئے کتنی سخت آزمائش کا دن ثابت ہونے والا ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوا۔ کیا وہ کپتان ریمنڈ کا الزام سنکر واقعی ولیٹرا کو ڈاکو سمجھنے لگے گی؟ کیا درحقیقت یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوگا۔ کہ وہ آدمی اس محبت کے قابل نہیں ہے۔ جو وہ اس سے کرتی تھی؟ سینہ کی دبی ہوئی آواز نے جواب دیا۔ کہ نہیں کیونکہ جس وقت اس گفتگو کے الفاظ مجھ کو یاد آئے جو میں نے ایک رات کوہستان اپنی ٹائینز کا سفر شروع کرنے سے پہلے ان میں سنی تھی تو میں اپنے آپ سے یہ کہے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ وہ گہری محبت جو آلیویا کو اینجلو ولیٹرا سے ہے وہ ایک ایسے حقیر واقعہ سے تلف نہیں ہو سکتی۔

دوپہر کے قریب ہماری گاڑی فلارنس پہنچ گئی اور اسی ہوٹل کے دروازہ پر ٹھیری جس میں پیشتر ہمارا قیام تھا۔ اسوقت گاڑی سے اترتے ہوئے میرا دل اس طرح زور سے دھک دھک کرتا تھا۔ گویا اس سے

واقعہ کا براہ راست میری اپنی ذات سے تعلق ہو۔ ہوٹل کے ملازموں کو ہماری فوری واپسی سے بے حد تعجب ہوا اور ہمیں اسی کمرہ میں پہنچا دیا گیا جس میں ہم کل سہ پہر تک سکونت رکھا کرتے تھے۔ لارڈ رنگ ولڈ کے نوکر اور کلینر کو بھی ہماری غیر متوقع آمد پر بڑی حیرت ہوئی لیکن میں نے اس واپسی کے بارہ میں کسی طرح کے حالات ان پر ظاہر نہ کئے حتےٰ کہ ان کی دریافت پر کیپٹن ٹال دیا۔ کہ میں ان حالات سے لاعلم ہوں جو کیپٹان ریمنڈ کی واپسی کا موجب ہوئے ہیں۔ گو جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے اپنے بڑھے ہوئے اضطراب کی وجہ سے میرے لئے یہ نمائش اور ظاہر داری بجائے خود ایک بے حد کڑا امتحان تھی۔

باب ۔ ۹۹

آئیڈیا سے میری ملاقات

ہوٹل میں پہنچنے کے فوراً بعد کیپٹان ریمنڈ لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ سے ملاقات کرنے ان کے کمرہ میں چلا گیا اور بڑی دیر تک ان کے پاس رہا۔ اس لئے میں یہ بات ایک عرصہ تک معلوم نہ کر سکا۔ کہ ان میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ اپنے کمرہ میں واپس چلے جانے کے بعد بھی اس نے مجھ کو نہ بلایا۔ اس لئے میں اس کے چہرہ کے انداز سے بھی کوئی بات معلوم نہ کر سکا۔ البتہ اس سہ پہر کو چار اور پانچ بجے کے درمیان لارڈ رنگ ولڈ کے نوکر سے ملاقات ہوئی تو وہ حیرت آمیز نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہنے لگا "کیوں جوزف یہ کیا قصہ ہے جو میں ابھی سن کر آیا ہوں۔ یہی بیان کرتی ہے کہ مس آئیڈیا [illegible] اپنے کمرہ میں اوندھے منہ پڑی ہے۔ اور ہائی لارڈ [illegible]

بیگم صاحب بھی منہ لپیٹے بیٹھے ہیں۔ ضرور کوئی بات تم کو معلوم ہے جو تم ظاہر نہیں کرتے؟"

"چونکہ میں سارے حالات سے لاعلم ہوں۔ اس لئے مجبوراً کوئی بات ظاہر نہیں کر سکتا۔" میں نے اس کو جواب دیا۔ "کپتان صاحب یکایک وہاں سے لوٹ آئے اور مجھے بھی ان کے ساتھ آجانا پڑا۔ ظاہر ہے۔ کہ میں ان سے کوئی بات دریافت نہ کر سکتا تھا۔ مگر امید کرنی چاہیئے۔ کہ جلدی یا بدیر بیسی سارا حال واضح کر سکے گی۔"

"وہ تو ہوگا ہی" نوکر نے مایوس ہو کر کہا۔ "تاہم میرا خیال تھا۔ کہ تم بھی صحیح حالات سے لاعلم نہیں ہو۔ گو کسی مصلحت سے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔ انتا مجھ کو معلوم ہے۔ کہ کوئی بڑا ہی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے۔ جس نے خاندان کے رنگ وائٹے سارے آدمیوں کو پریشان کر رکھا ہے۔"

نوکر تو اسکے بعد چلا گیا مگر تھوڑی دیر بعد کنیز بیسی مجھے اپنی طرف آتی دکھائی دی اور وہ مجھے اشارہ سے ایک علیحدہ کمرہ میں لے گئی۔

"جونز" اس نے کہا۔ "میں نے دیکھا کہ اس کے خوشنما ملائم چہرہ پر رنج و تعجب کے گہرے آثار تھے۔ "ایک بات تم سے کہتی ہوں بشرطیکہ تم اس کو چھپانے کا وعدہ کرو۔"

"بغیر جانے کسی بات کا وعدہ کرنا گو حال ہے۔" میں نے دکھائی کیلئے کہا۔ "تاہم اگر کوئی ایسا ہی نازک سوال ہو تو فوراً میں انکار نہیں کر سکتا۔"

"مگر تم خوب واقف ہو کہ میں پہلے تم سے کبھی ایسی درخواست نہ کرتی بے شک وہ ایسا ہی نازک سوال ہے۔"

"بہت اچھا میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس کا حال پوشیدہ رکھوں گا۔"

"تو سنو مس آلیویا تم سے کوئی بات کہنا چاہتی ہیں" خادمہ نے جواب دیا "مگر وہ اس خیال سے سہمی جاتی ہیں۔ کہ شاید تم اس ملاقات کو غیر واجب سمجھو یا اس کا حال اپنے آقا سے بیان کر دو"

"ان دونوں باتوں کے متعلق تم مس آلیویا کا پورا اطمینان کرا دو" میں نے جواب دیا "اگر ان کو کسی کام میں میری امداد درکار ہے۔ یا وہ کوئی بات مجھ سے دریافت کرنا چاہتی ہیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس میں کیا عیب ہے۔ رہ گیا یہ سوال۔ کہ میں ان کا راز اپنے مالک کے روبرو ظاہر کر دوں گا۔ تو اطمینان رکھو کہ میں ایسا تھڑولا آدمی نہیں ہوں"

"خیر تم اگر وعدہ کرتے ہو۔ تو اس بارہ میں زیادہ بحث کرنے کی حاجت نہیں" بیسی نے آخر کار کہا "مس آلیویا سخت پریشان ہیں اور انہوں نے سب حال مجھ سے کہہ دیا ہے۔ پس اگر تم کسی ذریعہ سے ان کی دلجوئی کر سکو تو میں سمجھوں گی کہ تم نے بہت بڑا نیکی کا کام کیا ہے"

"مگر یہ تو بتاؤ کہ میں کب اور کس جگہ ان سے مل سکتا ہوں؟" میں نے دریافت کیا۔

"اسی وقت ناشتہ کے کمرہ میں" بیسی نے جواب دیا "وہاں پوری خلوت ہے۔ اور کس کی آمد کا اندیشہ نہیں۔ آؤ میرے ساتھ چلو"

وہ مجھے اس کمرہ میں چھوڑ آئی۔ جہاں میں نے دیکھا کہ مس سیکولی کا چہرہ کملائے ہوئے پھول کی طرح بے رونق تھا۔ اس کے رخساروں کی بڑھی ہوئی زردی اور سوجی ہوئی آنکھیں اس بات کا ثبوت تھیں۔ کہ وہ حال میں روتی رہی ہے مجھے آتا دیکھ کر دہشت کی تھرتھری اس کے بدن میں پیدا ہوئی۔ میں نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ اور آگے بڑھا۔

"جوزف" وہ مری ہوئی آواز سے رکتے ہوئے بولی "شاید تم اس بات کو نامناسب سمجھو گے۔ کہ میں نے تنہائی میں تم کو اپنے پاس بلایا۔ مگر میں امید کرتی ہوں کہ ان خاص حالات میں جو مجھ کو درپیش ہیں تم کوئی بُری رائے اپنے دل میں قائم نہ کرو گے"

"مس سیکولی" میں نے اطمینان بخش لہجہ میں جواب دیا "اگر کوئی خدمت ایسی ہو۔ جو آپ مجھ سے لینا چاہیں تو میں بخوشی اس کے لئے تیار ہوں اس بارہ میں کسی معذرت کی قطعاً حاجت نہیں ہے"

اس نے انداز ممنونیت سے میری طرف دیکھا۔ اور اس کے بعد بدقت اس سبکی کو جو اس کے متلاطم سینہ سے نکلا چاہتی تھی ضبط کر کے کہنے لگی "سچ بتاؤ جوزف وہ خوفناک قصہ جو آج میں نے سُنا ہے۔ کیا صحیح ہے؟ میرے پوچھنے کا یہ مطلب ہے کہ کیا درحقیقت انجلو... سینیر ولیٹرا...؟"

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ لقمے ہوئے آنسو دوبارہ اُمڈ آئے اور سیلاب اشک تیزی کے ساتھ بہنے لگا۔

"مس سیکولی" میں نے اس کی تشویش رفع کرنے کے خیال سے کہا "اطمینان فرمایئے۔ کہ گو حالات ان کے برخلاف ہیں۔ تاہم مجھ کو یقین ہے۔ کہ سینیر ولیٹرا اس ہتیناک راز کو جو ان کے گرد فی الحال چھایا ہوا ہے۔ مناسب وقت پر بآسانی رفع کر دیں گے"

خوشی کی تیز چیخ مس آلیویا کے منہ سے نکلی اور وہ چونک کر اس طرح اپنی کرسی سے تھوڑا سا اُٹھی گویا آگے بڑھ کر انداز تشکر سے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی تھی۔ مگر جوش نے وہیں اس کو مغلوب کر دیا اور وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر دوبارہ زار زار رونے لگی۔ مگر سچ پوچھئے تو یہ آنسو رنج و

غم کے نہیں دبی ہوئی مسرت کے تھے۔ یعنی وہ آنسو جن کے بہنے سے جی کو فرحت ہوتی ہے بے آواز لفظوں میں اس کے جانفزا ہونٹوں سے اس اطمینان کے لئے جو میرے لفظوں نے اس کو دلایا تھا شکریہ کے چند الفاظ نکلے۔

"مس سیکولی میں درخواست کرتا ہوں آپ اس رقعہ کو ایک نظر دیکھ لیں"۔ یہ کہتے ہوئے میں نے اینجلو لیٹرا کا خط جو میرے نام آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دیدیا۔

اوہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کن حریصانہ نظروں سے اس نے اس خط کا مضمون پڑھا۔ کس طرح رنج و راحت اور امید و بیم کا اشتراک اس کی خوشنما چہرہ پر نمودار ہوا کس تیزی سے سرخی کی جھلک اس کے عارض شفاف پر کبھی پیدا اور کبھی زائل ہوتی نظر آئی خط کا ایک ایک لفظ پڑھ لینے کے بعد اس نے جھکی ہوئی نظروں سے دیکھتے شرماتے اور ہچکچاتے ہوئے اس کو دوبارہ میری طرف بڑھایا۔ مگر میں اس کے انداز سے یہ بات معلوم کر چکا تھا۔ کہ وہ اس خط کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے گو ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ اس کے دلی خیالات جان کر میں نے اس سے کہا "مس سیکولی۔ اگر آپ چاہیں تو اس خط کو اپنے پاس رکھ لیں تاکہ اوقات فرصت میں آپ اس کو دوبارہ پڑھ سکیں"

اس کی خوشنما موٹی آنکھوں میں آثار تشکر نمودار ہوئے پھر ایک بار اس نے اس خط کو شروع سے آخر تک دیکھا۔ اور بعد ازاں تہ کر کے اپنی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"بے شک" پھر اس نے کہا "فی الحال اس کے برخلاف کوئی رائے قائم کرنا

محال ہے ... لیکن ہیں" وہ جلدی ہی اپنے فقرہ کی اصلاح کرتے ہوئے بولی۔
"ایک ایسے نیک نہاد اور شریف آدمی کے برخلاف جیسا کہ اینجلو ولیٹرا ہے ایک لحظہ کے لئے بھی کسی شک کو دل میں جگہ دینا اس کی عزت و شرافت کی توہین کرنا ہے جو زف کیا تمہاری اپنی رائے میں وہ ایک مرد نکو کار نہیں ہے؟ ... ضرور ہوگا۔ کیونکہ وہ الفاظ جو تھوڑی دیر پہلے تم نے کہے تھے صاف ظاہر کرتے تھے۔ کہ تم اس کے برخلاف کوئی بری رائے نہیں رکھتے پھر اس خط سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ تمہیں اپنا دوست تصور کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح کا خط اسی صورت میں تمہارے نام لکھ سکتا تھا۔ کہ اس کو پورا یقین ہوتا۔ کہ تم اس کے برخلاف کوئی بری رائے قائم نہ کرو گے"۔
"آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے"۔ میں نے تسلیم کیا۔
تھوڑی دیر سکوت رہا آلیو یا اس دوران میں کسی گہرے خیال میں ڈوبی ہوئی تھی۔ شاید وہ اس حالت خاموشی میں اس اطمینان کا لطف حاصل کر رہی تھی جو اس کے جی کو میرے بیان اور خط کے مضمون سے حاصل ہوا تھا۔ گو اس اطمینان میں بھی یہ رنج ضرور اس کو ہوگا۔ کہ کس لئے کچھ لوگ عاشق دغاباز کے برخلاف بیجا شبہات کو دل میں جگہ دیتے تھے۔
"اپنے اس خط میں" یکایک اس نے کہا "اینجلو نے کسی وعدہ کا ذکر کیا ہے۔ جو تم نے اس بارہ میں اس سے لیا تھا۔ کہ وہ فی الحال ... مجھ سے نہ ملے" اور یہ کہتے ہوئے پھر ایک بار اس کے مرمری رخساروں پر شرم کی سرخی چھا گئی۔
"دیکھئے میں سب حال عرض کرتا ہوں"۔ میں نے اس سے کہا۔

"تھوڑی دیر پیشتر" وہ رکتے ہوئے بولی "کپتان ریمنڈ نے" اور میں نے دیکھا۔ کہ یہ لفظ کہتے ہوئے وہ اظہار استکراہ کئے بغیر نہ رہ سکی "میرے والدین سے کہا تھا۔ کہ درحقیقت سینیر ولیٹرا ہی وہ شخص تھا۔ جس نے اس راستہ تمہیں اس قابل بنایا۔ کہ تم مجھ کو رہا کر سکو نیز اس کے بعد جب تم کسی مدعائے خاص سے چند ہفتے پیشتر دوبارہ اس مقام پر گئے جہاں ڈاکو رہتے ہیں تو اس نے نہ صرف تم کو امداد دی بلکہ تمہاری جان بھی بچائی تھی"

"یہ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ بالکل صحیح ہے" میں نے تسلیم کیا۔ "مگر اس سوال کے بارہ میں جو پیشتر آپ نے پوچھا تھا۔ میں یہ بات عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس پہلی رات کو جب میں آپ کو ڈاکوؤں سے بچا کر لایا تھا۔ تو سینیر ولیٹرا نے یہ اقرار مجھ سے لیا تھا۔ کہ میں اس راز کو آپ سے پوشیدہ رکھوں کہ وہ آدمی کون تھا۔ جس نے اس موقعہ پر ہماری مدد کی تھی مقابلہ میں میں نے بھی اپنی طرف سے سینیر ولیٹرا کو اس اقرار پر مجبور کیا تھا کہ جب تک وہ اس راز کو پوری طرح واضح نہ کر سکیں کہ کیوں وہ ڈاکوؤں سے مل جل کر رہتے ہیں وہ دوبارہ آپ سے ملاقات کی کوشش نہ کریں"

"بے شک جو کچھ تم نے کیا وہ حالات پیش آمدہ میں صحیح تھا" آلیو یا نے پر خیال انداز سے کہا۔ اور اس کے بعد وہ پھر ایک بار گہری فکروں میں پڑ گئی۔ اس کی راج ہنس سے ملتی ہوئی گردن پر اس کا خوشنما سر اس طرح جھک گیا۔ جیسے پھول اپنی ڈنڈی پر جھک جاتا ہے" پہلے میرا خیال تھا" آخر کار اس نے نظر اونچی اٹھا کر بآہستگی کہنا شروع

کیا کہ وہ قصہ جو کپتان رمینڈ نے میرے والدین کو بتایا ہے اور جسے بعد ازاں انہوں نے میرے بڑے دوہرایا تھا محض فرضی اور غلط ہے۔ اور اس میں شر انگیز ریاکاری کام کرتی ہے لیکن بعد ازاں مجھ کو بتایا گیا کہ تم اسکی تصدیق کر سکو گے اور اس واقعہ کی تائید بھی کرو گے۔ کہ کس طرح کل رات ڈیکو مانو کی سرائے میں جب اینجلو کو اس طرف آتا دیکھ کر یہ شور مچایا گیا تھا۔ کہ وہ مارکو اوبرائن کا کوئی ساتھی ہے تو وہ فوراً گھوڑا دوڑا کر بھاگ گیا تھا۔ ان حالات میں میں اس بات پر مجبور ہوئی کہ سب کیفیت تمہاری اپنی زبان سے سنوں گو یہ سوچکر اپنے جی میں بہت ڈرتی تھی۔ کہ ممکن ہے تمہارا بیان میرے بدترین اندیشوں کو زائل کرنے کی بجائے انکی تصدیق کا ذریعہ بن جائے۔

"مس سیکولی" میں نے جواب دیا۔ "چونکہ ہر شخص کو یوم حساب پر اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کسی معاملہ میں جھوٹ بولوں میرا پہلے دل سے خیال ہے کہ سینور ولیٹرا کا وہ بیان جو اس خط میں درج ہے شروع سے آخر تک بالکل صحیح ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ میں درحقیقت وہ نہیں ہوں جو حالات سے ظاہر ہوتا ہوں اور میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ اس بیان میں ایک حرف بھی غلط نہیں ہے۔ صرف ایک فقرہ کو لیجئے کہ جب دوسرے موقعہ پر میں ڈاکوؤں کے مسکن کی طرف جا رہا تھا تو کوئی آدمی اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتا میری طرف آیا اور مجھے دور سے خبردار کرنے لگا۔ کہ کیوں تم اندھا دھند شیر کی مانند میں گھسے جاتے ہو۔ چونکہ اسوقت تک اس آدمی کو بالکل معلوم نہ تھا کہ میں کون ہوں اس لئے اس کا یہ فعل ظاہر کرتا ہے۔"

"اور وہ آدمی کیا اینجلو، سینیور ولیٹرا تھا؟" آلیو یا نے جس کے خوشنما چہرہ پر بشاشت کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ پرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"جی وہ سینیور ولیٹرا ہی تھا" میں نے جواب دیا۔ "اور اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ ڈاکوؤں کے پاس رہتے ہوئے بھی اُن کے فعلوں کا حصہ دار نہیں ہے۔"

میری زبانی عاشق جانباز کی بے لوث زندگی کا یہ بنیاد واقعہ سن کر مس سیکولی نے انداز شکر گذاری سے دونو ہاتھ جوڑ لئے

لیکن دفعتاً وہ کسی نئے خیال کے زیر اثر بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگی "آہ کتنے بھاری خطرات کا مقابلہ اسے کرنا پڑتا ہوگا۔ اگر وہ محض اس نیت سے ان لوگوں کے پاس رہتا ہے۔ کہ بھولے بھٹکے مسافروں کو ان سے بچا کر سیدھی راہ پر ڈال دے۔ یا حد امکان تک غریبوں کو چھڑانے میں مدد دے اور انجام کار کسی ذریعہ سے ان ڈاکوؤں کو حوالہ انصاف کر سکے۔ تو سوچو کہ اگر کبھی کسی موقعہ پر ان لوگوں کو ذرا سا شبہ بھی اس کے برخلاف پیدا ہو گیا تو ان کا انتقام کتنا ہیبت ناک ہوگا"

اس خیال کے آتے ہی بدنصیب خاتون پھر ایک گہری فکروں میں پڑ گئی۔ مگر میں نے جہاں تک ممکن تھا۔ اس کو تسلی دی۔ اور بتایا۔ کہ گو فی الحال یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ سینیور ولیٹرا دہاں کس نیت سے ٹھیرے ہیں تاہم میرا اپنا خیال یہ ہے۔ کہ وہ سب کام اس قدر حزم و احتیاط کے ساتھ کرتے ہیں۔ کہ ان بدقماش لوگوں کے دلوں میں جن کے درمیان وہ رہنے پر مجبور ہیں۔ کوئی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

"اس کے ساتھ ہی" میں نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا" میرے خیال میں آپ اس مدعا کو نہیں سمجھ سکتیں جو سینیور ولیٹرا کو درپیش ہے۔ اگر ان کا کام محض ڈاکوؤں کی شیطانی چالوں میں مزاحم ہونا۔ اور کسی نہ کسی موقعہ پر ان لوگوں کو حوالہ انصاف کرنا ہوتا۔ تو یقیناً وہ یہ باتیں کھلے دل سے مجھ سے بیان کر دیتے اور میں اس کی طرف سے یہ ساری کیفیت آپ کے روبرو

ظاہر کر کے آپ کو اطمینان دلا دیتا۔ لیکن نہیں میرا خیال ہے۔ کہ کوئی اور ہی مدعا کوئی بہت گہرا راز اس کے قیام سے وابستہ ہے۔ جس کا حال سر دست ہم لوگ کسی طریقہ پر جان نہیں سکتے"

"خیر امید کرنی چاہیئے" آلیویا نے دعائیہ لہجہ میں کہا۔ "کہ وہ جس کام کے لئے ٹھیرا ہے خدا اس میں برکت دے گا۔ اور اس قادر مطلق کی مہربانی سے کوئی ایسی بات پیدا نہ ہوگی۔ جو اس کے حق میں مضر ہو۔ پھر اس کے بعد وہ وقت جلد آئے گا جب وہ واپس آکر ان ہولناک اسرار کو جن میں وہ فی الحال گھرا ہوا ہے پوری طرح واضح اور صاف کر سکے گا"

"میری اپنی دعا یہی ہے" میں نے اس پر کہا "اور میں خدا کے رحم و انصاف پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں قدرت نے سینیر ولیٹرا کو استقلال دور اندیشی اور فیاضی کی وہ ساری خوبیاں عطا کی ہیں۔ جو کسی مرد شریف میں ہونی چاہییں اور غیر ممکن ہے۔ کہ ان کی نکوکاری مفید نتیجہ پیدا کر سکے"

"سب سے زیادہ میں تمہاری شکر گذار ہوں کہ اپنے حوصلہ افزا لفظوں سے تم نے میرے دل کی ڈھارس باندھی" خاتون نے انداز ممنونیت سے کہا۔ "لفظوں میں طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ میری گہری احسانمندی کو ظاہر کر سکیں" یہ کہتے ہوئے آلیویا نے اپنا دست نازک مصافحہ کے لئے پیش کیا۔ اور اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ گو اس کی آنکھیں آبگوں تھیں۔ تاہم اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پائی جاتی تھی۔

میں نے ادب کے ساتھ سلام کیا اور باہر نکل آیا دروازہ کے پاس خادمہ بیسی کھڑی تھی۔ اس نے استفہامی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اور میں نے دبی آواز سے کہا "جاؤ مس آلیویا اب پہلے سے زیادہ مطمئن ہیں میں نے

اپنی باتوں سے ان کے دل کی ڈھارس باندھ دی ہے اب وہ اتنی پریشان نہ ہوں گی جتنی پہلے تھیں۔"

محض اس خیال سے کہ لارڈ رنگ ولڈ کا نوکر مجھ سے استفسار نہ کر سکے میں تھوڑی دیر کے لئے فلارنس کے بازاروں کی سیر کرنے چلا گیا کچھ عرصہ تک بے مدعا گشت کرنے کے بعد میں ایک قہوہ خانہ میں پہنچا جہاں انگریزی اخبارات رکھے جاتے تھے میں ان کو دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا اور سوچا کہ ایک آدھ گھنٹہ ان کے مطالعہ میں بسر کر کے ہوٹل کو واپس چلا جاؤں گا۔ یکا یک کمرہ کا دروازہ کھلا میں نے آواز سُن کر نظر اونچی اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ نفرت انگیز لینوور دروازہ میں کھڑا ہے! معلوم ہوتا ہے وہ بھی خلاف امید مجھے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ لیکن جلدی ہی اپنے اضطراب پر غالب آ کر آگے بڑھا۔ اور مصافحہ کے لئے ہاتھ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا "مائی ڈیر جوزف میں بیان نہیں کر سکتا۔ کتنی خوشی اس وقت تم سے ملکر ہوئی ہے"

"خدا کے لئے اس دکھاوے کو چھوڑیئے" میں نے روکھے پن سے جواب دیا "اُس سے پہلے مجھے دیکھ کر کب تمہارے جی کو خوشی ہوئی تھی کہ اب ہوگی" اور میں نے اس کے آگے نکلے ہاتھ کو قصداً نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اس مرد فتنہ خیز سے میں ہرگز ہرگز ہاتھ ملانا نہ چاہتا تھا جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں کو حتےٰ کہ خود اپنی بیاہتا بی بی کو ڈاکوؤں کی حراست میں پہنچانے سے دریغ نہ کیا۔

وہ میری سرد مہری سے کھسیانا سا ہو گیا۔ لیکن دکھاوے کے لئے اپنا غصہ ضبط کر کے کہنے لگا "جوزف میں تھوڑی دیر تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ باہر چلو گے؟"

"نہ بس معافی دیجئے" میں نے لاپروائی سے جواب دیا "رات سر پر آئی ہے اور میں اندھیرے میں ایک مرد یا کار کے ساتھ جس کی فطرت میں بدی کے سوا کوئی چیز موجود نہیں تنہا باہر جانا پسند نہیں کرتا"

"افسوس تم اپنی بُری عادتوں سے کبھی باز نہ آؤ گے" کبڑے نے قہر آلود نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن مصلحت کے خیال سے بارہ ضبط کر کے اس نے پھر وہی چاپلوسی کا لہجہ جسے بوقت ضرورت وہ بڑی آسانی سے کام میں لا سکتا تھا۔ اختیار کر لیا اور بولا "خیر اگر تم کو باہر آنے سے انکار ہے تو چلو اسی مکان کے ایک علیحدہ کمرہ میں بیٹھ کر باتیں کریں گے اس میں تو یقیناً تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا"

"ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں" میں نے جواب دیا۔ کیونکہ میں بجائے خود یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ اپنے عزیزوں کو ڈاکوؤں کے حوالہ کرنے کے سوال کے متعلق کیا جواب دینا چاہتا ہے۔

نوکر ہمیں ایک الگ کمرہ میں لے گیا اور میں بڑے اطمینان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ میں اب سابق کی طرح اس مردنا ہنجار کی موجودگی سے نہیں ڈرتا۔ وہ بھی میرے بالمقابل بیٹھ گیا۔ گو خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کس مشکل اور دشواری سے اس نے اپنے غصہ اور جوش کو ضبط کیا ہوگا۔ اس کا بدنما نفرت انگیز چہرہ حال کی شدید بیماری سے پہلے کی نسبت زیادہ بھیانک اور ہتیناک دکھائی دیتا تھا بلکہ میں نے دیکھا۔ اس کا بدن بھی پہلے کی نسبت زیادہ لاغر ہو گیا تھا۔ حتےٰ کہ اس کی بدنما کبڑی صورت پر پہنے ہوئے کپڑے لٹکتے اور ڈھیلے ڈھالے دکھائی دیتے تھے قریباً ایک لمحہ کے عرصہ تک وہ ان دہشت انگیز آنکھوں

سے جن میں شیطان کی اپنی تیز نگاہ پوشیدہ تھی میری طرف دیکھتا رہا اس کے بعد رفتہ رفتہ اس کے ہونٹوں پر نفرت کا بل نمودار ہوا اور وہ بولا "تم جواوروں پر ہر وقت چھُرے دھرتے ہو اس کا کیا جواب دو گے۔ کہ موقعہ نصیب ہونے پر تم نے چوری کی کمینہ حرکت سے بھی دریغ نہ کیا؟

"سنو مسٹر لینوو" میں نے باآہستگی اپنی جگہ سے اٹھ کر میز کے گرد ہوتے ہوئے اس کے پاس جاکر کہا۔ "جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اسے اچھی طرح کان کھول کر سنو اگر اس وقت کے بعد کبھی تم نے اس طرح کے ناشائستہ الفاظ میرے لئے استعمال کئے تو میں وہ درگت بناؤں گا۔ کہ دنیا دیکھے گی... کیا سمجھ گئے؟"

ایک لحظہ کے لئے گھبراہٹ کے آثار کبڑے کے بدنما بے رونق چہرہ پر نمودار ہوئے اس کے بعد فوراً سنبھلکر وہ اپنے خوفناک شیطانی ہونٹوں پر آثار طنز پیدا کرتے ہوئے بولا "تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نیکی کا مدعی جوزف ولمٹ اپنے ماموں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کر سکتا؟"

"ماموں" میں نے جوش میں بھر کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اپنا پیر بڑے زور سے فرش زمین پر مارا۔ "کس ملعون کو اقرار ہے کہ تم میرے ماموں ہو؟... لیکن بلا سے اگر ہو بھی" میں نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "تو تمہارے ایسی ہستی ناپاک کا دنیا سے مٹ جانا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اگر کوئی وحشی درندہ بستی کے آس پاس پھرتا ہو۔ اور لوگ اس کی وجہ سے باہر نکلتے ہوئے ڈریں تو صدہا تعریف کا مستحق وہ آدمی ہوگا۔ جو اس وحشی درندہ کو تلاش کر کے ہلاک کر دے اسی طرح اگر معلوم ہو جائے۔ کہ کوئی زہریلا سانپ جھاڑی میں کنڈلی مارے چھپا ہے اور ممکن ہے کسی بیخبر راہرو کو ڈس لے تو اس آدمی کا احسان سارا عالم مانے گا۔ جو اس سانپ کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔ تم مسٹر لینوو۔

اس وحشی درندہ یا اس موذی سانپ سے ہرگز کم نہیں ہو اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا کی کوئی بُری سے بری سزا بھی ایسی نہیں ہے۔ جو تمہارے حسب حال نہ سمجھی جا سکے"۔

کبڑے کے خوفناک شیطانی چہرہ پر ایک لحظہ کے لئے انتہائی زردی چھا گئی تاہم وہ ضبط کر کے بولا" جوزف ولمٹ اس لایعنی بکواس کو چھوڑو۔ گالیاں دینا شریفوں کا شیوہ نہیں اور نہ ہی بہادروں کا کام ہے۔ کیا ہوا اگر تم نے مجھے کمزور و ناتواں دیکھ کر فی الحال مرعوب کر لیا۔ بہرحال سوچو اگر میں تمہیں چوری کے الزام میں... یعنی اس جرم میں کہ میں جب بے توجہ کی سزائے میں بے ہوش پڑا تھا۔ تو تم میری پاکٹ بک سے ایک ہنڈی نکال کر لے گئے حوالہ پولیس کر دوں... تو کیسا؟"

"اور فرض کرو کہ میں تمہیں ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہونے کے الزام میں... یعنی اس جرم میں کہ تم نے ان لوگوں سے سازش کر کے جو حکومت لشکنی کے قانوناً مجرم ہیں چند ناکردہ گناہ شخصوں کو ان کی حراست میں پہنچایا۔ تم کو حوالہ پولیس کر دوں تو کیسا؟"

میرا یہ ترکی بہ ترکی جواب سُن کر لینوور کے اوسان خطا ہو گئے اس نے کسی بوڑھے بندر کی طرح مُسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے پیلے بدنما دانت نکال لئے اور بولا" چھوڑو اس تکرار سے کیا حاصل ہے؟ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تم کو حوالہ پولیس نہ کروں گا"۔

"لیکن بفرض محال تم ایسی حماقت کر بھی"۔ میں نے ڈپٹ کر جواب دیا" تو دنیا کی کونسی قانونی عدالت مجھے اس بنا پر فوراً بری کرنے پر آمادہ نہ ہو گی کہ میں نے تمہاری اس ناپاک ہنڈی سے روپیہ سے وہی کام لیا جسکے لئے

وہ مخصوص تھی یعنی اس کی مدد سے ان بے گناہ شخصوں کو رہا کرایا جن کو تم نے دھوکے اور خود غرضی سے پکڑوایا تھا"

"مگر اس کے مقابلہ میں" مسٹر لینوورنے تیکھی نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہ حقیقت بھی تم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ میں اگر چاہوں۔ تو کئی اور طریقوں پر تم کو کافی نقصان پہنچا سکتا ہوں"

"مثلاً کس طرح"؟ میں نے پوچھا۔

"دیکھو میں کسی معاملہ میں پہل کرنا نہیں چاہتا" کبرٹے نے اپنے مکروہ چہرہ پہ آثار مسرت پیدا کرتے ہوئے کہا "لیکن اگر پیشدستی تمہاری طرف سے ہو تو کیا میرے لئے یہ غیر ممکن بات ہے۔ کہ ایک چھوٹا سا خط لکھ کر سر متیھیو ہیسلٹین انیبل اور اس کی ماں کے نام بھیجدوں جن میں ان واقعات کی تفصیل درج ہو جو ایک عورت کیلنتھ ڈنڈاس کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں"؟

اس ملاقات کے دوران میں پہلی مرتبہ ایسا معلوم ہوا گویا کبرٹے شیطان نے میرے سینہ کے نازک مقام پر خنجر گھونپ دیا ہو۔ درد کی ایسی تیز ٹیس میرے دل کے پاس اٹھی۔ کہ میں ضعف جانی سے پیچھے ہٹ کر اپنی کرسی پر گر گیا غصہ اور جوش کی حالت میں میں اس المناک حقیقت کو بالکل نظر انداز کر گیا تھا کہ میں کہاں تک اس مرد بد قماش کے بس میں ہوں گو سچ پوچھئے۔ تو میں اپنی زندگی کے اس باب سیاہ سے بالکل نا واقف بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس چھ سات ہفتوں کے عرصہ میں جو پوشیدہ کی سرائے میں پیش آمدہ واقعات کے بعد گذرے تھے میں نے بارہا اس نازک سوال کو سوچا تھا۔ کہ اگر اس موذی شخص نے یہ پوشیدہ راز مجھ پر کیا۔ تو میرا کیا ٹھکانا ہوگا۔ تاہم مصلحت کا خیال کر کے میں فوراً ضبط کر گیا کیونکہ میں یہ بات ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ کہ

اس ایک معاملہ میں کہاں تک اس سے دبتا ہوں دکھاوے کی لاپروائی اختیار کر کے میں نے کہا۔ "تم اگر ایسا کرنا ہی چاہو۔ تو کیا میرے کہنے سے رک جاؤ گے؟ کیا تعجب تم اس سے پہلے ہی سر متھیو ہیسلٹین انیبل اور اس کی ماں کو ان ساری باتوں سے خبردار کر چکے ہو"

"نہیں میں نے اس وقت تک انہیں اس واقعہ کی اطلاع نہیں دی" کبڑے نے جواب دیا۔ "گو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تم میری کسی بات کو جب تک اس کی تائید میں عملی ثبوت پیش نہ ہو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تاہم یہ امر واقعہ ہے۔ کہ میں نے اس وقت تک تمہاری اس کمزوری کی اطلاع ان لوگوں کو نہیں دی در اصل اس کی چند وجوہات ہیں۔ جن کو پیش نظر رکھ کر میں اس وقت تک تمہاری اس شرارت کا بدلہ لینے سے باز رہا ہوں۔ جو تم نے پستوجہ کی سرائے میں میری پاکٹ بک کی دیکھ بھال کر کے سر متھیو کے متعلق میری سوچی ہوئی تجویزوں میں رخنہ انداز ہونے کے سلسلہ میں کی ہے کیا میں بیان کروں کہ وہ کیا وجوہات تھیں؟"

"بتاؤ میں سنتا ہوں"۔

"ہوش میں آنے کے بعد" مسٹر لینوور نے بیان کرنا شروع کیا۔ "جب اس آدمی کا حلیہ جس نے میرے کاغذات دیکھے تھے مجھ سے بیان کیا گیا تو میرے لئے یہ جان لینا سہل تھا۔ کہ اس فتنہ کی تہ میں تمہارا ہی ہاتھ کام کرتا ہے۔ پس میں شفایاب ہو کر سیدھا مارکو اوبرٹی کے پاس گیا اس جگہ سارے حالات معلوم ہوئے۔ اور جب مجھ کو اس آدمی کا ناک نقشہ بتایا گیا جس کی رنگت سانولی اور چہرہ پر موچھیں اور کلمچے تھے تو میں فوراً جان گیا۔ کہ وہ تمہیں ذات شریف تھے۔ جو اس بھیس میں وہاں پہنچے ... لیکن ہاں یاد آ گیا۔ تمہیں وہ خیمہ

لفظ کیونکر معلوم ہوا۔ جس کے بغیر ڈاکوؤں کا ہرگز اطمینان نہ ہو سکتا؟ میں اس واقعہ کو سوچکر بارہا حیران ہوا ہوں۔ اور اب چونکہ وہ سارا قصہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں تم اگر صحیح حالات بیان کر دو۔ تو کچھ ہرج نہیں۔"

"ان فضول باتوں کو چھوڑو" میں نے تلخ لہجہ میں کہا۔ کیونکہ اس بارہ میں کسی طرح کی کیفیت بیان کرنا مجھ کو منظور نہ تھا۔ مگر اس کے بعد ایک فوری خیال کے زیر اثر میں نے جلدی سے کہا "کیا یہ غیر ممکن بات تھی۔ کہ تم جب سرائے میں بے ہوش پڑے تھے تو بڑبڑاتے ہوئے فینیانوں کا لفظ کئی بار تمہارے منہ سے نکلا۔ اور میں نے اس کو سن لیا ان حالات میں میرے لئے یہ سمجھنا بہت مشکل نہ تھا۔ کہ یہی خفیہ لفظ ہے۔"

یہ فرضی قصہ میں نے خصوصیت سے اس لئے بیان کرنا ضروری سمجھا کہ اگر کبھی لیونڈ کو دوبارہ ڈاکوؤں سے ملنے کا اتفاق ہو اور وہ یہ بات ان سے اپنے طور پر بیان کرے تو کسی طرح کا شبہ ولیٹرا کے برخلاف ان لوگوں کے دلوں میں پیدا نہ ہو یا اگر اس سے پہلے ہو چکا ہو۔ تو اس سے زائل ہو جائے میرا خیال ہے اس قصہ کا کبڑے کے دل پر بھی گہرا اثر ہوا کیونکہ اسے سن کر وہ بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا "بے شک یہی بات ہو گی۔ ورنہ اس راز کا اور کونسا حل ممکن ہے۔ جس پر سارے ڈاکو اور خود میں بھی مدتوں حیران ہوتا رہا ہوں۔ مگر جوزف ایمان کی بات یہ ہے۔ کہ تم ہو پورے عیار" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی ہیبتناک آنکھیں میرے چہرہ پر گڑو دیں "افسوس فقط یہ ہے۔ کہ تم میرے پاس نہ رہے۔ ورنہ میں تمہیں اپنے فن کا ماہر استاد بنا دیتا۔"

"جی کیوں نہیں آپ کی صحبت سے یہی فائدہ ہو سکتا تھا" میں نے طنز کے

کے ساتھ کہا۔ مگر اس بحث کو چھوڑ دیئے تم وہ حالات بیان کرنے لگے۔ جن میں تم ایک معاملہ خاص کے متعلق سر متھیو اینبل اور مسز لینوور کو اطلاع دینے سے قاصر رہے۔"

"دیکھو میں اسی طرف آتا ہوں" کیرٹے نے جواب دیا۔ "مارکو اوبرٹی کے ہاں پہنچکر مجھ کو معلوم ہوا کہ گو تم نے چیکے سے اخراجات کا روپیہ سر متھیو کے ہاتھ میں دے دیا۔ تاہم اس سے تمہاری گفتگو نہ ہوئی تھی۔ علاوہ بریں جو باتیں مارکو اوبرٹی۔ کی اس کے ترجمان کے ذریعہ تمہارے ساتھ ہوئی تھیں ان سے بھی یہی پایا گیا تھا۔ کہ تم نے بیرونٹ اور دونولیڈیوں سے بات چیت کی کوشش نہیں کی اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ کوئی خاص وجہ ہوئی جس سے تم نے یہ راز ان پر ظاہر نہ کیا کہ ان کی حراست کی اصلی وجہ کیا تھی۔ میں نہیں جانتا تمہاری اس خاموشی کا سبب یہ تھا۔ کہ اس معاہدہ کی شرطیں تم کو یاد تھیں۔ جو کیلیتھ کی موت پر ہمارے درمیان ہوا تھا۔ یا اصلی وجہ یہ تھی کہ تم یہ سمجھتے تھے۔ کہ جب تمہاری خاموشی کا حال مجھ کو معلوم ہوگا۔ تو میں بھی تمہارے راز کو پوشیدہ رکھوں گا مگر اصل حقیقت کچھ ہو میں نے تمہارے راز کو اسوقت تک چھپایا ہے۔ اور میں اس وقت تک اسکو ضرور چھپائے رکھتا تھا کہ آپس کی ملاقات میں تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا۔"

ناظرین خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ میں اتنا سادہ لوح نہ تھا۔ کہ لینوور کے اس خیال کی تردید کرتا یا اس کو بتاتا۔ کہ میں نے رستہ کے اخراجات کا روپیہ سر متھیو ہیلیٹین کو دیتے ہوئے ایک پرزہ کاغذ پر یہ بات تحریر کر دی تھی کہ ان لوگوں کی حراست کا بانی لینوور ہی تھا۔ بہر صورت اس کی باتوں سے

یہ معلوم کرکے میرے دل کو بے حد خوشی ہوئی۔ کہ اس نے لیڈی کیلنتھ کا راز ابتک پوشیدہ رکھا۔ اور چونکہ میری دلی آرزو یہ تھی۔ کہ میری زندگی کا یہ ایک کمزور پہلو ہمیشہ مخفی رہ سکے اس لئے میں نے اس کو اس غلط فہمی میں مبتلا رکھنا بہتر سمجھا کہ میں نے سر متھیو ہیسلیٹین سے اس کے بارہ میں کوئی بات نہیں کہی ایسا کرتے ہوئے میں جھوٹ بولنے سے بھی بچ گیا۔ اور جو مقصد درپیش تھا۔ وہ بھی پورا ہو گیا۔

"اچھا تو خیر سنئے" میں نے سابق کی طرح پرسکون لہجہ میں آخر کار کہا۔ "اس تبادلہ خیالات کے بعد یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہے کہ ایک سال پیشتر ویران کوٹھی میں جو عہد و پیمان ہمارے ہوئے تھے۔ ہم دونوں ان پر قائم ہیں فرمایئے اس سے زیادہ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"کچھ نہیں" اس نے مختصر طور پر جواب دیا "لیکن ... ار ... میرا منشا یہ دریافت کرنا تھا۔ کہ تم جب اگلی بار سر متھیو ہیسلیٹین سے ملو گے تو میری نسبت اس سے کیا کہو گے؟"

"معاف کیجئے اس کا فیصلہ فی الحال غیر ممکن ہے" میں نے جواب دیا کیونکہ میری خاموشی اسی بات پر دار و مدار رکھتی ہے۔ کہ آپ بھی اپنی طرف سے بالکل چپ رہیں"

"کیا چالیں میری بات ہے" کیپٹن نے اطمینان سے جواب دیا۔ اور اس کے بعد لہجہ رازداری میں "سنو جیرڈ" اس نے کہنا شروع کیا۔ "ہر چند تم روز اول سے مجھ سے دور دور رہنے کی کوشش کرتے رہے ہو تاہم غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا۔ کہ قدرت نے ہم دونو کو ملکر کام کرنے کے لئے بنایا تھا۔ ایک اسی معاملہ کو لیلو کیا میرے اور تمہارے مقاصد ایک جیسے نہیں ہیں؟ ایک طرف میں چاہتا ہوں۔ تم خاموش رہو۔ دوسری جانب تمہاری اپنی بہتری میرے سکوت میں ہے پستوجہ کی سرائے میں جب تم نے میرے

کاغذات دیکھے تو معلوم کیا ہوگا۔ کہ میں نے بعض باتیں میتھیو ہیلیٹین کے متعلق سوچی تھیں۔ پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"مسٹر لینوور ذرا صبر کیجئے" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "جو عہد و پیمان ہم میں ہوئے تھے ان کا تعلق زمانہ ماضی کے واقعات سے تھا نہ کہ ان سے جو آگے چلکر پیش آنے ہیں"

"خیر تم جانو" کبرٹ نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا۔ "میں نے الحال اس سوال پر یوں بھی زور دینا نہیں چاہتا۔ کہ اگر تم نے میرے برخلاف اس بڈھے کھوسٹ کے کانوں کو اور زیادہ بھرنے کی کوشش کی تو یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہ رہے گی اور جب ایک بار اس کا حال مجھ کو معلوم ہوگیا تو یقین کرو کہ میں بھی تمہارے برخلاف کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا"

"مجھ کو معلوم ہے اور میں آپ سے یہی امید رکھتا ہوں"

یہ الفاظ لہجہ طنز میں کہکر میں اٹھا اور قہوہ خانہ سے باہر نکل آیا لیکن آخری اثر جو میں نے اس طریقہ پر کبرٹ کے دلپر چھوڑا یہی تھا کہ میں نے اس وقت تک کوئی بات اس کے برخلاف سر میتھیو ہیلیٹین سے نہیں کہی اور نہ فی الحال کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے ابھی خود اپنی مصلحت درپیش تھی اور میں بلاوجہ اس شخص کو اپنا دشمن بنانا نہ چاہتا تھا۔ قہوہ خانہ سے نکلا تو رات کے نو بج چکے تھے۔ گھپ اندھیرا چاروں طرف چھایا تھا اور بازاروں میں لگے ہوئے لمپ ہوا کے تیز جھونکوں سے بزور پھڑ پھڑاتے تھے۔ میں سیدھا اپنے ہوٹل کی طرف ہولیا۔ اور رستہ میں ان باتوں پر جو مسٹر لینوور سے ہوئی تھیں غور کرنے لگا۔ بحیثیت مجموعی میں اس ملاقات سے خوش تھا۔ کیونکہ اسکی باتوں

نے واضح کر دیا تھا۔ کہ لیڈی کیلنتھ سے میرے عشق بد انجام کا حال کم از کم اس وقت تک سر منتھیو ہیلیٹین کے کانوں تک نہیں پہنچا۔

کئی سڑکوں سے گذر کر میں شہر کے ایک ایسے حصہ میں پہنچا جہاں بازار کے لمپ دور دور فاصلہ پر لگے ہوئے تھے اور اسوقت ایک اس طرح کی آہٹ میرے کانوں میں آئی گویا کوئی آدمی میرے پیچھے پیچھے چلا آتا ہے اس میں شک نہیں راستہ میں ایک دو بار پہلے بھی کچھ اس طرح کا گمان مجھ کو ہوا تھا۔ مگر میں نے اس کو بدیں خیال نظر انداز کر دیا تھا۔ کہ لاتعداد راہ رو آجا رہے ہیں انہی میں سے کسی کی آواز ہوگی۔ بہرحال اب شہر کے اس غیر آباد حصہ میں اس آواز کو دوبارہ سن کر میرے کان کھڑے ہو گئے میں چلتے چلتے ٹھہر گیا اس کے ساتھ ہی آواز بھی سنائی دینی بند ہو گئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو سڑک حد نگاہ تک خالی تھی آواز کو پھر ایک بار اپنے واہمہ پر محمول کر کے اس خیال سے کہ اگر کوئی شخص واقعی میرا پیچھا کرتا ہے تو اس کا فیصلہ عنقریب ہو جائیگا میں شاہراہ کو چھوڑ کر ایک گلی کی طرف ہو لیا۔ اپنے جی میں میں اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر اب بھی آواز سنائی دی تو میں اس آدمی سے جو میرے پیچھے چلا آتا ہے کھڑا ہو کر یہ بات پوچھوں گا۔ کہ اس جاسوسی کا کیا مطلب ہے۔ لیکن میں کافی دور آگے چلا گیا۔ اور وہ آواز پھر میرے کانوں میں نہ آئی۔ اس سے میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ شاید کوئی راہ چلتا آدمی ہوگا۔ جو کسی مقام پر رک گیا لیکن یہ خیال دل میں پیدا ہوا ہی تھا۔ کہ ناگاہ طرفۃ العین میں کسی نے میرے سر پر کپڑا ڈال کر پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔ اور جب میں نے چھٹنے کی جدوجہد کی تو اس کپڑے کو زور سے کس کر کئی آدمیوں نے مجھے ہاتھوں پر اٹھا لیا پھر وہ ایک طرف کو لے چلے میں نے بھی میرے ہاتھ پاؤں مارے مگر ایک اور چار

کا کیا مقابلہ؟ پھر اس پر منہ اور آنکھیں بند! میں کر ہی کیا سکتا تھا؟ آن واحد میں وہ لوگ ایک گاڑی کے پاس پہنچ گئے جس کے اندر انھوں نے زبردستی مجھ کو دھکیل دیا۔ چند آدمی میرے پیچھے سوار ہو گئے اور اس سے پہلے کہ میں اس صدمۂ عظیم سے جو میرے دلکو اس واقعہ سے پہنچا تھا سنبھلنے کے قابل ہوتا گاڑی ایک طرف کو چلدی!

باب ۱۰۰

جنگل میں جھونپڑی

میں نے اندازہ سے معلوم کیا کہ کم از کم تین آدمی میرے ساتھ گاڑی کے اندر سوار ہیں اور چوتھا باہر کوچبان کے پاس بیٹھا ہے کئی طرح کے شبہات میرے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن جلدی ہی فلپو کی پہچانی ہوئی آواز نے ان سب کو صاف کر دیا جو تیز و تند لہجہ میں کہہ رہا تھا "لے بیٹے بہت دن موجیں اڑائی تھیں اب تو پکڑے نہ جائیگا۔ کیونکہ اب بلدتوان کے قابو آیا ہے جن سے کوئی دنیاوی طاقت تجھ کو چھڑا نہیں سکتی فی الحال میں اتنا تجھ سے کہتا ہوں کہ اگر شور مچایا کسی کو امداد کی آوازیں دیں تو ہم تو کیا پکڑے جائیں گے۔ مگر ہاں تیرا جان کی خیر نہ ہوگی"۔

گاؤ تازی! مقصود نہیں۔ سچی بات کہتا ہوں کہ اس آواز کو سن کر اور اس کی حقیقت سمجھ کر سردی کو ایسی تیز لہر مجھے اپنی ریڑھ پر اترتی محسوس ہوئی جیسی شاید اس بدنصیب کو ہوا کرتی ہوگی۔ جسے مقتل کو لے جانے گے ہوں کیونکہ سچ پوچھئے تو دو بار ان بے رحموں کے ہاتھوں سے بچکر نکل آنے کے بعد میرا یوں پکڑا جانا اس بات کی

بین دلیل تھا۔ کہ وہ اب کی بار یقیناً جیتا نہ چھوڑیں گے کپڑا جو میرے سر پر ڈالا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے نہ صرف آنکھیں بلکہ میرا منہ بھی بند تھا۔ اس لئے میں اگر شور مچانا چاہتا بھی تو ایسا نہ کر سکتا تھا۔ بارے اپنی مرضی سے ان لوگوں نے وہ کپڑا اتارا لیکن میں اس لئے خاموش رہا۔ کہ اب کچھ کہنا ہی بے سود تھا۔ بالفرض میں اس شخص سے رحم کی التجا کرتا تو کب ممکن ہے کہ وہ مجھے چھوڑ دیتا؟ جتنا غصہ ان لوگوں کو میرے برخلاف ہوگا۔ اس کا حال میں خود بہتر جانتا تھا۔ اس لئے قہر درویش برجان درویش چپ رہا گاڑی کی جھلملیاں اٹھی ہوئی تھیں اس لئے میں اس بات کا بھی کچھ اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ کہ ہم شہر کے کس حصہ سے گذر رہے ہیں اور کیا اب تک شہر کے اندر ہیں یا باہر نکل آئے۔ معلوم ہوتا ہے فلپو کو میری خاموشی میں بھی کچھ بھید نظر آیا کیونکہ اس نے ایک سرد سی گول چیز میری کنپٹی سے لگا دی اور کہا "دوسری بار کہتا ہوں۔ اگر شور مچاؤ گے تو ایک ثانیہ کے عرصہ میں اس پستول سے بھیجا اڑا دوں گا۔ یا الٹے سرے سے مغز پاش پاش کر دوں گا!"

"جی بے شک مجھ کو معلوم ہے"۔ میں نے مری ہوئی آواز سے کہا اور اس کے بعد ایک فوری خیال کے زیر اثر سے پوچھا "کیا یہ بھی لینوور کی شیطنت کا سلسلہ ہے یا کچھ اور؟"

"تمہارا خیال غلط ہے"۔ فلپو نے سخت لہجہ میں کہا "لینوور کا اس معاملہ سے کوئی واسطہ نہیں"

اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ اور میں نے بھی تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکالا کہ اس ناگہانی افتاد میں لینوور کا ہاتھ نہ ہوگا۔ کیونکہ بالفرض یہ سازش اس کی سوچی ہوئی ہوتی تو اسے کیا ضرورت پڑی تھی

کہ مجھ کو نرمی اور چاپلوسی سے یہ ماننے پر مجبور کرتا کہ میں اس کے برخلاف سرمیتھیو ہیسلٹین سے کچھ نہ کہوں گا۔ مگر افسوس ان باتوں سے میرے لئے جمع خاطر کا کیا سامان ہو سکتا تھا؟ بلا سے کسی کی جاسوسی غداری یا بے وفائی ہلے مجھ کو اس آفت میں مبتلا کیا ہو۔ میرے لئے اس حقیقت سے انکار کی گنجایش کہاں تھی۔ کہ میں ڈاکوؤں کی ایک سنگ دل۔ بے رحم کینہ توز جماعت کی گرفت میں آچکا ہوں اور میری زندگی کا عرصہ گھنٹوں یا شاید منٹوں تک محدود ہے۔

یہی ایک بات میرے خیالات کو ایک مرکز پر لانے کے لئے کافی تھی۔ حیران ہو کر سوچتا تھا۔ کہ یہ لوگ مجھ سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ان کا ارادہ مجھے اپنے ساتھ مارکو اویرٹی کے صدر مقام پر لے جا کر سابق کی مانند سب کے سامنے پھانسی پر لٹکانے کا ہے۔ یا وہ حدود شہر سے باہر نکل کر فوراً ہی میری زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں؟ آخری صورت کو اغلب خیال کر کے میں نے بارگاہ ایزدی میں دعائے مغفرت کرنی شروع کی کیونکہ عنقریب میری روح کو اسی کے دربار عالی میں حاضر ہونا تھا۔ بڑی دیر تک میں چپ چاپ دل ہی دل میں اس کی بخشش کے لئے دعا کرتا رہا خیالات زندگی کے گذشتہ واقعات کی طرف گئے اور مجھے حسرت کے ساتھ یاد آیا۔ کہ میں نے اس زندگی میں تکلیف مصیبت اور پریشانی کے سوا کبھی کچھ نہ پایا۔ خیالات کی رو اسپیل کی طرف بھی گئی اور میں جب اس کے لئے دعائے خیر کر رہا تھا۔ تو آنسوؤں کے چند قطرے بے اختیار میرے رخساروں پر بہ نکلے۔

مگر میں نے فوراً انہیں پونچھ ڈالا۔ کیونکہ گاڑی کے اندر گو تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ تاہم اس کمزوری کے اظہار پر میں خود اپنے آپ سے شرمندہ تھا۔ سوچا اگر موت ہی سر پر آئی ہے تو رونے سے کیا حاصل؟ مرد کا شیوہ

ہے ہمت و استقلال کو ہر حال میں برقرار رکھے موت سب کے سر پر کھڑی ہے دو دن آگے پیچھے تو کیا اور پیچھے رہ گئے تو کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے میری اس حرکت کو جو آنسو پونچھنے کے لئے کی گئی تھی۔ ڈاکوؤں نے کچھ اور سمجھا۔ کیونکہ فوراً ان کے ہاتھ میرے بازوؤں پر زنبور آہنی کی طرح جم گئے اور فلپو نے ایک گالی کے ساتھ اس دھمکی کو دوہرایا۔ کہ اگر تم اس طریقہ پر ہم سے چھٹنے کی اُمید رکھتے ہو تو اس خیال کو دل سے نکال دو اور یاد رکھو کہ ایسا کرنے سے پیشتر ہم تمہاری زندگی کا یقینی خاتمہ کر دیں گے اس کے دو ساتھیوں نے بھی اپنی زبان میں بڑبڑاتے ہوئے کچھ کہا، اور گو میں ان کے لفظوں کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ تاہم اتنا معلوم ہوا کہ وہ بھی اس طریقہ پر غصہ جوش اور دھمکی کا اظہار کر رہے تھے۔

اس اثنا میں گاڑی آندھی کی رفتار سے اُڑی چلی جاتی تھی جتنی کہ میں نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ حدود شہر سے باہر نکل آئی ہے۔ اس کا یقین یوں بھی پختہ ہو گیا۔ کہ ان ڈاکوؤں نے جو میرے ساتھ اندر بیٹھے تھے اطراف کی جھلملیاں گرا دیں۔ اسوقت میں نے دیکھا۔ کہ سڑک ویران اور بازاری لمپوں کا نام و نشان نہ تھا چاند کی نکھری ہوئی روشنی میں یہ بھی میں نے معلوم کیا۔ کہ گاڑی اب پستو جہ کی سمت میں چلنے لگی تھی۔ اس ویرانہ میں پہنچ کے بعد اس رہی سہی امید کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ جو میں اپنے دل میں طلب امداد کے بارہ میں رکھتا تھا۔ گو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان تین سفاکوں کے قابو میں ہوتے ہوئے میری یہ امید کتنی موہوم تھی۔ گاڑی بدستور تیزی رفتار سے چلتی گئی کہیں کہیں کوئی کوٹھی مکان یا بستی نظر آتی تھی۔ مگر گھپ اندھیرے میں لپٹی ہوئی کیونکہ اتنی رات گذر جانے کے بعد خلق خدا آرام کے ساتھ سوتی تھی۔

کسی کو کیا معلوم تھا۔ کہ ایک ناکردہ گناہ آدمی قصابوں کے ہاتھ میں آئی ہوئی بھیڑ کی مانند بے بس اس مقام کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ جہاں اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائیگا۔ گاڑی کو اس سڑک پر چلتے دیکھ کر یہ یقین میرے دل میں پختہ ہو گیا۔ کہ ان لوگوں کا ارادہ مجھے وہیں اپنے سردار کے روبرو لے جانے کا ہے۔ سوال پیدا ہوا۔ کیا اس صورت میں مجھے امید کو دل میں جگہ دینی چاہیئے؟ اینجلو ولیٹرا کے احسانات مجھ کو یاد تھے۔ مگر جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ حالت موجودہ میں اس سے بھی کسی امداد کی توقع نہ تھی۔ یقینی طور پر یہ لوگ اب کی بار مجھے ایک ثانیہ کے لئے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں گے۔ اور ان کو تب ہی چین آئے گا۔ جب وہ میری جان لے چکیں گے فی الحقیقت یہ یقین میرے دل میں پختہ ہو گیا۔ تھا۔ کہ وہ مجھے مار کو اوبرٹی کے روبرو لے جاتے ہی اپنی کارکردگی کا ثبوت پیش کر کے مجھے کتے کی طرح کسی درخت سے لٹکا دیں گے۔ اس صورت میں میرے بچاؤ کی کیا امید ہو سکتی تھی؟ اور اینجلو ولیٹرا بے چارہ بہترین ارادے رکھتے ہوئے بھی میرے لئے کیا کر سکتا تھا؟

رفتہ رفتہ گاڑی شاہراہ کو چھوڑ کر ایک گلی کی طرف ہو لی جس کے اطراف میں اونچے درخت اگے ہوئے تھے کسی کاشتکار کی اکی دکی جھونپڑی اب بھی نظر آتی تھی مگر میرے لئے امداد طلب کرنے کا کوئی امکان باقی نہ تھا۔ بالفرض میں کسی کو آواز بھی دیتا۔ تو اس سے پیشتر کہ کوئی آدمی دروازہ کھولکر باہر نکلتا گاڑی کافی دور پہنچ جاتی اور اس پر مستزاد یہ حقیقت کہ وہ تین ناہنجار جو میرے پہلو میں بیٹھے تھے کیا اس کے بعد مجھے جیتا رہنے دیتے؟ کیا امداد کی آواز منہ سے نکلنے

کے ساتھ ہی وہ میری زندگی کا خاتمہ نہ کر دیتے۔ انہیں اپنی موجودہ حالت میں میرے لئے کسی قسم کی امداد کی کوئی صورت ممکن نہ تھی میں اپنے گرفتار کنندوں کے ہاتھوں میں بالکل بے بس تھا۔ اور کوئی غیبی معجزہ ہی میری جان بچانے کا ذریعہ ثابت ہو سکتا تھا۔ خواہ اس کا ظہور اینجلو و لیٹرا کی وساطت سے ہو یا ان لاتعداد طریقوں میں سے کسی ایک پر جن میں وہ قادر مطلق اپنی بعید از فہم طاقتوں کا اظہار کیا کرتا ہے۔

اندازہ سے کہتا ہوں کہ گاڑی بارہ یا تیرہ میل فاصلہ طے کر چکی ہوگی۔ کہ وہ برلب سڑک ایک ویران سی سرائے کے دروازہ پر پہنچکر ٹھیر گئی اس کے فوراً بعد سرائے دار ڈاکوؤں کے لئے شراب لے کر نکلا۔ ان سے اس کی جو بے تکلفانہ گفتگو ہوئی اس کا مطلب گو میری سمجھ میں نہ آیا۔ تاہم میں نے لب و لہجہ سے معلوم کیا۔ کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور یہ آدمی یا تو ان سے ملا ہوا ہے یا ان کے رعب میں ہے کم از کم اس سے کسی امداد کی توقع لاحاصل اور بے سود تھی۔ اسی خیال سے میں خاموش رہا اور جب ڈاکو تازہ دم ہو چکے تو گاڑی پھر ایک بار آگے کو چل دی اس کے گھنٹہ بھر بعد وہ کوہستان اپی نائنز کی ان اندرونی حدود میں جا پہنچی۔ جہاں گاڑی کا سفر غیر ممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا۔ یہاں پر پھر ایک بار ایک غیر آباد سرائے کے پاس عارضی قیام ہوا اور فلپو نے مجھ کو نیچے اترنے کا حکم دیا بعد ازاں معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کا ارادہ گاڑی کو وہیں چھوڑ کر باقی ماندہ سفر گھوڑوں پر طے کرنے کا ہے چنانچہ کسی سابقہ سمجھوتہ کے بموجب پانچ گھوڑے کسے کسائے سرائے کے پچھواڑے سے لاکر کھڑے کر دیئے گئے اور فلپو نے مجھے ان میں سے ایک پر چڑھنے کا حکم دیا۔ میں جب اسپر سوار ہوا تو

سابق کی طرح میرے پاؤں گھوڑے کے پیٹ کے نیچے سے ایک مضبوط رسی کی مدد سے جکڑ کر باندھ دیئے گئے تاکہ میں اس سے اتر نا چاہوں بھی تو نہ اتر سکوں یعنی وہی طریقہ جو ایک بار پہلے مارکواو برٹی سے میری سابقہ ملاقات کے موقع پر برتا گیا تھا۔ اب دوسری بار کام میں لایا گیا۔ البتہ احتیاط مزید کے طور پر اس رسّی کا دوسرا سرا فلپو نے اپنے بائیں بازو میں اس طرح باندھ لیا۔ جسطرح سپاہی قیدیوں کی ہتھکڑی کا سرا کمر میں باندھ لیا کرتے ہیں پھر ایک بار سفر شروع ہوا اور شاید ان ساری احتیاطوں کو ناکافی سمجھ کر فلپو نے وحشیانہ انداز سے یہ کہتے ہوئے مجھ کو دھمکایا بھی کہ خبردار ذرا سی حرکت کروگے تو میرے ساتھی جو بھرے ہوئے پستول ہاتھوں میں لئے پیچھے چلے آتے ہیں بلا تامل فائر کر کے تمہاری ہستی ناپاک کا خاتمہ کر دیں گے۔

میرے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی ڈاکو لوگ مجھے اپنے سردار کے روبرو لے جاکر اس کی نظروں کے سامنے مجھ کو پھانسی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اور انہوں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اب کی بار خواہ کچھ ہو میں ان کے ہاتھوں سے بچکر نہ جاؤں گا۔ گھرے سکوت میں یہ خوفناک جلوس چلنے لگا صرف تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد فلپو کی آواز میرے حق میں کوئی غلیظ گالی کہتے سنائی دے جاتی یا اس کے وہ ساتھی جو ہمارے پیچھے چلے آتے تھے۔ اپنی بے آہنگ کرخت آواز میں کچھ الاپنے کی کوشش شروع کرتے اس حالت میں تھوڑی دیر چلنے کے بعد اس بات کا پختہ یقین دل میں رکھتے ہوئے کہ اب میری زندگی کا خاتمہ قریب ہے۔ مایوسی کی اس انتہائی حالت میں جب انسان ناممکن سے ناممکن کام کے لئے بھی

آمادہ ہو جاتا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں اپنے بچاؤ کی ترکیب سوچنی شروع کی خیال اس میں شک نہیں مجنونانہ و احمقانہ تھا اور کامیابی کی امید موہوم۔ تو بھی جب تک سانس تب تک آس کی ضرب المثل کے مطابق میں ایک آخری کوشش کرنا ضرور چاہتا تھا۔ جیسا کہ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے میں اور فلپو ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور میرے پیروں میں بندھی ہوئی رسی کا سرا اس نے اپنی بائیں کلائی کے گرد لپیٹ رکھا تھا باقی تینوں آدمی ہمارے پس پشت تھے۔ پہاڑوں کی اونچی بلندیوں پر چاندنی کھیت کر رہی تھی مگر زیریں حصہ کے تنگ درے اور گلیاں اندھیرے میں چھپی ہوئی تھیں۔ ترکیب جو میں نے سوچی کامیابی کی بہت کم امید دلاتی تھی۔ تاہم میں نے خیال کیا۔ کہ جب مرنا ہی ہے تو دو گھڑی پہلے اور پیچھے میں کیا فرق؟ بالفرض مجھے اس کوشش میں ڈاکوؤں کی گولیوں کا نشانہ بن کر مرجانا پڑا تو کیا اور تھوڑی دیر بعد مارکر اوبرٹی کے حضور میں پھانسی پا کر جان دینا پڑا تو کیا۔ صورتیں بے شک مختلف تھیں مگر انجام دونوں کا ایک تھا اس حالت میں اگر جان دینے سے پہلے ایک آخری کوشش فرار کی کر کے دیکھ لی جائے تو فائدہ ہو یا نہ ہو۔ برائی کچھ نہ تھی۔

مرا ارادہ مضبوط کر کے میں فوراً عمل پر آمادہ ہو گیا۔ آنکھ اس تیزی سے نہیں جھپکتی جس تیزی سے بجلی بھی اس سرعت کے ساتھ نمودار ہو کر غائب نہیں ہوتی جس سے میں نے اپنی ترکیب پر عمل کیا۔ اس رسی کو جو فلپو کے بائیں بازو میں بندھی تھی۔ میں نے اس زور سے جھٹکا دیا۔ کہ نہ صرف اس کی ڈھیلی گرہ کھل گئی بلکہ جھٹکے کے زور سے وہ بھی گھوڑے سے نیچے آ گرا۔ ساتھ ہی اس کے منہ سے غلیظ گالی نکلی ادھر میں نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ ڈال دیا۔ تڑاخ!

تڑاخ! تڑاخ! تین آوازیں قریباً ایک ساتھ ان تین شخصوں کے پستولوں سے نکلی ہوئی گولیوں کی جو میرے پیچھے تھے سنائی دیں گولیاں سنسناتی ہوئی میرے پاس سے ہو کر گذریں۔ مگر خوش قسمتی سے میں بالکل محفوظ رہا گھوڑا کچھ تو پہلے ہی تیز ہو گیا تھا۔ ان گولیوں کی آواز سن کر وہ اس طرح بدکا۔ گویا جنات کا پورا لشکر اس کے پیچھے دوڑا چلا آتا تھا۔ بعینہٖ وہ حالت تھی۔ جس میں زندگی یا موت کا سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا یہ جان کر کہ اسجگہ یقینی اور آگے شکی موت ہے میں نے تیز رفتار گھوڑے کو اتنے کچوکے دیئے کہ آندھی کی طرح دوڑتے ہوئے اس کا پیٹ زمین سے لگ لگ جاتا تھا۔ بالفرض وہ تنگ گلی کسی کھڈ کے سرے پر ختم ہوتی یا اس کے آگے کوئی تیز رو پہاڑی ندی حائل ہو جاتی تو میرا گھوڑے سمیت اس کھڈ میں گر کر پاش پاش ہونا یا دریا میں ڈوب جانا یقینی تھا۔ اسی طرح اگر اس گلی کے سرے پر کوئی سنگی چٹان حائل ہوتی تو اس بگ ٹٹ دوڑ میں ہم دونو کا اس سے ٹکر کھا کے ہلاک ہو جانا لازم تھا۔ مگر ان سب خطروں کو جانتے ہوئے بھی میں نے گھوڑے کی رفتار کم کرنے کی کوشش نہ کی کیونکہ تعاقب کرنے والوں کے ہاتھ آنے کے بعد یقینی موت کے مقابلہ میں یہ مشکوک ہلاکت لاکھ درجے قابل ترجیح تھی۔ بڑی دیر تک ڈاکوؤں کے گھوڑوں کی تیز ٹاپ میرے کانوں میں آکر اس بات کا پتہ دیتی رہی کہ دشمن بدستور پیچھا کر رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب میں دوبارہ ان کی حراست میں آجاؤں گا تو بھی دم آخر تک کوشش جاری رکھنے کے خیال سے نہ میں نے دور بینی کی نہ رفتار کم کرنا مناسب سمجھا۔ نہیں معلوم کتنی دیر وہ صبا رفتار گھوڑا ہوا کے بازوؤں پر اڑتا رہا مگر اتنا یاد ہے کہ آخر کار جب میں نے کان لگا کر سنا

تو پیچھے کی آوازیں سنائی دینی بند ہوگئی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا۔ دشمن تھک ہار کر رہ گئے تھے۔

اور اب جو میں نے سامنے کی طرف غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ درہ کے گھپ اندھیرے کے مقابلہ میں کافی تیز روشنی سامنے دکھائی دیتی تھی اس کے معنی صرف یہ تھے کہ تھوڑی دُور آگے چلکر وہ درہ ختم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ کچھ فاصلہ اور طے کرنے پر اس خیال کی تصدیق ہوگئی اطراف کی چٹانیں رفتہ رفتہ پیچھے ہٹنے لگیں درختوں کی چوٹیاں جو پیشتر ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں وہ بھی الگ الگ ہونے لگیں۔ چاندنی نے اندھیرے کی جگہ لے لی اور ایک خاص مقام پر پہنچکر جہاں سے دو سڑکیں دو طرف کو جاتی تھیں اس تنگ گلی کا خاتمہ ہوگیا۔ ایک لحظہ کے عرصہ خفیف کے لئے میں یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ ان میں سے کونسی راہ اختیار کروں اور کسے چھوڑوں۔ لیکن فوراً ہی برق کی تیزی رفتار سے اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر یہ خیال پیدا ہوا کہ اس طرف سے آتے ہوئے ڈاکوؤں کا برج داہنی طرف کو ہونا چاہیئے پس اس رستہ کو چھوڑ کر میں بائیں سڑک پر ہولیا۔ چونکہ میری سب سے بڑی خواہش پیچھا کرنے والوں سے زیادہ سے زیادہ فاصلہ پر پہنچ جانے کی تھی۔ اس لئے میں نے اس رستہ پر آکر بھی گھوڑے کی تیزی رفتار قائم رکھی۔ قریباً آدھ گھنٹہ اور میں نے گھوڑے کو اسی طرح سرپٹ دوڑایا اور اس کے بعد جب اپنی سلامتی کا پورا یقین ہوگیا تو گھوڑا روک کر اس رسّی کی گرہ کھولی جس سے میرے پاؤں بندھے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا کسی طرح کی آواز اب پیچھے سے آتی ہے یا نہیں۔ لیکن ہر طرف خاموشی تھی اس ہلکی سرسراہٹ کے سوا جو سکوت

شب میں جنگل کی بیداری کا پتہ دیتی تھی۔ گہرا سکون ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ اس وقت تک پہلی مرتبہ میں نے اس خدائے عزوجل کا شکریہ ادا کیا۔ جس نے اپنی رحمت بے کراں سے مجھے عین وقت آخر میں دہن موت سے بچایا اور اسکے بعد پہلے کے مقابلہ میں رفتار کم کر کے گھوڑا آگے کی طرف چلانے لگا۔

ایک گھنٹہ اور گذر گیا۔ مگر رستہ میں نہ کوئی گاؤں دکھائی دیا۔ اور نہ بستی یا آبادی نظر آئی۔ حتےٰ کہ ایک مکان بھی جو اس بات کا ثبوت ہوتا۔ کہ آدم زاد کسی زمانہ میں ان اطراف میں آباد رہ چکا ہے۔ دکھائی نہ دیا اس سے میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوا۔ کہ یہ کوہستان ابھی نا شنز کا وہ غیر آباد اور ویران حصہ ہے جس میں داخل ہوتے ہوئے ہر ایک سیاح ڈرتا ہے۔ لیکن جس آدمی کو موت کے چنگل سے رہائی نصیب ہوا سے ویرانہ کا کیا ڈر؟ یہ نہ جانتے ہوئے بھی کہ میں کہاں ہوں۔ اور آبادی تک کس طرح پہنچوں گا میں بے خوف و خطر آگے ہی آگے چلتا گیا۔ البتہ گھوڑے کی رفتار اس خیال سے کم کر دی کہ اس طریقہ پر مستقبل کے بارہ میں کوئی تجویز سوچ سکوں کبھی کبھی یہ ڈر دل میں ضرور پیدا ہوتا تھا۔ کہ ممکن ہے میں کسی چکر دار رستے پھر انہی ڈاکوؤں کی گرفت میں جا پہنچوں جن سے بچکر یہاں تک آیا تھا۔ اور یہ سوچکر میں ایک دو مرتبہ اس بات کے لئے بھی آمادہ ہو گیا۔ کہ یہیں جنگل میں کسی درخت کے سایہ تلے فرش زمین پر لیٹ کر رات گذار دوں لیکن پھر سوچ آئی کہ اس سے حاصل کیا؟ میرے لئے دن کی روشنی بھی اتنی ہی بیکار تھی۔ جتنا رات کا اندھیرا کیونکہ رستہ نہ جانتے ہوئے دونو حالتیں برابر تھیں۔ یہ سوچکر میں نے چلتے جانا ہی بہتر سمجھا۔ تھے کہ آدھ گھنٹہ بعد مجھے پہلی مرتبہ پہاڑ کی بلندی پر کس دریچہ کے اندر روشنی کی

جھلک نظر آئی اس خیال سے کہ گاؤں کہیں پاس ہی واقع ہوگا۔ یا اگر یہ بھی نہ ہو تو یہ کسی گڈریئے کی جھونپڑی ہوگی۔ میں اس طرف کو ہو لیا۔ زیادہ قریب جانے پر معلوم ہوا کہ ایک چھوٹی سی کٹی سنگی چٹان کو تراش کر بنی ہے۔ اور اس کے کھلے دروازہ سے روشنی باہر آتی ہے۔ جگہ ایک اونچی ٹوہلان پر واقع تھی۔ میں نے گھوڑے کا رخ اس طرف کو پھیرا اور پاس جاکر دیکھا۔ کہ یہ میرا نظری دھوکا نہ تھا۔ بلکہ حقیقتاً اس گپھا کے اندر کسی نے چراغ جلا رکھا تھا۔

میں نے گھوڑے سے اتر کر باگ ہاتھ میں لے لی اور پاس جاکر کھلے دروازہ کی راہ سے اندر نظر ڈالی قریباً سولہ فٹ مربع اور چھ فٹ اونچائی کا ایک سنگی کمرہ تھا جسے نہ معلوم دست قدرت نے کن انقلابات کے ذریعہ سے تیار کیا ہوگا۔ ایک کھردری سی میز کمرہ کے وسط میں بچھی تھی۔ اور اس کی پشت پر ایک آدمی چوبی سٹول پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک چوڑی کتاب رکھی تھی میز پر گیلی مٹی کے اندر گڑی ہوئی ایک موم بتی روشن تھی۔ اور وہ آدمی اس روشنی میں کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اس کی ایک کہنی میز پر ٹکی ہوئی اور ہاتھ اس انداز سے پیشانی پر رکھا تھا۔ کہ میں فوراً ہی اس کے چہرہ کو نہ دیکھ سکا۔ لیکن اگر میرا خیال تھا۔ کہ وہ کوئی غریب گوالا ہے۔ تو اس کی تردید اس کے لباس نے فوراً ہی کر دی کیونکہ کوہستانی باشندوں کی طرح موٹے اور سادہ لباس کے بدلے اس نے مہذب دنیا کی سیاہ رنگ کی پتلون ڈھیلی ڈرسنگ گون اور فرانسیسی وضع کی سفری ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ دروازہ کے پاس پہنچکر میں حیران و ششدر کھڑا ہو گیا اور اس مرد عجیب کی طرف دیکھنے لگا جو قدیم تارک الدہر راہبوں

کا زیادہ مہذب اور جدید نمونہ تھا۔ حیرت اس بات کی تھی۔ کہ کس لئے یہ آدمی بستی چھوڑ کر اس ویران و غیر آباد مقام میں جہاں آدم یا آدم زاد کا کوسوں نشان نہ تھا۔ سکونت پذیر ہوا ہے؟ کیا وہ کوئی انصاف سے بھاگا ہوا مجرم ہے۔ جو اس بیابان میں اوقات بسر کرنے پر مجبور ہے؟ یا دیوجانس کلبی کی مانند دنیا سے نفور ہو کے اس مقام میں رہنے لگا ہے؟ کمرہ کے اطراف میں نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ سامان کی متفرق چیزیں اور بھی وہاں رکھی ہیں۔ جن کی موجودگی اس بات کی دلیل تھی۔ کہ یہ شخص محض تارک الدنیا راہب نہیں ہے۔ ایک جانب لوہے کے آنکڑے سے لٹکا ہوا گوشت کا نمکین ٹکڑا رکھا تھا۔ کھانے کی اور بھی متفرق چیزیں ایک طاقچہ میں موجود تھیں۔ اور ایک کونے میں رکھی ہوئی لکڑی کی بوتلیں اس بات کا پتہ دیتی تھیں کہ شخص مذکور فقط چشموں کا پانی پی کر ہی گذر اوقات نہیں کرتا۔ وہیں ایک کونے میں پھوس کے ڈھیر پر بستر بچھا تھا اور ایک ٹٹ نک میں جس کا ڈھکنا کھلا تھا سامان پوشش کی کچھ چیزیں اور متفرق کتابیں بھری تھیں۔

تین یا چار منٹ میں اس حالت خاموشی میں دروازہ کے باہر کھڑا اس عجیب و غریب مرد اور اس کے عجیب تر نواحی حالات کو غور آمیز نظروں سے دیکھنے میں مشغول رہا اس اثنا میں اس نے ایک بار بھی کوئی حرکت نہ کی حتے کہ اس کی یہ حالت دیکھ کر میرے دل میں یہ وہم آمیز دہشت جا گزین ہونے لگی۔ کہ شاید یہ کسی کی لاش ہے۔ جسے نامعلوم کس لئے کوئی آدمی اس میز کے پاس کھلی کتاب کے سامنے بٹھا کر چلا گیا ہے۔ مگر یہ دہشت اگر دہشت اس کو سمجھا جا سکتا ہے۔ فوراً ہی زائل ہو گئی۔ کیونکہ شخص مذکور

جھٹ خالی ہاتھ سے کتاب کا اگلا ورق اُلٹا۔ اور اس وقت موم بتی کی روشنی
دیں میں نے حرفوں کی تقسیم سے معلوم کیا۔ کہ وہ کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ
مقدس انجیل تھی۔ جس کے مطالعہ میں یہ شخص اس درجہ منہمک تھا۔ اس اثنا میں
اس کا داہنا ہاتھ جس سے اس نے اپنی پیشانی کو تھام رکھا تھا۔ بدستور
وہیں رہا اور میں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ آدمی دراز قد اور لاغر تھا۔ اور
اس کی ڈریسنگ۔ گون سکڑے ہوئے بدن پر غیر معمولی ڈھیلی دکھائی دیتی
تھی مگر۔۔۔ راحم خدا۔ کیا یہ شخص بہرہ تھا۔ کہ نہ اس نے میری آمد کی آواز سنی
اور نہ وہ سنگی سڑک پر گھوڑے کی ٹاپ سن کر چونکا یا کیا اس کا انہماک اتنا
گہرا تھا۔ کہ آدھی رات کو اس پاک کتاب کے مطالعہ میں مستغرق وہ ہر طرح
کی آوازوں سے لاعلم تھا؟

"صاحب آپ کوئی ہوں" میں نے آخر کار فرانسیسی زبان میں کہا۔ "ایک
راہ چلتے مسافر کو چند گھنٹوں کے لئے پناہ دیجئے"

وہ ان الفاظ کو سن کر چونکا اور میں نے اس بات سے اندازہ کیا۔ کہ میرا
پہلا خیال اس کی ثقل سماعت کے بارہ میں غلط تھا۔

"خوش آمدید" اس نے اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے رسمی طریقہ پر کہا۔ نہ
اس نے ماتھے سے ہاتھ ہٹایا۔ نہ آنکھیں اونچی کیں اور اس کے بعد سلسلہ
تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا "میں ایک غم نصیب گنہگار آدمی ہوں جس نے
دنیا اور اس کے علائق سے ہمیشہ کو ترک تعلق کر رکھا ہے۔ اور جس کے دن
اور راتیں بھی گذری ہوئی گناہ آلود زندگی کی خطاؤں کی تلافی میں بسر
ہوتی ہیں۔ اس لئے اندر آجاؤ۔ جو کچھ حاضر ہے اس میں حصہ لو کیونکہ یہ
کھانے پینے کی چیزیں راہ چلتے مسافروں کے لئے جمع کر کے رکھی گئی

رہیں یہیں ایک کونے میں بستر بچھا ہے۔ اس پر لیٹ کر آرام کرو۔ پاس ہی ایک گیلا اور ہے۔ اس میں اپنے گھوڑے کو باندھ دو۔ یہ خدمات ہیں جو میں اس عزلت نشینی میں تمہارے لئے سرانجام دے سکتا ہوں اور ان کے عوض فقط اتنا چاہتا ہوں کہ تم جہاں تک ممکن ہو خاموش رہو۔ اور میری عبادت میں خلل اندازی نہ کرو۔"

اس کا لہجہ دردناک اور زبان فرانسیسی تھی۔ تو بھی میں نے دیکھا کہ اس کی بولی میں اس طرح کا غیر ملکی اثر پایا جاتا تھا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ملک فرانس کا باشندہ نہیں بلکہ غالباً انگریز ہے۔ اور گو اس وقت تک وہ اسی طرح گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ اور میں اس کے چہرہ کو اچھی طرح نہ دیکھ سکا تھا تاہم اس کی آواز اور لب و لہجہ سے یہ شبہ میرے دل میں جاگزین ہونے لگا۔ کہ میں اس آدمی سے بالکل ہی ناواقف نہیں ہوں اور اس کی آواز میری پہچانی ہوئی ہے۔ رفع شک کے خیال سے میں اسی طرح گھوڑے کی باگ پکڑے کھلے دروازہ کی راہ سے ایک قدم اور آگے بڑھا۔ اور میز کے پاس پہنچکر مرد پارسا کے شانہ کو چھوتے ہوئے میں نے کہا۔ "اگر میری نگاہ بالکل ہی دھوکا نہیں کھاتی تو آپ مسٹر ڈوریچسٹر ہیں!"

"ہاں میں وہی گنہگار بدنصیب ہوں" شخص مذکور نے جواب دیا۔ اور اب رفتہ رفتہ اپنا منہ اونچا اٹھا کر اس نے پہلی مرتبہ مجھ سے چار آنکھیں کیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ درحقیقت یہ وہی مردِ ناہنجار ہے۔ جس نے دو بار سخت دھوکا دیکر میرا سب مال و متاع لوٹا تھا۔

"آہ معلوم ہوتا ہے۔ تم وہی جوزف ولٹ ہو؟" اس نے اپنے سے ہوئے زرد چہرہ پر گہری افسردگی کے آثار پیدا کر کے کہا اور میں نے دیکھا کہ اب اسکی آنکھیں

بارِ ندامت سے فرشِ زمین کی طرف جھکی جاتی تھیں دونوں ہاتھ جوڑ کر اس نے اپنی ٹھوڑی ان پر رکھ لی اور کھلی ہوئی انجیل پر گردن جھکا کے اس طرح بیٹھا گویا اپنے جرموں کی یاد کے بوجھ سے دبا جاتا تھا۔ ساتھ ہی دبی ہوئی آہ کی آواز مجھے اس کے منہ سے نکلتی سنائی دی۔

"مسٹر ڈوریچسٹر" میں نے اس کی بدلی ہوئی حالت سے متاثر ہو کر کہا "بے شک تم نے مجھ سے وہ بدسلوکیاں کی ہیں۔ جن کی یاد میرے دل سے بمشکل محو ہو سکتی ہے۔ تاہم مجھ کو یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تم اپنے کئے ہوئے فعلوں پر نادم ہو۔ اور چونکہ گنہگار انسان کے لئے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اس لئے اگر تم اپنے اعمال سے واقعی شرمندہ ہو۔ اور آئندہ اپنی اصلاح سے عہد گذشتہ کے گناہوں کی تلافی کرنا چاہتے ہو تو یہ میرا حق نہیں کہ تم کو ملامت کرنے بیٹھوں۔"

"جوزف" اس نے مری ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی غمزدہ آنکھیں اس طرح اوپر اٹھائیں۔ کہ میں اس کی حالت پر ترس کھائے بغیر نہ رہ سکا "کیا تم نہیں دیکھ سکتے ہو۔ کہ میں اپنی سابقہ زندگی پر کتنا شرمسار ہوں! کیا تم اس ویرانہ میں میرے قیام سے اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتے ہو۔ کہ کس طرح میں دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے اپنی بقیہ زندگی عبادت و ریاضت میں بسر کرنے اس جگہ آیا ہوں۔ میری حالت کہے دیتی ہے۔ کہ میں اپنے گناہوں سے نادم ہوں۔ اور گو میری خطائیں بہت زیادہ ہیں۔ تاہم خدا کا رحم و کرم اتنا وسیع ہے۔ کہ میں بارہا امید کرنے لگتا ہوں۔ کہ وہ شائد مجھے بخشدے۔"

اس کی حالت صاف ظاہر کرتی تھی کہ وہ سچے دل سے تائب اور پشیمان ہے

"مگر اس قید کا کیا ہوا۔ جو تم جیلخانہ فرانس میں بھگتا کرتے تھے؟" میں نے یکایک اس پوچھا۔

"آہ جوزف۔ وہ میرے افعال بد کی سزا تھی جو مجھ کو اس دنیا میں ملی" مسٹر ڈوربیچسٹر نے ایک آہ سرد کھینچتے ہوئے کہا۔ "اور میں بخوشی اس کو بھگتتا اگر حکام جیلخانہ اپنی مرضی سے میری نیک چلنی کے عوض چھ مہینہ کی آدھی سزا معاف نہ کر دیتے مگر تم جوزف... کیا تم بھی اس بدنصیب کی خطاؤں سے چشم پوشی کر سکتے ہو جس کے ہاتھوں دوبار تم کو..."

"خیر اس قصہ کو چھوڑیئے" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "اگر درحقیقت تم اپنے عہد ماضی سے شرمندہ ہو تو میں بھی گڑے مردے اکھاڑ کر دلآزاری کرنا نہیں چاہتا۔ جو ہو چکا اس کا ذکر رہنے دیجئے"

"آہ میرے فیاض محسن دوست" مسٹر ڈوربیچسٹر نے اظہار ممنونیت کرتے ہوئے کہا "مجھ بدنصیب کو الفاظ نہیں ملتے جو تمہارے احسان کی عظمت ظاہر کر سکیں۔ جوزف یقین کرو اس وقت کے بعد بارہا میں نے یہ سوچکر اظہار افسوس کیا ہے کہ کیوں میں نے ایک ایسے نیسکدل نوجوان کے حق میں برائی کی جس کو میری ذات پر اتنا بھاری اعتماد تھا۔ میں کئی بار آدھی رات کو پہروں روتا رہا ہوں۔ میرے منہ سے بے اختیار سسکیاں نکلی ہیں۔ میں نے کئی کئی بار یہ سوچکر اپنی چھاتی پیٹی ہے کہ کیوں مجھ گنہگار نے ایک ایسے پر اعتماد نوجوان کو دھوکا دے کر اپنے بارگناہ کو دہ چند زیادہ کیا..."

مسٹر ڈوربیچسٹر کی حسرت ناک الفاظ اس کی نگاہ۔ اسکا لہجہ و اطوار ساری باتیں اس کے گہرے تاسف کی دلیل تھیں۔ اگر کوئی رنج اب تک اسکے برخلاف میرے دل میں باقی تھا۔ تو وہ اس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر بالکل ہٹ گیا

ہوگیا چنانچہ میں نے کہا اس میں شک نہیں تمہارے اس سلوک نے جو تمنے دوبارہ مجھ سے کیا مجھے بے حد تکلیف دی تھی۔ مگر میں اس کا ذکر تازہ کر کے تمہارے زخمی دل کو زیادہ دکھی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے اگر میری معافی کسی طرح تم کو جمع خاطر میں مدد دے سکتی ہے۔ تو میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ میں نے تم کو معاف کیا"

اس نے میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بڑے زور سے دبائے پھر جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں رکتے ہوئے بولا" نیک طینت لڑکے خدا تجھے برکت دے الفاظ میں طاقت نہیں کہ وہ اس خوشی کا اظہار کر سکیں جو تمہارے کلمہ معافی سے میرے دل کو ہوئی ہے منوں بوجھ میری چھاتی پر پڑا تھا۔ جو تمہارے ان چند لفظوں سے ہلکا ہوگیا۔ لیکن یہ بتاؤ" اس نے ہجوم جذبات سے متاثر ہو کر تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد کہا" تمہارا اس ویرانہ میں کیونکر آنا ہوا؟ وہ کونسے حالات تھے جو تمہیں اس غیر آباد مقام پر لانے کا باعث ہوئے؟

"میری داستان بہت لمبی ہے"۔ میں نے اس سے کہا" اس لئے پہلے یہ بتاؤ۔ کہ میں اپنا گھوڑا کہاں باندھوں اور کوئی چیز مجھے کھانے کے لئے دو اس کے بعد میں سب حال بیان کروں گا"

"جوزف" مسٹر ڈورچسٹر نے کہا" ہر چند میرا معمول ہے کہ ساری رات بیٹھ کر اس مقدس کتاب کا مطالعہ کیا کرتا ہوں اور جب تک صبح صادق کی روشنی مشرق کی بلندیوں پر نمودار نہ ہو اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا۔ تاہم تمہاری حالت جدا ہے اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو ان مصیبتوں کی تلافی کے لئے جو میری وجہ سے تم پر نازل ہوئی ہیں میں تمہاری خدمت گذاری کو سب سے بڑی عبادت

تصور کرتا ہوں آؤ میرے ساتھ میں تم کو رستہ دکھاتا ہوں"۔

اس نے ایک کونے میں رکھی ہوئی دستی لالٹین اٹھا کر روشن کی اور مجھے اپنے ساتھ ایک اور غار کی طرف لے گیا۔ جس کا فاصلہ اس مقام سے بیس گز کے قریب تھا۔ یہ جگہ ڈوروچسٹر کی جائے سکونت سے بھی زیادہ کھلی تھی۔ مگر اس میں اس گھبراہٹ کا منبع جس میں وہ رہتا تھا۔ بند کرنے کا دروازہ موجود نہ تھا۔ وہیں ایک جانب خشک گھاس کا انبار تھا جو گھوڑے کے چارہ کا کام دے گیا۔ اس سے چند قدم آگے ایک پہاڑی نالہ بہتا تھا مسٹر ڈوروچسٹر پانی کی بالٹی وہاں سے بھر لایا اور ایک طرف رکھتے ہوئے کہنے لگا "یہ گھوڑے کے پینے کے کام آئے گا"۔ بعد ازاں جب گھوڑے کو اس غار کے اندر باندھا جا چکا تو ہم دونو باہر نکلے اور سنتری دروازہ میں ایک ہموار لکڑی اس طرح اٹکا دی کہ گھوڑا کھل بھی جائے تو باہر نہ آسکے۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر ہم پھر اسی پہلی کٹی میں آگئے اور مسٹر ڈوروچسٹر نے از راہ عنایت اس قسم کا کھانا جو اس کے پاس موجود تھا میز پر رکھنا شروع کیا حال کی دوڑ دھوپ کے بعد میری بھوک چمک ہوئی تھی۔ میں نے سیر ہو کر کھایا۔ اور وہ شراب جو بوتلوں میں بند تھی۔ نیز چشمہ کا پانی۔ جو سرد اور مصفا تھا پی کر جی کو تسکین دی جب تک میں کھانا کھانے میں مشغول رہا مسٹر ڈوروچسٹر نے کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھے بلکہ جہاں تک ممکن تھا بڑی مہمان نوازی سے میری خاطر تواضع میں لگا رہا۔ میں اس کے عنایت آمیز سلوک کا یہاں تک ممنون ہوا۔ کہ میرے دل سے اگلی سب کدورتیں بالکل خارج ہو گئیں اور میری دی ہوئی معافی لفظوں تک ہی محدود نہ رہی۔

"اور اب میرے نوجوان دوست" آخر کار اس نے مجھے کھانے سے فارغ ہوتے دیکھ کر کہا۔ "اگر مجھ ایسے مرد گنہگار کے منہ سے نکلا ہوا دوست کا لفظ تمہارے لئے باعث رنج و تکلیف نہ ہو۔ تو ذرا راہ عنایت یہ بیان کرو کہ تمہارا آدھی رات کو اس

غیر آباد مقام پر کیونکر آنا ہوا؟"

"ایک لمحہ صبر کرو" میں نے کہا "سب سے پہلے ایک اشد ضروری سوال ہے۔ جو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ کیا تم کو معلوم ہے۔ ڈاکو سردار مارکو اوبرائن کا ٹھکانہ یہاں سے کتنی دور واقع ہے؟"

"کیا تم اس خوفناک ڈاکو کا ذکر کرتے ہو۔ جس کے نام سے کل مسافروں کو دہشت ہے؟" مسٹر ڈوریچیٹر نے زور چونکتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد اپنی آواز کو اس طرح دبا کر گویا اسے ڈر تھا۔ کہ دیواریں بھی کان رکھتی ہوں۔ کہنے لگا "جو رفت تمہیں یہ جان کر ضرور خوشی ہوگی کہ میں نے اپنے کتابوں کی نگرانی کا ایک ذریعہ یہ بھی سوچا ہے کہ اگر کوئی بھولا بھٹکا مسافر ادھر آ نکلے تو میں اس کو اس خوفناک آدمی سے وقت پر متنبہ کر کے ایسی راہ پر بھیجتا ہوں کہ وہ اُن کے چنگل میں پھنس نہیں سکتا"

"آہ اگر واقعی ایسا ہے تو کچھ شک نہیں تم خلق خدا کی بھلائی کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہو" میں نے خوش ہو کر کہا "لیکن ہاں میں نے پوچھا تھا..."

"بے شک میں بھول گیا" مسٹر ڈوریچیٹر نے جلدی سے کہا۔ "ڈاکوؤں کا مسکن اس سمت میں قریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا۔ "اور پستو جہ اس کے بالمقابل یہاں سے قریباً پینتیس میل دور"

"ایک خاص وجہ تھی جس سے میں نے یہ حالات دریافت کئے ہیں" میں نے اس سے کہا "درحقیقت انہی ڈاکوؤں کی ایک جماعت آج رات مجھ کو فلارنس سے گرفتار کر کے ادھر لائی تھی۔ وہ تو میری خوش نصیبی تھی۔ کہ میں چھٹ کر بھاگ نکلا ورنہ خدا کو ہی بہتر معلوم ہے۔ کہ وہ مجھ سے کیا سلوک کرتے"

"آہ میرے بدنصیب دوست" مسٹر ڈوریچیٹر نے کہا۔ "کتنی تکلیف تم کو

سوئی ہوگی۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ تم سیدھی راہ پر اس جگہ آگئے"!

میں نہیں جانتا۔ اس کی وجہ کیا تھی لیکن اب یکایک ایک عجیب طرح کا شبہ بہم غیر واضح اور دھندلا میرے دل میں جاگزین ہونے لگا۔ گھورتی ہوئی نظروں سے ڈورچسٹر کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے کہا "تمہیں انجیل کا مطالعہ چھوڑے بہت دیر ہوگئی۔ حالانکہ تم کہتے تھے کہ میں کسی آدمی کے لئے اپنے قیمتی وقت کا ایک لحظہ بھی ضائع نہیں کرتا۔۔۔"

"یہ صحیح ہے"۔ اس نے جواب دیا۔ "لیکن جیسا میں نے پہلے تم سے کہا تھا۔ تمہاری حالت میں میں اس ذریعہ سے ان بدسلوکیوں کی تلافی کرنا چاہتا ہوں جو مجھ سے تمہارے ساتھ ہوئی ہیں رہ گیا میری عبادت کا سوال تو پھر عزیز اسے میں ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ رات نکلنے کے بعد تک جاری رکھ کے پورا کر لونگا۔ لیکن تم تھکے ماندے ہو جاؤ اس بستر پر لیٹ کر آرام کرو"

"اس عنایت کا شکریہ" میں نے جواب دیا۔ "لیکن میرے لئے آدھ گھنٹہ کا یہ آرام جو میں نے حاصل کر لیا بہت کافی ہے گھوڑا بھی تازہ دم ہو چکا ہوگا۔ اور اب یہ معلوم کرنے کے بعد کہ پستو جہ کو کونسی سڑک جاتی ہے میں فوراً ہی اس طرف کو چل دوں گا"!

"تم کو اختیار ہے جس طرح جی چاہے کرو"۔ مسٹر ڈورچسٹر نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "اپنے بارہ میں میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ جو خدمت گذاری ممکن ہوگی اس سے دریغ نہ کروں گا۔ اور اگر تم صبح تک اسی جگہ ٹھیرنا منظور کرو تو ساتھ چل کر دو تین میل آگے بھی چھوڑ آؤں گا۔ تاکہ بستہ بھولنے کا احتمال باقی نہ رہے"

میں چپ چاپ غور کرنے لگا۔ وہ ذہنی صورتیں ممکن یقین یا تو بہر شخص دقتوں اور گناہوں سے تائب ہو چکا تھا۔ یا کم از کم غریب سے کوئی نیا ڈھونگ کرنے لگا تھا کسی وظیفہ معلمی سے یہ خیال میرے لیے جاگزین ہونے لگا کہ اس کی عبادت ریاضت محض غرضی اور نمائشی

ہے ورنہ حقیقت میں یہ اب بھی اتنا ہی بدطوار ہے جتنا کبھی تھا۔ چنانچہ اب جو مجھے سارے حالات پر غور کرنے کا موقعہ ملا اور حیرت کا وہ پہلا اثر جو مجھ پر غالب آیا تھا زائل ہو چکا تو مجھے اس بات پر بھی شک ہونے لگا۔ کہ جیسا اس کا بیان تھا وہ درحقیقت شب و روز عبادت کیا کرتا تھا۔ لیکن اس میں بھی ایک سوال اور تھا یعنی اگر وہ درحقیقت بدمعاش ہے تو وہ کونسی نئی سیاہ کاری ہے جو فی الحال اس کیطرف سے عمل میں لائی جائیگی اور جس کی پردہ پوشی کو اس نے ریاضت و پارسائی کا یہ سوانگ بنا رکھا ہے۔ کیا وہ اپنے طور پر کوئی جرم کیا کرتا ہے یا اس کے ساتھی اور ہیں جن کا اس کو انتظار ہے؟ اور ان حالات میں کیا مجھے اسی وقت خصوصت ہو جانا چاہیئے یا جیسا اسکی خواہش تھی۔ صبح تک انتظار کرنا لازم ہے؟ پہلی صورت میں کیا میری فوری روانگی مجھے اس دام فریب سے جو اس پاکھنڈی پارسا نے بچھا رکھا ہو بچاؤ کا موقعہ مل جائیگا؟ یا میں کسی نامعلوم نئی دلدل میں پھنس جاؤں گا؟ اس بدھا میں نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا تو ایسا معلوم ہوا گویا اس نے اپنی آنکھیں یکایک دوسری طرف پھیر لیں جس کا مطلب تھا۔ کہ وہ پیشتر گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا اس کی اس حرکت سے میرے سب شکوک میرے دل سے نکل گئے اور مجھے اس کی ریاکاری کا پورا یقین ہو گیا ساتھ ہی ایک چھوٹا سا واقعہ اور بھی یاد آیا یعنی میں جب پہلی مرتبہ اس غار کی طرف آیا تو اس کا میرے دروازہ تک پہنچ جانے کے بعد بھی مطالعہ میں منہمک رہنا قدرتی فعل نہ تھا۔ کیونکہ انسان اگر بالکل ہی بہرہ نہ ہو۔ تو انتہائی گہرے انہماک میں بھی باہر کی آواز ضرور سن سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ میری موجودگی سے خبردار ہوتے ہوئے بھی قصداً خاموش رہا پھر میرے پہلے الفاظ سن کر جس انداز سے وہ چونکا تھا۔ کیا وہ اس بات کا ثبوت نہ تھا۔ کہ میری پہچانی ہوئی آواز سن کر وہ فوراً جان گیا۔ کہ میں کون تھا بعد ازاں جو طبی تقریر اس نے کی تھی اور جسمیں اپنی عبادت گذاری کا ذکر کرتے ہوئے مجھ کو بتایا گیا تھا۔ کہ اگر تم میرے کام

میں خلل انداز نہ ہو تو بیشک آ کر رہ سکتے ہو۔ یہ ساری باتیں ظاہر کرتی تھیں کہ وہ از راہ فریب مجھ کو جتلانا چاہتا تھا۔ کہ اس نے میری آواز کو نہیں پہچانا اور وہ مجھ کو بدستور اجنبی سمجھتا رہا ہے"

یہ اور ایسی ہی کئی باتیں جو آن واحد میں میرے دل میں پیدا ہوئیں انہوں نے مجھ کو پختہ یقین دلا دیا۔ کہ یہ آدمی اب بھی بھیڑ کے پردہ میں بھیڑیا اور مرد عبادت گذار کے بھیس میں کوئی سیاہ کار مجرم ہے یہ سوچکر میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اس کا ارادہ خواہ کچھ ہو یہاں سے چلدینا ہی بہتر ہے ممکن تھا۔ میری رد نگی بجائے خود میری راہ میں مشکلات پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتی مگر جان بوجھ کر ایک مرد مجرم پیشہ کی صحبت میں رہنے سے یہ حالت ہزار گنا بہتر تھی۔ یہ تو خدا ہی بہتر جانتا تھا۔ کہ میرے دل کا دال کسی طرفہ پر اس کو معلوم ہو گیا ہے یا نہیں مگر اپنی طرف سے میں از روئے مصلحت یہی بہتر سمجھتا تھا۔ کہ یہاں سے جلد تر رخصت ہو جاؤں اور اس کے دل میں کسی طرح کی بدگمانی بھی پیدا نہ ہونے دوں"

"مسٹر ڈوجیٹر" میں نے اس فیصلہ کے بعد کہا "میں تمہاری مہمان نوازی کا بیحد ممنون ہوں۔ تم نے بڑی عنایت کی ہے کہ مجھے اس ویرانہ میں پناہ دی اور رات بسر کرنے کی دعوت دیتے ہوئے صبح کو دس بجے تک چھوڑ آنے کا وعدہ بھی کیا مگر میں آپ کے قیمتی وقت کو ضرورت سے زیادہ ضائع کرنا گناہ تصور کرتا ہوں۔ اس لئے مجھے چلنے دیجئے صبح ہونے تک میں کافی دور پہنچ جاؤں گا"

"جو تمہاری مرضی" مسٹر ڈوجیٹر نے اس طرح کے بیہودہ پن سے کہا۔ کہ میں نے آپ میں یہ سوچکر شرما گیا۔ کہ شاید وہ شبہات جو میرے دل میں پیدا ہوئے تھے بالکل بے بنیاد ہوں" اس صورت میں ٹوپی اوڑھ لو اور تیز پانی کی یہ بوتل بھی ساتھ لیتے جاؤ" اس نے شراب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "کیونکہ اس سے تمہیں کچھ تازہ دم ہونے میں مدد مل سکے گی" اس نے جلتی ہوئی لالٹین ہاتھ میں لے لی گویا مجھے باہر تک چھوڑنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی پیش کردہ شراب کو لینے سے انکار کرنا اسکی دل شکنی کا باعث ہوگا یہ سوچکر ٹوپی اٹھا کر جیب میں رکھ لی اور ٹوپی جو فرش زمین پر بچھے ہوئے بستر پر رکھی تھی۔ اس کو اٹھانے کے لئے جھکا ایک ثانیہ کے عرصہ میں جب میں اسی سر پر اوڑھنے کی طرف مڑا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ڈوجیٹر جلدی سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ دونوں کواڑوں

پر اسطرح رکھے تھے۔ گویا انہیں بند کیا چاہتا تھا۔ آن واحد میں اپنے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہوتے دیکھ کر میں دروازہ کی طرف لپکا مگر بعد از وقت! اس سے پہلے کہ میں کچھ بھی مزاحمت کر سکتا اس نے پرشور آواز سے کواڑ پھیر کر کھلی سی زنجیر باہر چڑھا دی۔ عالم وحشت میں میں نے بڑے زور سے دروازہ پر ٹکر ماری مگر اس سے کیا فائدہ ہوتا۔ میری کوشش اتنی ہی بے سود تھی گویا میں برہنہ ہاتھوں سے اس قلعہ کی سنگی دیواروں کو توڑنے کی جدوجہد کرتا۔ کیونکہ دروازہ بے حد مضبوط تھا اور اس زور سے ساتھ جا ہوا تھا کہ شاید کسی قید خانہ کا دروازہ بھی ہوتا ہوگا

مگر جس طرح چوٹ کھایا ہوا پرندہ گرنے سے پیشتر تھوڑی دیر بے بسی میں بھی پرواز کی کوشش کرتا ہے اس طرح اس کے پہلے صدمہ میں ہی میں نے بھی اس خیال کو دل میں تگ پانے سے روکا کہ اب میرے لئے بچاؤ کا کوئی رستہ باقی نہیں ہے۔ گندھی ہوئی مٹی میں اٹکی ہوئی شمع اب تک روشن تھی۔ میں نے اسکو نکال کر پھونک دیا اور دوبارہ ہیزر کو زمانہ قدیم کے قلعہ شکن آلوں کی طرح کام میں لا کر مضبوط دروازہ پر ضرب کی ٹکر لگائی۔ لیکن اگر میرا خیال تھا کہ اس ذریعہ سے دروازہ توڑنے میں کامیابی ہوگی تو افسوس مجھے فوراً مایوس ہونا پڑا۔ کیونکہ دروازہ ایک ٹھوس لکڑی کا بنا ہوا تھا جو صنعت سے بہت زیادہ حفاظت اور مضبوطی کا مواد تھا۔ ہیزر کی ٹکر لگنے سے ایک شور برپا ہوتی آواز تو بے شک پیدا ہوئی مگر لکڑی کو نہ ٹوٹنا تھا نہ ٹوٹی۔ بڑھتی ہوئی یاس میں میں نے اس عمل کو دو تین بار پھر دہرایا مگر بے سود۔ حتیٰ کہ تھک کر فرش پر بیٹھ گیا اور وحشت ناک خیالوں کو گھبراہٹ کے ساتھ یہ سوچنے لگا کہ میرے لئے تقریباً کونسا انیکا کی کعلاتی ہر مشکل میں پھنسا ہوا آدمی اعضا کو بے بس پا کر دماغ سے کام لینا شروع کرتا ہے۔ اسی اضطراب اس حجرہ نما تنگ کی حرارت پر میرے اپنے دماغ میں پیدا ہونے شروع ہوئے یا تعجب آدمی اپنی طرح کے بد معاشوں کی کسی طاقت ور جماعت کے ساتھ اس کوہستان میں آباد ہو اور اس طرح یہ لوگ بھولے بھٹکے مسافروں کو دام فریب میں لا کر لوٹ مار یا شاید قتل کے سامان کرتے ہوں یا۔۔۔ یا خدا! کیا تعجب ہے شخص بھی ڈاکو سردار کا کوئی دیرینہ کارندہ ہو جس صورت میں میری عافیت کا ذمہ ہی حافظ تھا۔ تھوڑا غور کرنے پر یہ خیال زیادہ قرین قیاس معلوم ہوا کیونکہ خود اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ راہ چلتے مسافروں کی دہن شیر سے بچا کر اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش کیا کرتا ہے پس اگر معاملہ اس کے برعکس سمجھا جائے یعنی وہ منیجر مسافروں کو ڈاکوؤں کے چنگل میں پھنسانے کا ایک ذریعہ ہو

تو اس میں حیرت کی کیا بات تھی اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد جو دل لگتا معلوم ہوتا تھا میں نے اپنی زد یقینی اور حماقت کو خوب ہی کوسا دیئے ان کتنا نادان میں ثابت ہوا۔ کہ ہن مرد یا کار کے روبرو ڈاکوؤں کے ہاتھوں پکڑے جانے اور وہاں سے چھٹ کر بھاگ آنے کا قصہ بھی اس سے کہہ یا میں ممکن تھا کہ میرے چپ رہنے کی حالت میں یا کم از کم اس کو یہ نہ کہنے پر کہ میں ڈاکوؤں سے بچ کر آیا ہوں وہ مجھے تنہا مسافر سمجھ کر مار کو اور بڑی گرفت میں پہچانے کی ضرورت نہ سمجھتا۔ اور مجھے اپنی راہ پر چلنے دیتا مگر حالت موجودہ میں یہ جاننے کے بعد کہ وہ لوگ ضرور کسی مصلحت سے مجھ کو فلارنس سے پکڑ کر لائے تھے اور اب میں انہی سے چھٹ کر بھاگا ہوں وہ یقینی طور پر مجھے دوبارہ ان کے حوالہ کرنے سے کبھی دریغ نہ کریگا۔ اس خیال نے اس شب کو اور بھی مضبوط کر دیا کہ درحقیقت یہ آدمی انہی ڈاکوؤں کا ساتھی ہے ایک دو بار میں نے یہ سوچ کر اپنے جی کو تسلی دینے کی کوشش کی کہ شاید میرا اندازہ غلط ہو لیکن فوراً یہ سوال پیدا ہو گیا کہ اس صورت میں اس کے دروازہ بند کر کے بھاگ جانے کا کیا مطلب اور مجھ کو زیر حراست کرنے سے کیا فائدہ تھا؟

افسوس اب یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی۔ کہ میں ایک خطرہ سے نکل کر دوسرے میں آپڑا اور وہ بھی ایک ایسے عظیم خطرہ میں جس سے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کیونکہ ناہنجار ڈوسچیسٹر کا تعلق خواہ مار کو اور بقیہ جماعت سے ہو یا نہ ہو اس کا مجھے قید کر کے بھاگنا اس بات کی دلیل تھا کہ وہ ضرور میرے برخلاف کوئی خاص ارادہ رکھتا ہے۔ ہو چکا کیا سچ مچ میرا آخری وقت آگیا! کیا اسی لئے قضا مجھ کو گھیر کر کوہستان اپینائن کے اس ویرانہ میں لے آئی تھی جہاں میری مٹی سپرد خاک ہونی تھی؟ بیشک یہی بات ہوگی مگر اس صورت میں بھی اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے بچاؤ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا جو لوگ مجھے قتل کرنے آئیں گے میں اگر ان کے ہاتھوں پکڑا نہ جا سکا تو کم از کم ایک آدھ کو مار کر یا زخمی کر کے جان دوں گا اس خیال کے آتے ہی مضطربانہ اٹھا اور کسی موزوں ہتھیار کی تلاش میں کمرہ کے مختلف حصوں کی دیکھ بھال کرنے لگا ڈوسچیسٹر کا ٹرنک ایک جانب کھلا رکھا تھا میں نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا مگر اس میں کسی طرح کے اسلحہ موجود نہ تھے البتہ مقفی طاقچہ میں ایک چاقو رکھا ہوا ملا جس کو میں نے اٹھا کر اپنے قبضہ میں لے لیا اس کے بعد دوبارہ اس حجرہ کا ایک ایک کونہ تلاش کیا کہ شاید کوئی کھانڈا یا تلوار یا اسلحہ آتشگیر سے کوئی چیز

پڑی مل جائے مگر نہیں۔ مجھے اس کوشش میں مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو سکا خستہ و دل گرفتہ میں پھر ایک دار ٹرنک کی طرف مڑا اس میں رکھے ہوئے کپڑوں کی تہیوں کو ٹٹولا مگر بے فائدہ مقابلہ یا بچاؤ کے ہتھیاروں کی قسم سے کوئی چیز اس چاقو کے سوا جو میرے پاس تھا نہ مل سکی البتہ کپڑوں کو اُلٹ پلٹ کرنے سے ایک چھپا ہوا کاغذ فرش زمین پر گرا۔ میں نے اسے اُٹھا کر کھولا اور گو میری حراست کی دہشت انگیز بے بسی ہی میرے خیالات کی کشمکش کے لئے کافی تھی۔ تاہم میں اس کا مضمون پڑھے بغیر نہ رہ سکا وہ ایک مطبوعہ اشتہار تھا جس میں بزبان فرانسیسی پیرس کے جیلخانہ لاغورس کے قیدی ڈورچسٹر کے فرار اور اسکی گرفتاری کے لئے انعام کا وعدہ درج تھا یہ اشتہار چھ مہینے پہلے کا چھپا ہوا تھا اور اسمیں اس مرد بدکردار کا حلیہ پوری تفصیل کے ساتھ درج تھا۔ آہ بدسگال! پاکھنڈی تیسرا ایک اور جھوٹ اس ذریعہ سے ظاہر ہو گیا! کمبخت مجھ سے کہتا تھا۔ کہ چھ مہینہ کی سزا نیک چلنی کے باعث معاف کر دیگئی حالانکہ اشتہار سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ چھ ماہ بھگت کر جیلخانہ سے بھاگ نکلا۔ چونکہ یہ آدمی بھیس بدلنے کے فن میں اچھا ماہر تھا جس کے ثبوت کی تلخ یاد اب بھی میرے دل میں باقی تھی اس لئے یہ سمجھنا بہت مشکل نہ تھا۔ کہ وہ کسی نئی طرح کے بھیس میں جیلخانہ سے بھاگ نکلا ہوگا بعد ازاں یہ اشتہار کسی طریقہ پر اسکے ہاتھ آگیا اور اس نے اسے یادگار سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

تھوڑی دیر میری توجہ ان خیالات کی وجہ سے بٹی رہی مگر اس کے فوراً بعد وہ لاتعداد اندیشے اور خطرے جو میری حراست سے وابستہ تھے از سر نو تازہ ہونے شروع ہوئے اس غار میں ایک دروازہ کے سوا جو فی الحال بند تھا۔ اور کوئی مخرج موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا۔ پتھر کی چٹان کو تراش کر وہ جگہ تیار کیگئی ہے ہر طرف ٹھوس بڑی بڑی دیواریں تھیں اور ان میں بادبانوں کے نو ضع صرف تین چھوٹے سوراخ جن میں سے کوئی بھی معمولی رنگروٹ سے زیادہ بڑا نہ تھا موجود تھے بس یہی اس کوٹھڑی میں ہوا کی آمد و رفت کا ذریعہ تھا۔ ایک ایسے ٹھوس مقام سے بچاؤ کا خیال ہی مجنونانہ تھا مگر اس کے باوجود طبع انسانی چونکہ مشکل ہی سے ہار ماننا قبول کرتی ہے اس لئے کوئی اور طریقہ نہ دیکھ کر میں نے پھر ایک بار اسی میز سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی لیکن نداء معلوم وہ کس چوبدار لکڑی کا بنا تھا۔ کہ فولاد کی طرح مستحکم اور مضبوط رہا۔

دوسری بار پھر مجھ کو تھک کر بیٹھ جانا پڑا اور وہی دہشتناک خیالات جو تھوڑی دیر کے لئے حال کی مصروفیتوں

میں ڈب گئی تھے از سر نو پیدا ہونے شروع ہوئے۔ سوچ آئی کہ اگر ڈریسر واپس نہ آیا تو میرا کیا حال ہوگا؟ بالفرض وہ کینہ توزی سے مجھے اس تاریک کمرہ میں نہ ہونے دفن کر کے کہیں کو رخصت ہو گیا تو رحم خدا! مجھ پر کیا بیتے گی؟ یا ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ وہ مجھے قید کر کے اپنے کسی ساتھی کو بلانے گیا ہو اور رستہ میں کوئی حادثہ اس کی ہستی ناپاک کا خاتمہ کر دے تو پھر کون تھا جو مجھے اس سنگی قبر سے آکر نکالے گا؟ دو خالتوں میں میرا وہاں قید ہو کر سسک سسک کے جان دینا لازم یقینی تھا۔ اس کوٹھڑی میں جو تھوڑا سا کھانا موجود تھا۔ وہ ایک دو دن اور انتہائی کفایت سے تین دن کیلئے کفایت ہو سکیگا اس کے بعد میرا بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرجانا یقینی تھا! اُف ہیبتناک خیالات! جو پیدا ہوتا ہی دیوانگی کی علامت تھا۔ اتنی میں شدت کی پیاس محسوس ہوئی۔ پتھر کی صراحی میں تھوڑا سا پانی باقی تھا میں اسکو لا جرعہ پی گیا اور اسکے بعد چاروں طرف دیکھنے لگا کیا اس کمرہ میں آیندہ ضرورت کے لئے پانی کا اور بھی ذخیرہ موجود ہے؟ لیکن نہیں ہر چند اس مقام سے تھوڑے ہی فاصلہ پر میٹھے سرد پانی کا شفاف نالہ بہتا تھا تاہم میرے لئے اس سنگی قید خانہ سے نکل کر وہاں تک جانا چہ کہ محال و غیر ممکن تھا اس لئے یہ اور بھی زیادہ ہیبتناک خیال اب دل میں جاگزین ہوا کہ کھانے کے بغیر تو شاید میں چند روز زندہ بھی رہ سکتا مگر بڑھتی ہوئی پیاس سے فقط چند گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک دن ہی جی سکوں گا میری زندگی کا خاتمہ اگر کسی اور طریقہ پر نہیں تو قلت آب سے ہونا یقینی تھا یا نہیں کس قدر شکنجہ ناک خیالات ایک ایک کر کے میرے دماغ میں پیدا ہوئے جتنی کہ اپنے ہی خیالات کی پیدا کردہ پریشانیوں سے عاجز آکر میں پھر ایک بار عزم کے لئے اٹھا اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اس میں مجھے وہی اگلی ناکامی دوبارہ نصیب ہوئی خدا جانے یہ میرا وہم تھا یا حقیقت مگر رفتہ رفتہ اس کمرہ کی ہوا بھی گرم اور حالیں ہوتی جارہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک سنگی تابوت میں بند ہوں جو پہلے کافی کھلا تھا۔ مگر جس کا فرش اور دیواریں رفتہ رفتہ آگے کو سرک کر اسے چھوٹا بناتی جارہی ہیں یقیناً یہ میرا وہم تھا اور نہ اس ٹھوس چٹان سے کٹی ہوئی غار کی پشت پر کوئی اس طرح کی کل کیا موجود ہو سکتی تھی۔ جو رقبہ کو بتدریج محدود بنانے والی ہوتی مگر صحیح وجہ کچھ ہو اس میں شک نہیں کہ آفت نادیدہ کے انتظار میں جو جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا۔ میرے ذہنی اور دماغی قوا کمزور تر ہوتے جاتے تھے ضبط کی انتہائی کوشش سے جو میرے حواس جو اب دینے لگے۔ سر میں چکر آگیا اور دیوانوں کی طرح یہ جی چاہنے لگا۔ کہ دیواروں سے ٹکرا کر سر پھوڑ لوں

"اوہ۔ اینبل! اینبل!" میں نے کسیقدر اونچی آواز میں کہا "کس کو معلوم تھا کہ تجھے قید سے چھڑانے کے چند ہفتے بعد مجھ اس سے بہت زیادہ ہیبتناک مراحت میں آ پڑیگا جس سے بچاؤ کی کوئی امید نہ ہوگی اور جس کا خاتمہ موت ہی کر سکیگی"

لیکن رفتہ رفتہ میں خود اپنی کمزوری پر شرمسار ہوا اور ان دماغی پریشانیوں کو زور سے مغلوب کرکے جہاں تک ممکن تھا اپنے جی کو تسلی دینے لگا۔ مجھے یاد آیا کہ اس سے بیشتر میں بارہا اس سے زیادہ ہیبتناک آفتوں میں مبتلا ہوا مگر اس قادر مطلق نے اپنے رحم بے پایاں سے کوئی نہ کوئی وسیلہ میرے بچاؤ کا پیدا کر دیا وہ جو پہلے ہر آزمائش میں میرا مددگار رہا تھا۔ اس نئی آفت میں یقیناً مجھے بھولے گا اس خیال کے آتے ہی دوزانو ہوکر اس موجود مصیبت کی بارگاہ میں دعا کرنے لگا فارغ ہوکر اٹھا تو دلکو کوئی تسکین محسوس ہوئی تھی۔ مجھے اس کوٹھڑی میں بند ہوئے قریباً آدھ گھنٹہ گزر چکا تھا اور شمع آخری جھکولے لے رہی تھی میں نے چاروں طرف دیکھا کہ شاید کوئی دوسری موم بتی کا ٹکڑا موجود ہو۔ مگر نہ پایا سکا اور جس شمع کے گل ہونے پر تاریکی کی آمد کیلئے پہلے سے تیار ہو گیا۔ اس کے قطرہ قطرہ پر بعد جب موم بتی بجھ گئی تو گھپ اندھیرا چاروں طرف چھا گیا اتنی سیاہ تاریکی پہلے کبھی معلوم نہ ہوئی تھی ہولناک کو سیاہی میں رنگ گیا ہو۔ ایک بھاری بوجھ مجھے اپنے دماغ پر پڑتا محسوس ہوا جس کے باعث میں بمشکل سانس لے سکتا تھا لیکن ہر طرح کی ذہنی صعوبتیں اور جسمانی تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود میرے حالت اس پرندے کی طرح تھی جو پنجرے کی تیلیوں سے سر ٹکرا ٹکرا کے بے بس ہو جاتا ہے۔

اس طرح بے حد گھنٹہ اور گھنٹہ گیا اور اس عرصہ میں میں نے دوبارہ اضطراب کو غالب آنے دیا اس دوران میں کئی بار دعا کی کئی بار اینبل کو یاد کیا اور اگر موت واقعی سر پر کھڑی تھی تو اس کی آمد کیلئے تیار ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ گو اس کے ساتھ ہی اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ میں اپنی زندگی انتہائی جدوجہد کے بغیر ضائع نہ ہونے دونگا۔

اسطرح وقت گذرتا گیا صحیح حساب تو یاد نہیں مگر اندازہ سے کہتا ہوں کہ مجھے اس قید خانہ میں بند ہوئے قریباً ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ فاصلہ پر تیز رفتار گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی جو ہر لحظہ قریب آتی جا رہی تھی۔ میں ان آوازوں کو بڑے غور سے سننے لگا آخر کار یہ آوازیں میرے لئے فرشتہ اجل کی آمد کی آواز سے مشابہ تھیں۔ میں ان کو رک کر سننے لگا آخر کار یہ آوازیں

مکان کے باہر اکٹھے ہو گئے۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ کچھ لوگ گھوڑوں سے اترے جن کے اسلحہ کی جھنکار اور بھاری بوٹوں کی آواز پتھریلی سڑک پر سنائی دی۔ دروازہ کی درزوں سے ان کی گفتگو کی آوازیں بھی میرے کانوں میں آئیں اور میں نے لب لہجہ سے پہچانا کہ ایک آواز میں میرے دشمن جان فلپو کی ہے۔ اس آواز کو سن کر مستقبل کے بارہ میں جو بچے کھچے شکوک میرے دل سے خارج ہو گئے میں سمجھ گیا کہ اب قضا سر پر آ گئی۔ یقینی طور پر یہ لوگ مجھ کو گرفتار کرنے آئے تھے اور اس غصہ اور جوش کی حالت میں جو میرے برخلاف ان کے دلوں میں تھا اور جس کی شدت اب وہ چند بڑھ چکی تھی وہ آتے ہی میری زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔

مگر ان مساوی باتوں کے باوجود میں نے اپنی جان کو حتی الوسع مہنگا بیچنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ خود ستائی کی کوشش کے بغیر میں ایمانداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اتنی ہمت جرأت اور دلیری اتنی شقاوت مجھ میں پیدا ہو گئی جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اتنے میں باہر کی زنجیر کھلنے کی آواز سنائی دی پھر دروازہ بڑی زور کے ساتھ اندر کو دھکیلا گیا اس کے ساتھ ہی میں نے پستول ہاتھ میں لیکر جو اس وقت نازک میں میرا واحد دفاعی ذریعہ تھا زور سے باروت لاتا آگے بڑھا تاکہ دشمن کے مقابلہ میں ایک مسلح جان کیا کر سکتی تھی! اس سے پہلے کہ میں کسی کو زخمی کرتا چھ سات ہٹے کٹے جوانوں نے آگے بڑھ کر مجھ چاروں طرف سے گھیر لیا کسی نے بازو پکڑ لیا کسی نے گردن دبائی اور کسی نے ہاتھ سے پستول چھین کر ایک طرف پھینک دیا وہ فوری میری زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے تلواریں بھی سونت لی تھیں مگر فلپو نے فوراً اپنی زبان میں کچھ کہا انھوں نے معاً اپنی تلواریں کو دوبارہ نیام میں رکھ لیا اس طرح گو میری جان تھوڑی دیر کیلئے بچ گئی تاہم اتنا مجھ کو معلوم تھا کہ گھڑی بھر میں میری زندگی کا خاتمہ یقیناً کر دیا جائیگا بکری کی ماں آخر کب تک خیر منا سکتی تھی؟ وہ میرے بدترین دشمن تھے۔ اور میں ان کے رحم پر۔ لیکن اپنے ساتھیوں کو منع کرنے کے باوجود فلپو کا غصہ اور بڑھا ہوا جوش اور اور طریقوں پر ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے گھونسا تان کر میرے منہ پر سید کیا اور کئی ایک بری گالیاں دیکر انگریزی میں کہنے لگا "بدکردار! پاجی تو اپنی آزادی کا لطف بہت دیر تک نہ اٹھا سکیگا آ میں تجھے اپنے سردار کے پاس لے چلتا ہوں کیونکہ وہی اس بات کا فیصلہ کریگا کہ تیرے لئے کس طرح کی سزا تجویز کرنی چاہیئے مگر ہاں تنبیہ کئے دیتا ہوں کہ وہ اتنی ہیبتناک موت ہوگی جو کبھی آدمزاد نے کسی انسان کے لئے تجویز نہیں کی"۔

میں چپ ہو گیا کہ اس دھمکی سے اتنا معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اپنی سردار ہی پر مجھ کو ہلاک کریں گے۔ اگر میری زندگی کا خاتمہ مارکو اور پری کے دریافت سے فیصلہ صادر ہونے کے بعد ہی کیا جائیگا۔

خیرہ لوگ مجھے پکار کر کھلی جگہ میں لے آئے اسوقت میں نے دیکھا کہ ان ہجوم کی پشت پر شیطان سیرت ڈوربیچر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ چاند کی روشنی میں اس کا زرد ملاغر چہرہ شیطانی مسرت سے آثار لئے ہوئے تھا اور اسکی تیز آنکھ میں استہزا کی چمک موجود تھی۔

یہ حالت دیکھ کر میں نے مسکا دیو میر شیطان" میں نے جوش میں بھر کر کہا "یاد رکھ کہ اسکی سزا خدا کے اٹل قانون کے مطابق بہت جلد تجھ کو ملیگی تو نے پدسا کے بھیس میں شرمناک حرکت کی ہے جو دیکھ کر دوزخ کی بارہ دار بھی لرزہ براندام ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں نے اپنی عمر میں کبھی کوئی برائی تجھ سی نہیں کی مگر تو نے دوبار میرا مال وزر لوٹنے کے بعد اب تیسری مرتبہ بغیر کسی تامل کے میری زندگی کے خاتمہ کا سامان کیا ہے میں تو بے بس ہوں لیکن یاد رکھ اس کیلئے خدا تجھ سے سمجھیگا جو ہر جہ آثار تو فوراً ہی پہنچائی میں ان کا بدلہ ضرور تجھ کو ملیگا"!

آدم زاد ابلیس کے چہرہ پر پھر ایک بار قہقہے ہیبتناک آثار پیدا ہوئے ہی گھوڑا جو میرے میں ہوا ہو کر اسطبل تک آیا تھا۔ اس کے پاس تھا معلوم ہوا وہ اسی پر چڑھ کر ڈاکوؤں کو خبردار کرنے گیا اور انہیں ساتھ لیکر آیا ہے پھر ایک بار مجھ کو اس حیوان کی پشت پر بٹھایا گیا پھر ایک بار رسی میرے ہاتھوں میں باندھی گئی گو یہ سمجھا جا سکتا ہے اب کی بار ان لوگوں نے جوش انتقام سے خوب کس کر باندھا اور اسی پر کفایت نہ کر کے میرے بازو بھی جکڑ دیئے ان تیاریوں کے بعد ساتھ ڈاکو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے ایک نے میرے گھوڑے کی باگ پکڑی باقیوں نے بھری ہوئی پستول میری طرف تان لئے اور اس طریقہ پر اس خیال ناک سفر کا آغاز ہوا میری ہستی عزیز کا انجام جس کی منزل تھا قدم قدم چلتے ہم لوگ آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں ڈاکوؤں کے برج کے پاس جا پہنچے جس سے بالواسطہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ملعون ڈوربیچر نے فاصلہ کے متعلق بھی مجھ سے بھاری غلط بیانی کی تھی مگر پھر بھی تو اس ایک ابلیسانہ حرکت کے مقابلہ میں جو اس کی طرف سے ظاہر ہوئی اسکی یہ دروغ بافی کیا اہمیت رکھتی تھی۔ بہرحال یہ تلخ حقیقت میری نظروں کے سامنے تھی۔ کہ میں نے از راہ حماقت تیسری مرتبہ اس مردود سے دھوکا کھایا اور اب کی بار وہ چال اس نے چلی جو مال وزر سے بدرجہا زیادہ عزیز میری زندگی کا خاتمہ کرنے والی تھی۔

اچھا جو خدا کی مرضی ہو۔

سترہویں جلد ختم ہوئی

قواعد خریداری

۵۔ (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دے دیتے ہیں۔ کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا ایسی شکایتیں کسی بھی حالت میں قابل غور نہیں سمجھی جا سکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکایت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کر سکتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ زیر شکایت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں۔ تو عام رعایتی قیمت پر دوبارہ بھیجا کر دیئے جائیں لیکن یہ ایک اختیاری رعایت ہے۔ جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جا سکتی ہے۔

۶۔ کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کا انبار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فوراً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے۔ کہ علم رسی کے خط پہنچنے کی ۱۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ ماہوار اشتہارات اس معاشر کے ایک سو سے لے کر ڈیڑھ سو صفحوں تک گذر ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸۔ تاجل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق رئیس التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کیساتھ سنے جائیں گے ہیں۔ لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں۔ اور نہ کوئی صاحب اس بنا پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شامل نہیں کیا گیا۔

۹۔ ان قواعد سے اعلیٰ داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

قواعد خریداری

۵۔ (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دے دیتے ہیں۔ کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا ایسی شکایتیں کسی بھی حالت میں قابل غور نہیں سمجھی جا سکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکایت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کر سکتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ زیر شکایت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں۔ تو عام رعایتی قیمت پر دوبارہ بھیجا کر دیئے جائیں لیکن یہ ایک اختیاری رعایت ہے۔ جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جا سکتی ہے۔

۶۔ کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کی مار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے۔ کہ عدم رسی کے خط مہینہ کی ۱۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ ماہوار ضخامت اس رسالہ کے ایک سو سے لے کر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸۔ قابل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق و مکمل التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے بروقت شکریہ کیساتھ لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں۔ اور نہ کوئی صاحب اس بنا پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شامل نہیں کیا گیا۔

۹۔ ان قواعد سے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

جارج ڈبلیو۔ ایم ریناللڈس کے ناول

ذیل میں ریناللڈس کے ان ناولوں کی فہرست دیجاتی ہے جو نہایت ارزاں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور طلب کئے جا سکتے ہیں

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی بیرنڈرام صاحب	۱۷۰۰	۱۳
" (۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۴۱	۱۰
نگارستان پرستان (۲ حصے)	مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن (آخری سلسلہ)	"	۲۲۱۸	۹
خونی تلوار (۲ جلدیں)	مسٹریز آف دی کچن		۸۵۸	۱۲
باب سکاٹ (۲ حصے)	پیری سائڈ	منشی تسلیم الدین صاحب بلیوری	۵۱۶	۱۰
شام جوانی (۲ جلدیں)	ینگ ڈیز	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	۱۰
فریب حسن				
شام غربت	ڈیپ ڈان	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	۸
سوزان عشق	سفیدپوش	میر امانت امروہی صاحب	۴۳۹	۸
عمر پارسا		پنڈت بشیر ناتھ صاحب پسرو	۵۲۰	۸
خانہ بدوش	سیلی بارٹار آف مگ گلیا	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۸۰	۸
مارگریٹ	مارگریٹ	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	۱۲
لارنس (دو جلدیں)	رانی پوس بلاٹ	منشی گوپی ناتھ صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲
سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	۱۲
رونق کمپہرٹ (۲ حصے)	رونق کمپہرٹ	ڈاکٹر لاشمیدت صاحب	۱۴۴	۱۲
اسرار	نیگرومینسر	منشی بے نظیر صاحب	۳۵۶	۸
دیو کا بالا طلسمی غار	ماسٹر ٹو نیچر بک کیس	منشی عبدالرحمن احمد صاحب	۴۶۴	۱۲
ست بھگام	الفرڈ	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۵۲۴	۸
ریناللڈس کی کہانیاں (۲ حصے)	متفرق	منشی امجد حسین خانصاحب	۲۱۰	۸
اسرار عشق	لارڈ آف دی ہرم		۲۸۵	۸
دیگر دو ناولیٹ	دیگر دو ناولٹ	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	۸
قدیم لندن کے اسرار (۲ حصے)	اولڈ لندن	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۳۴	۸
جمیل کی معشوقہ	فشرمین		۳۱۲	۸
سرگزشت (۴ جلدیں)	میری پرائش	لالہ دینا ناتھ صاحب	۵۸	۸
		سید نوازش علی صاحب	۱۲۹۵	۱۲

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

جلد ۱۸

گردشِ آفاق

حیرت انگیز سوشل ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) - نظارہ پرستان - خونی تلوار وغیرہ

مصنف

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

مترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

(انقلاب سٹیم پریس لاہور میں باہتمام ملک دین محمد صاحب پرنٹر چھپا اور نرائن دت سہگل پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا)

قواعد خریداری

۱- اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت [illegible] ہے۔ جو خواہ بذریعہ منی آرڈر وی پی [illegible] آنی چاہیے۔ مابدولت بادشاہی کو کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے مسرا غرسا کے نادلوں کے بھی مستقل خریدار ہیں ان سے بطور رعایت صرف [illegible] سالانہ لیا جائیگا۔ وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲- خریداری کسی ایک جلد سے شروع ہو سکتی ہے۔ لیکن قیمت بہر حال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائے گی۔ اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ۲ پرچوں کے مجموعے) بھیجا کیے جائیں گے۔

۳- سالنامہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے بہ اطلاع موصول نہ ہو۔ کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا۔ تو اس کو بوجانا بڈ آرڈر سمجھ کر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ہر ایک مزید اکا اخلاقی فرض سمجھا جائے گا۔

۴- ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہو جاتا ہے۔ اور تمام خریداران کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے ممکن ہے۔ چند پرچے رستہ میں ضائع ہو جائیں۔ لیکن اس صورت میں عدم رسیدی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آ جانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے۔ کہ مہینہ کی ۱۰ تاریخ تک انتظار کر کے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جاوے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسیدی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی ۱۰ تاریخ تک شکایت روانہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صفحہ ۳)

جملہ حقوق بحق لالہ نرائن دت سہگل محفوظ ہیں

حیرت انگیز سوشل ناول

گردش آفاق

اٹھارہویں جلد

جارج ڈیلو ایم رینالڈس کی زبردست تصنیف

جوزف ومٹ

کا دلکش ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ نظارہ پرستان۔ انصاف وغیرہ

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ لوئر مال لاہور

الفقاب سٹیم پریس لاہور میں باہتمام ملک دین محمد پرنٹر چھپا اور لالہ نرائن دت سہگل مالک نے شائع کیا

حیرت انگیز جاسوسی ناولوں کا سلسلہ

اس دفتر سے رنبالڈس کے ناولوں کے علاوہ ایک اور سلسلہ بہترین جاسوسی ناولوں کے تراجم کا بھی شائع ہوتا ہے۔ اس مطلب کے لئے دنیا کے بہترین مصنفوں کی بہترین کتابیں انتخاب کی جاتی ہیں اور ان کا ترجمہ خاص اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ اس صیغہ کو مترجم بھی منشی تیرتھ رام فیروزپوری مترجم گردش آفاق وغیرہ ہیں پس اگر آپ کو عہد حال کے بہترین جاسوسی ناول دیکھنے کا شوق ہو تو ہمارے اس سلسلہ کی بھی مستقل خریداری قبول فرمایئے اسوقت تک اس سلسلہ میں حسب ذیل ناول شائع ہوئے ہیں جو طلب کئے جا سکتے ہیں

خونی ہیرا	انقلاب یورپ	شریف بدمعاش	چلتا پرزہ
خونی چراغ	نقلی نواب	منزل مقصود	بحر فنا
سراب زندگی	آتشی کتا	سنہری بچھو	ڈاکٹر لکولا
انمول ہیرا	انصاف	شاہی خزانہ	تلاش کبیر
نولکھا ہار	گمنام مسافر	مطلبی دنیا	خوفناک ظلمات
ہیروں کا بادشاہ	لعل شب چراغ	نازک کٹار	تبدیل قسمت
خنجر بیداد	قاتل ہار	کارنامجات شرلک ہومز	مصری جادوگر
مہر خموشی	آزادی	سنہری لاش	کارنامجات آرسین لوپن
مقدس جوتا	کرنی کا پھل	خونی چکر	زہری بان

اس سلسلہ کا اگلا ناول چڑیا کی نئی خصوصیت سے قابل دید ہوگا۔ اور اس کے بعد کئی اور ناول پیلا ہیرا۔ خونی پتلا۔ ستارہ یورپ وغیرہ سلسلہ وار شائع ہوں گے۔

مخفی نہ رہے کہ یہ اور نئے قسم کے ایک یا دو پیسہ قیمت کے لچر ناولوں کے ترجمے نہیں بلکہ دنیا کے بہترین مصنفوں کی بہترین تصنیفوں کا چوڑ ہیں۔

ضرور آپ اس سلسلہ کی قدردانی کریں

گردش آفاق

دور ثالث

اٹھارھویں جلد

باب ۔ ۱۰۱

غیبی امداد

ہم جس وقت ڈاکوؤں کے برج کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس جماعت کے اکثر آدمی پہلے سے ہماری آمد کے منتظر کھڑے تھے۔ اس سے اور بھی زیادہ یقین میرے دل کو اس بات کا ہو گیا کہ بدکردار ڈوروچیسٹر مجھے اپنی مٹھی میں بند کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے اس جگہ آیا۔ اور میری گرفتاری کی خبر دے کر اس طائفہ کے چند شخصوں کو اپنے ہمراہ لے گیا ہوگا۔ چونکہ میں مرغ نو گرفتہ کی طرح اپنی جائے حراست سے باہر نکلنے کی کوششوں میں مصروف اور ہر طرف میز کی ٹکروں سے دروازہ توڑنے کی سعی لاحاصل میں مشغول تھا۔ اس لئے وہ جب میرے گھوڑے پر سوار ہو کر رخصت ہوا تو اس کے سموں کی آواز میرے کانوں میں نہ آ سکی۔

ڈاکوؤں نے جس وقت مجھے دست و پا بستہ زیر حراست برج کی طرف آتے دیکھا تو اپنی پرجوش اطالوی زبان میں بے شمار گالیاں مجھے دینی شروع کیں ساتھ ہی اس طرح کے بیزور اشارے کئے جو ظاہر کرتے تھے کہ اگر ان

کا بس چلے تو مجھے کچا ہی چبا جائیں۔ ان کی نگاہوں سے دہشت ناک انتقام کی وحشیانہ خواہش کا اظہار ہوتا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر ان کو اپنے سردار مارکو اوبرٹی کی ناراضگی کا ڈر نہ ہوتا تو بلاشبہ اسی موقعہ اور اسی مقام پر میری تھکا بوٹی کر دیتے کبھی سے دریغ نہ کرتے اسی مجمع میں ایک جانب مجھ کو سینیر ولیٹرا نظر آیا جو ظاہرا لاپروائی سے برج کی دیوار کے ساتھ لگا ہوا کھڑا تھا۔ لیکن جیسے ہی ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں میں نے قصداً منہ پھیر لیا۔ کیونکہ میں اپنے چہرہ کے آثار سے کسی طرح کا شبہ ڈاکوؤں کے دلوں میں پیدا ہونے کا موقعہ نہ دینا چاہتا تھا۔ ولیٹرا کو دیکھ کر ایک نئی امید میرے سینہ میں پیدا ہو گئی تھی اور وہ اتنی بیش قیمت تھی کہ میں اسے اپنی کسی بے جا حرکت سے شکست ہونے کا موقعہ دینا نہ چاہتا تھا۔ ذرا سی دیر کے بعد ولیٹرا ایک طرف کو چلا گیا۔ اور عمارت کے موڑ سے گذر کر نظروں سے غائب ہو گیا۔

سب ڈاکوؤں نے ملکر میرے ہاتھ پیر کھولے اور مجھے گھوڑے سے اترنے کا اشارہ کیا۔ پھر پانچ چھ آدمی مضبوط ہاتھوں سے پکڑ کر مجھے برج کے دروازہ کی طرف لیگئے ایک تنگ غلام گردش سے گذر کر جس کے بارہ میں مجھ کو یاد آیا۔ کہ وہیں ایک جانب آلیویا سیکولی کو قید کیا گیا تھا۔ پھر سیڑھیوں پر چڑھ کر اس فراخ کمرہ میں پہنچے جس کا حال پیشتر قلمبند ہو چکا ہے یعنی وہ جس میں بیٹھ کر وہ لوگ جشن اڑایا کرتے تھے اور جہاں اب بھی چوڑی میز کے پاس مارکو اوبرٹی اپنی آرام کرسی پر پیچھے کی طرف جھکا ہوا بیٹھا تھا۔ لاتعداد بوتلیں۔ سگار۔ پائپ اور تمباکو کے ڈبے نیز اس طرح کی متفرق چیزیں جو عیش پرستی کا لازمہ سمجھی گئی ہیں بکھری ہوئی پڑی تھیں معلوم ہوا یہ لوگ میری گرفتاری کی خبر پانے کے وقت تک اسجگہ بیٹھے جشن اڑاتے رہے تھے کم از کم مارکو اوبرٹی کی حالت ظاہر کرتی تھی کہ وہ

کثرت مے نوشی سے مدہوشی کے درجہ اول تک پہنچ چکا ہے۔ وہ بمشکل سیدھا بیٹھ سکتا تھا۔ اور یہ بھی شاید اس لئے کہ بسیار نوشی کا خوگر تھا۔ اور اس کی حالت میں ایک حد خاص ایسی تھی جس سے زیادہ وہ بمشکل بے ہوش ہوتا تھا۔ میز کے اطراف میں پانچ چھ ڈاکو اور بھی جمع تھے مگر جس بات نے مجھ کو اندر آتے ہی سب سے زیادہ حیرت زدہ کیا۔ یہ تھی۔ کہ اینجلو لیٹرا انہی لوگوں کی صحبت میں بیٹھا رندانہ وضع سے جھوم رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں گلاس لئے اس کو اونچا اٹھائے بلند آواز سے کوئی راگ الاپ رہا تھا۔ دفعتاً مارکو ادبرٹی کا گلاس خالی دیکھ کر اس نے بوتل ہاتھ میں لی اور بٹی کا گلاس اس سے پر کیا۔ اور اس کے بعد دوسرے ساتھیوں کو بھی حصہ دیا میں نے پلیشتر اپنے حیرت زدہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ مگر سچ پوچھئے تو میری یہ حیرت صرف ایک لحظہ قائم رہی کیونکہ اس کے فوراً بعد ایک نیا خیال دل میں پیدا ہوا جس نے اس امید کو جو لیٹرا کو دیکھ کر میرا سینہ میں پیدا ہوئی تھی وہ چند زیادہ کر دیا۔

وہ لوگ جو مجھے دونوں طرف سے پکڑے ہوئے اس مقام پر لائے تھے مجھے دھکیل کر مارکو اور بٹی کے پاس لے گئے اور فلیپو نے اپنی زبان میں اس سے کچھ کہا۔ مگر ڈاکو سردار نے صرف نیم باز آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا پھر نگاہ پھیر کر میری طرف دیکھنے لگا۔ اس کی عام حالت ظاہر کرتی تھی کہ نہ وہ مجھ کو پہچانتا اور نہ فلیپو کی تقریر کا مطلب سمجھنے کی طاقت رکھتا ہے جو ڈاکو اس کمرہ میں میز کے ارد گرد بیٹھے تھے ان کی حالت بھی اپنے سردار سے کسی طرح بہتر نہ تھی معلوم ہوتا تھا وہ سب حالات کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں یہ دیکھ کر فلیپو اس آدمی کی طرح جو سخت شش و پنج میں ہو اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور ان میں تھوڑی دیر پھسپھسر پھسپھسر باتیں ہوتی رہیں اتنے میں اینجلو لیٹرا نے

ایک نیا راگ الاپنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ایک بار اس نے اپنے ساتھیوں کے گلاس پُر کیے اور دفعتاً گاتے گاتے ٹھیر کر اپنی زبان میں فلپو سے کچھ کہا بظاہر وہ میری نسبت کوئی مشورہ دے رہا تھا اور یہ بات فوراً ظاہر ہو گئی کہ فلپو اس کے کہنے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے تاہم ایسا کرنے سے پیشتر اس نے پھر ایک بار اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور میں نے ان کی نگاہ اور انداز سے معلوم کیا۔ کہ وہ سب اس مشورہ کو پسند کرتے تھے۔

دفعتاً فلپو اس مقام کی طرف گیا جہاں مارکو اوبرٹی بیٹھا تھا اور اپنا ہاتھ ڈاکو سردار کی جیب میں جس کے بٹن فوجی انداز سے بند رہا کرتے تھے۔ مگر اب غفلت و لاپروائی سے کھلے تھے ڈال دیا۔ ایک لحظہ کے لئے اوبرٹی کی نظروں سے غصہ کا اظہار ہوا اور اس نے اُٹھنے کی ذرا سی کوشش کرتے ہوئے فلپو کا ہاتھ کسی قدر پکڑ لیا مگر اس دیر کے لئے فلپو کشمکش و پیچ کی حالت میں پڑ گیا۔ مگر ان لوگوں میں سے ایک نے جو مجھ کو پکڑے ہوئے کھڑے تھے کچھ کہکر اس کو از سر نو آمادہ عمل کر دیا۔ اس نے شراب کا گلاس ہوڈاکو سردار کے سامنے رکھا تھا اٹھا کر مارکو اوبرٹی کے منہ سے لگایا۔ پھر جلدی سے اپنا ہاتھ اس کی جیب میں ڈال کر ایک دریائی سائز کی کنجی برآمد کی ویٹر نے اس موقع پر پھر کوئی بات اس سے کہی ساتھ ہی پر معنی انداز سے مارکو اوبرٹی کی طرف اشارہ کیا۔ فلپو نے سر کے اشارہ سے وعدہ تعمیل کیا پھر وہ لوگ مجھ کو وہاں سے باہر لے چلے ...

ہم جب دوسری بار غلام گردش میں آئے اور اس کمرہ کا دروازہ بند کر دیا جا چکا جس میں اوبرٹی ویٹر اور باقی آدمی بیٹھے تھے تو فلپو میری طرف گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہنے لگا "بدقسمت نوجوان اگر اتفاق سے چند گھنٹوں

کی مہلت تجھے مل گئی۔ تو یہ نہ سمجھیو کہ تیری جان بخش کر دیجائیگی نہیں تیری تقدیر میں پھانسی پانا لکھا تھا۔ اور تجھ کو ضرور پھانسی پر لٹکایا جائیگا۔ اس اثنا میں ہم لوگ اتنی حفاظت کے ساتھ تجھ کو ایک کمرہ میں بند رکھیں گے کہ اگر تو وہاں سے نکلجانے میں کامیاب ہوگیا۔ تو بخدا ہر طرح اس آزادی کا مستحق ہوگا۔"

میں چپ رہا اور جسوقت وہ لوگ مجھے اپنے ساتھ ساتھ لئے جا رہے تھے۔ شاکر تقدیر ہوکر گہرے استقلال کا انداز اختیار کر لیا۔ تھوڑی دور آگے چل کر ٹاکوں میں سے ایک نے ایک دروازہ کھولا اور اس لالٹین کی روشنی میں جو ایک آدمی کے ہاتھ میں تھی میں نے دیکھا کہ ایک نہایت مختصر لیکن ضروری سامان سے آراستہ کمرہ خواب ہے۔ چوڑے چھجے کے آتشدان پر دیوار سے لگی ہوئی کئی تلواریں پستول رکھیں اور پیش قبض رکھے ہیں الماریوں میں چاندی کے گلدان اور پیالے موجود ہیں اور ایک جانب کھونٹیوں سے لٹکی ہوئی تین یا چار مختلف قسم کی پوشاکیں ہیں فرنیچر کا سامان پرانی طرز کا بنا ہوا تھا۔ اور اونچی پشت والی کرسیوں کی نشستوں پر لگی ہوئی مخمل جا بجا دریدہ تھی غرض کمرہ کی عام حالت ظاہر کرتی تھی۔ کہ اس کو بہت کم استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی اصلاح و درستی کی کوشش تو شاید کسی زمانہ میں بھی نہیں کی گئی۔

میں جب اس کمرہ میں کھڑا گرد و نواح کی حالت دیکھ رہا تھا تو فلپونے جو مجھے چھیڑ کر اور پریشان کر کے خوش ہوتا تھا۔ کہا "نادان اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ آرام دہ کمرہ تیرے استعمال کے لئے کھولا گیا ہے تو اس خیال خام کو دل سے نکالدے جسوقت تو نے مارکو اوبرٹی اور اس کے ساتھیوں سے سر ٹکرانا منظور کیا تھا۔ تو بہت کم یہ خیال تیرے دلمیں آیا ہوگا کہ کس سنگی دیوار

کا مقابلہ تجھ کو درپیش ہے۔ اور کیا کیا مصیبتیں تجھ کو اس سفر میں پیش آئیں گی۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ آج ہمارا سردار زیادہ پی کر بدمست ہوا بیٹھا ہے۔ اور فی الحال تیرے مقدمہ کی سماعت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر الفساعہ کا قتل عارضی طور پر ملتوی ہو گیا۔ تو یہ نہ سمجھ کہ اس کو بالکل ہی موقوف کر دیا جائیگا۔ ہرگز نہیں کیونکہ اگر سر پر آسمان اور پیروں تلے زمین کا موجود ہونا امر واقعہ ہے تو تیری زندگی کا کل دو پہر تک خاتمہ ہو جانا بھی ایک فیصلہ شدہ بات ہے۔"

میں پھر بھی خاموش رہا۔ کیونکہ مجھ کو اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ خاموشی کے ذریعہ سے مجھ کو بھڑکانا اور آمادہ تکرار کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ میرے لئے اس سے حجت کرنا فائدہ رساں نہیں باعث مضرت تھا۔ مجھے چپ دیکھ کر فلپوٹے اس کنجی کی مدد سے جسے وہ مارکو اوبرٹی کی جیب سے نکال کر لایا تھا۔ ایک لوہے کی دروازہ کھولا اور اسوقت میں نے دیکھا۔ کہ ایک اور کمرہ اس کمرہ کی پشت پر قریباً چھ فٹ مربع کا بنا ہے بالکل ویسی ہی ساخت کا جیسے کوئی قبر یا تہ خانہ ہو۔ فرق اگر تھا تو یہ کہ وہ زمین دوز نہ تھا۔ نہ اس میں کوئی کھڑکی تھی نہ فرش فروش۔ نہ سامان ہوا کی آمد و رفت کے لئے اس کی گنبدی چھت میں صرف ایک چھوٹا سا آبدان موجود تھا۔ مگر اس میں بھی بھاری سلاخیں لگی تھیں دیواریں بے حد موٹی اور نہایت مضبوط اور وہ دروازہ جو اس قبر نما کمرے کے باہر بنا تھا۔ ڈور چسٹر والی جھونپڑی کے دروازہ سے بھی کہیں زیادہ پختہ نظر آتا تھا۔ طرز قدیم کے گرجوں کے دروازہ کی طرح اس میں لوہے کے موٹے موٹے ٹکڑے اور بھاری میخیں جڑی تھیں۔

"لے اسجگہ آرام کر" فلپوٹے اس ہیبتناک غار کے کھردرے ننگی فرش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "فی الحال یہی تیرا مسکن ہے۔"

اس سے پہلے کہ میں آگے قدم اٹھاتا اس کے ساتھیوں نے اشارہ پاکر مجھے بزور اس میں دھکیل دیا اس کے بعد وہ لوگ دروازہ بند کیا چاہتے تھے کہ فلیوڈ لیز کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا "دیکھ اگر تجھ کو جان دینے سے پہلے دعا کرنا ہے تو کرلے کیونکہ جس طرح رات کے بعد دن کی آمد یقینی ہے اس طرح تیرا بھی پھانسی پر لٹک کر جان دینا لازم ہے"

یہ آخری الفاظ ابھی ہوا کو مرتعش کر ہی رہے تھے کہ اس نے زور سے دروازہ بند کر دیا جس کی پرشور آواز میرے دماغ میں ہتھوڑے کی ضرب کی طرح پہنچی اور میں لڑکھڑا کر دیوار کے ساتھ لگ گیا قفل میں کنجی گھومنے کی آواز سنائی دی بھاری بھاری زنجیریں چڑھادی گئیں اور اس طرح مجھ کو اس ہیبتناک حجرہ تاریک میں بند کر کے وہ لوگ رخصت ہو گئے۔

اس کمرہ کا حال ... میں کیا لکھوں سامان فرنیچر کا تو ذکر کیا اوڑھنے کو ایک کمبل یا بیٹھنے کو فرش پر چٹائی تک موجود نہ تھی وہی سرد کھری زمین تھی جس پر لیٹنا تو کجا بیٹھنے کو بھی جی نہ چاہتا تھا موت کی سی سردی اس کمرہ کی فضا میں پھیلی ہوئی تھی یخ بستہ ہوا کے جھونکے تا بدان کی راہ سے آتے تھے اور جب میں دیوار کو ہاتھ لگاتا تو اس کی سردی سے اپنا خون منجمد ہوتا معلوم کرتا تھا۔ ٹھیک اس طرح کی حالت تھی گویا مجھے سنگی تابوت میں زندہ دفن کر دیا گیا ہو۔ خصوصاً اس لئے کہ کمرہ اتنا تنگ تھا کہ میں جب دونوں طرف بازو پھیلاتا۔ تو وہ اطراف میں لگ جاتے تھے کسی خارجی امداد کے بغیر اس ہیبتناک مقام سے بچکر نکلنے کی امید خام تھی کیونکہ دروازہ کے سوا باہر نکلنے کا کوئی رستہ ہی نہ تھا اور پھر دروازہ کتنا مضبوط اور دیواریں کس درجہ ٹھوس! میرے پاس تو خیر کوئی چیز بھی موجود نہ تھی مگر میں کہہ سکتا ہوں

کہ اگر آلات نقب زنی کا پورا سٹ بھی میرے پاس ہوتا تو میرے لئے اس ٹھوس سنگی دیوار کو توڑ کر یا اس فولاد صفت دروازہ کو پھوڑ کر باہر آنا غیر ممکن تھا۔ اس کے علاوہ میرے لئے امید کا امکان بھی کیا تھا؟ لے دے کے ایک اینجلو ولیٹرا کی ذات تھی جس پر کچھ بھروسہ تھا لیکن یہ جانتے ہوئے بھی کہ جہاں تک اس کا بس چلا وہ میری رہائی میں امداد دینے سے کوتاہی نہ کرے گا۔ بڑا سوال یہ تھا۔ کہ ایک اس طرح کے نازک موقعہ پر اس کی بھی کیا پیش جائیگی؟ مجبور ہو کر سابق کی طرح میں نے خدا کے رحم و کرم پر تکیہ کرنا ہی کافی سمجھا۔

عراست کے پہلے آدھ گھنٹہ میں میرے خیالات اس امید واحد کے سوا جو ذات باری کی امداد غیبی سے وابستہ تھی صدر جہ یاس انگیز تھے لیکن رفتہ رفتہ میری توجہ دو تین چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف گئی جو موجب حوصلہ افزائی تھیں یہ تو صاف ظاہر تھا۔ کہ مارکو اوبرٹی کے شراب سے بے ہوش ہونے کی وجہ سے ہی میری سزایابی کا عمل ملتوی ہوا ہے ورنہ یقینی طور پر یہ لوگ دن نکلنے کا بھی انتظار نہ کرتے اور یہ بات میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ اینجلو ولیٹرا کو سردار کو بدستور شراب پلائے جاتا تھا۔ تو کیا اس کے معنی یہ تھے کہ اس کی مدہوشی میں براہ راست اینجلو ولیٹرا کی کوشش کو دخل تھا؟ پھر دوسری بات یہ تھی کہ ولیٹرا نے ہی ایما پر مجھے اس کوٹھڑی میں بند کیا گیا تھا۔ اور اس کا میں بھولے سے بھی گمان نہ کر سکتا تھا۔ کہ ولیٹرا نے یہ جگہ میرے حق میں تکلیف و صعوبت پیدا کرنے کے لئے تجویز کی ہوگی۔ پس میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ممکن ہے اس خطرناک مقام کی قید جہاں بیٹھنے کو ایک نہایت معمولی تپائی یا بیٹھنے کو پھوس کا بستر تک موجود نہ تھا کسی مصلحت نامعلوم سے میرے حق میں فائدہ بخش ثابت ہو۔

یہ حوصلہ افزا خیالات تھے جو اس کے غلبہ اولین کے بعد میرے دل میں پیدا ہوئے اور میں ٹھیک اس آدمی کی طرح جو موج دریا کے ساتھ بہتا ہوا تنکے کو پکڑنا ہی کافی سمجھتا ہے ان کا سہارا لئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کے باوجود میں تسلیم کرنے پر مجبور ہوں کہ یاس کے گھٹا گور بادلوں میں چھپی ہوئی امید کی یہ شعاع اتنی ہی پھیکی اور بے نور تھی جتنی وہ مدھم روشنی جو تابدان سے داخل ہو کر میرے کمرہ کی سیاہی کو قطع کرنے کے عوض اس کو زیادہ واضح کر رہی تھی میرے لئے اس حقیقت کو نظر انداز کرنا محال و غیر ممکن تھا۔ کہ میری زندگی حقیقی معنوں میں تا عنکبوت کے ساتھ بندھی ہے فرض کیجئے اینجلو لیٹرا کو اپنے سوچے ہوئے اندازوں میں ناکامی ہو یا کسی طرح کا شبہ اس کے برخلاف فلپو کے دل میں پیدا ہو جائے یا اگر کوا و برٹی بھی اس وقت سے پیشتر کہ اینجلو لیٹرا اپنی سوچی ہوئی تدبیروں کو پختہ کر سکے ہوش میں آ جائے تو اس کی اور میرے بچاؤ کا کیا امکان تھا؟ ایک ہزار ایک دلیلیں میرے برخلاف تھیں صرف ایک میرے حق میں۔ اور گو وہ ایک بھی اس سے زیادہ روشن نہ تھی جتنی چاند کی پھیکی چاندنی جو میرے کمرہ میں داخل ہو کر اجالا کرنے کی کوشش کرتی تھی تاہم یہ امید دل میں بندھی تھی۔ کہ اس خدائے قادر و کریم سے کوئی بات بعید نہیں کیا تعجب وہ اس پھیکی روشنی میں ہی خورشید عالم تاب کی وہ تیز چمک پیدا کر دے جو دوپہر کو نصف النہار سے اتر کر سارے عالم میں نور پھیلاتی ہے۔

خیر وقت گذرتا گیا۔ صبح کاذب کی پھیکی روشنی میرے کمرہ میں داخل ہونی شروع ہوئی لیکن میں بدستور اسی دروازہ سے پیٹھ لگائے کھڑا تھا تھکن غالب تھی لیکن ٹھنڈے فرش پر بیٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اس کے باوجود قدرت بے رحم ہے اور اس کے قانون کبھی ٹل نہیں سکتے نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے

اس حالت میں کھڑے کھڑے تھک کر تا چار اس ٹھنڈے فرش پر بیٹھنے کے لئے مجبور ہونا پڑا مگر ایسا کرتے ہوئے جب میرا ہاتھ فرش زمین پر رکھا ہوا تھا تو ایک پتھر میرے ہاتھ کے نیچے کسی قدر ہلتا معلوم ہوا۔ رفع شک کے لئے میں نے پھر اس کو ہلایا۔ وہ بے شک حرکت کرتا تھا۔ معلوم ہوا وہ باقی پتھروں کے مقابلہ میں ڈھیلا ہے۔ قید کی حالت میں کوئی نہایت بے حقیقت بات بھی انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کوئی خفیف سے خفیف واقعہ بھی اس کے سینہ میں ذریعہ فرار کی امید پیدا کر دیتا ہے۔ پھر جب اس کے ساتھ اس خیال کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ کہ یہ ایک بہت پرانی عمارت اوقات گذشتہ کے پہاڑی قلعوں کی یادگار تھی تو اس طرح کے خیالات کا دل میں پیدا ہونا غیر ممکن نہیں ہو سکتا کہ شاید اس میں جو در دروازے اور خفیہ زینے بنے ہوں اور میرے لئے ان میں سے کسی کی راہ سے باہر نکلجانا ممکن ہو کم از کم میری حالت میں اس بے حقیقت واقعہ نے حالت یاس میں بھی ایک نئی ہمت پیدا کر دی۔

پھر ایک بار میں نے پتھر کو جنبش دی اور اب کی بار یہ معلوم کرنے کی خاص کوشش کی کہ پتھر کے ہلنے کا علل حقیقی ہے یا میرا بوش میں آیا ہوا وہم۔ پہلی ہی بار ایسا سمجھتا ہے رسے پہلے میں نے اس پتھر کے چاروں طرف انگلی پھیر کر اس کا طول و عرض معلوم کیا جو دو اور ڈیڑھ فٹ کے قریب تھا۔ پھر جب اس کی حرکت ذی توثابت ہو گیا کہ وہ بیشک ہلتا ہے یعنی دوسرے پتھروں کی طرح جما ہوا نہیں۔ مجھے اس کام سے اتنی دلچسپی ہو گئی کہ باری باری میں نے فرش کے باقی پتھروں کو بھی ہلا کر دیکھا۔ لیکن وہ سب کے سب اسقدر مضبوطی کے ساتھ جمے ہوئے تھے گویا اس ٹکڑے کے سوا سارا فرش ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہو۔ چھت کے تابدان سے جو روشنی داخل ہوتی تھی وہ اتنی مدھم اور پھیکی تھی کہ اس سے مجھے اپنی تحقیقات میں کسی طرح کی امداد نہ مل سکتی تھی تو بھی بیان کیے میں ہی اپنی

کوشش جاری رکھنا چاہتا تھا چونکہ ڈاکوؤں نے گرفتاری کے وقت میری جامہ تلاشی نہ لی تھی اس لئے ایک چاقو میرے پاس تھا معلوم ہوتا ہے جوش انتقام میں غارت گری کا خیال ڈاکوؤں کے ذہن سے عارضی طور پر خارج ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے کوئی چیز میری جیب سے نہ نکالی تھی۔ چنانچہ اب وہی چاقو ہاتھ میں لے کر میں نے پتھر کا کونا اوپر اٹھانے کی کوشش شروع کی اور گو ابتدا میں ناکامی ہوئی تاہم رفتہ رفتہ قریباً دس منٹ کے عرصہ میں میں اس کو پوری طرح ہلانے میں کامیاب ہو گیا اسوقت پتھر کو ہٹانے کے بعد جس فکر و تشویش اور امید و بیم کی حالت میں میں نے اس کے نیچے ہاتھ ڈالا اس کا اندازہ میرے خیال میں اس داستان کے پڑھنے والے بخوبی کر سکتے ہیں لیکن اگر میرا خیال تھا کہ اس پتھر کے نیچے کوئی خفیہ زینہ یا کوئی اس طرح کی پر پیچ کمانی موجود ہوگی جس کی مدد سے کسی چور دروازہ کو کھولنا ممکن ہوگا۔ تو مجھے اس اندازہ میں بہت مایوسی ہوئی کیونکہ کاغذات کے ایک چھوٹے سے بنڈل کے سوا جو اس رخنہ میں چھپا ہوا پڑا تھا۔ اور کوئی چیز میرے ہاتھ نہ آئی اور جب اس کے بعد میں نے اپنے ہاتھ سے چاروں طرف ٹٹولا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ پتھر کے نیچے جو خالی جگہ ہے اس میں صرف ایک چھوٹا سا ٹین کا صندوق اندر لگا ہوا ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

قدرتی طور پر سب سے پہلا احساس جو مجھ کو ہوا مایوسی کا تھا۔ مگر اس کے فوراً بعد ایک عجیب طرح کی برقی لہر مجھے اپنے بدن کے ہر حصہ میں پھرتی محسوس ہوئی۔ ایک بالکل ہی نیا خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ جو یہ تھا کہ ان کاغذات کا اس قدر احتیاط کے ساتھ چھپایا جانا اور زمین کی تہ میں دفن ہونا کیا معنی رکھ سکتا ہے؟ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ یہی وہ سرکاری دستاویزات ہوں۔

جنہیں مارکو اوبرٹی فلارنس کے شاہی محلات سے لے کر آیا تھا جو اس وقت تک اس کی سلامتی اور حفاظت کا ذریعہ ثابت ہوئی تھیں؟ کوئی غیبی آواز کہتے سنائی دی۔ کہ بے شک یہ خیال صحیح ہے۔ لیکن ساتھ ہی سوچ آئی کہ یہ بیش قیمت کاغذات اگر میرے ہاتھ آ بھی گئے تو کیا؟ اپنی موجودہ حراست میں وہ کسی طرح میرے کارآمد نہ ہو سکتے تھے۔ کوئی غیبی صورت اس ہولناک قید خانہ سے میرے بچاؤ کی پیدا ہو جائے تو اسی صورت میں وہ میرے لئے فائدہ مند ہو سکتے تھے۔ لیکن بچاؤ کی صورت کیا تھی؟ علاوہ بریں میرے لئے غیر ممکن تھا۔ کہ ان کو اپنے کپڑوں میں چھپا لیا اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتا۔ کیونکر خیال تھا۔ اگر ان کاغذات کی موجودگی کا علم کسی طریقہ پر ڈاکوؤں کو ہو گیا۔ تو میرے برخلاف ان کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھ جائے گا۔ میرے بچاؤ کی صورت تو اب بھی ممکن نظر آتی تھی۔ لیکن اگر یہ کاغذات میرے پاس پائے گئے تو پھر خدا کو ہی بہتر معلوم تھا کہ وہ لوگ مجھ پر کیا کیا سختیاں کریں گے۔

ساری باتیں سوچکر میں نے وہ پلندہ جوں کا توں اس پتھر کے نیچے اسی مقام پر رکھ دیا۔

لیکن میں بمشکل اس عمل سے فارغ ہوا تھا۔ کہ دروازہ کھلا اور اس سے پہلے کہ میں آنے والے کی نسبت کوئی اندازہ قایم کر سکتا ایک پہچانی ہوئی آواز دبے لہجہ میں یہ کہتے سنائی دی۔

"میرے عزیز دوست خاموش میں تمہاری مدد کے لئے آیا ہوں"

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ اینجلو لیٹرا کی آواز تھی!

"اوہ خدا کا شکر ہے... خدا کا سو ہزار شکر ہے کہ آپ آ گئے" میں نے ہیجانہ

کہا۔

"چپ خاموش! یہ وقت جوش ظاہر کرنے کا نہیں ہے"۔ ولیٹرا نے کہا۔

"لیکن مجھے خدا کا شکریہ ادا کر لینے دیجئے" میں نے اینجلو کی موجودگی سے حوصلہ پا کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس کے پاس نہ سہی تھی نہ لالٹین۔ اندھیرے میں ہی ہمارے ہاتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور میں نے اپنے ہاتھوں کے دباؤ کے ذریعہ سے الفاظ سے بھی زیادہ مؤثر طریقہ پر اس کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ میں اس کی عنائت آمیز توجہ کا کس قدر ممنون ہوں"

"سب سے پہلے میں اپنی خود غرضی کی معافی مانگ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میری آلیو یا کا کیا حال ہے؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔

"اطمینان فرمائیے۔ کہ وہ آپ کو نیک و عزت دار تصور کرتی ہے" میں نے جواب دیا "اور وہ خط جو آپ نے ڈیکو مانو کے مقام پر مجھے بھیجا تھا اس کے پاس ہے"

اب اس نے میرا ہاتھ دبا کر شکر گذاری کا اظہار کیا پھر جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "جو ذرا الفاظ نہیں ملتے جن میں تمہاری اس عنایت کا شکریہ ادا کروں اور بے شک جس طرح ممکن ہوگا۔ میں تم کو بچاؤں گا۔ یا اس کوشش میں اپنی جان سے گذر جاؤں گا"

"لیکن یہ بتلائیے۔ کیا میرے بچاؤ کی واقعی کوئی امید ہے؟" میں نے پرشوق لہجہ میں پوچھا گو جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ یہ پوچھتے ہوئے میرا دل بڑے زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔

"بے شک میں تم کو بچاؤں گا۔ مگر دوسری بار کہتا ہوں۔ کہ یہ وقت جوش میں

آنے کا نہیں ہے"

"تاہم صاف صاف کہئے۔ کیا کوئی امید میرے بچاؤ کی باقی ہے؟"

"ہاں امید بے شک ہے" اس نے جواب دیا "مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اسے کان لگا کر سنو تھوڑا عرصہ پیشتر جب بدکردار ڈورچسٹر تمہاری گرفتاری کی خبر لیکر آیا تو مارکو اوبرٹی بہت سی شراب پی چکا تھا اس وقت پہلا خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا یہ تھا۔ کہ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤں اور تمہیں قید سے رہا کر دوں لیکن پھر یہ اندیشہ دامنگیر ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو ان لوگوں کے دلوں میں میرے برخلاف شبہ پیدا ہو جائے۔ اس لئے رک جانا پڑا گو خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ ایسا کرتے ہوئے مجھے اپنی سلامتی کا چنداں خیال نہ تھا جس بات نے مجھے روکا یہ تھی کہ میرے برخلاف شبہ پیدا ہونے کی صورت میں ایک مدعائے خاص مجھ کو عزیز ہے... جو مجھ کو آلیویا کی محبت اور تمہاری دوستی سے بھی بڑھ کر عزیز ہے تم محسوس ہوتا نظر آتا تھا۔ حالت مجبوری میں مجھ کو انتہائی حزم و احتیاط سے کام لینا پڑا۔ یہ میں اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اگر اوبرٹی کو ذرا سا ہوش بھی باقی رہا تو پھر تمہاری زندگی کسی طرح بچ نہ بچے گی۔ کیونکہ جیسے ہی یہ لوگ تم کو پکڑ کر اس کے روبرو لائیں گے وہ فوراً تمہارے برخلاف حکم صادر کر دے گا اور اسی وقت سزائے موت عمل میں لائی جائے گی سارے پہلو سوچکر یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ جس طرح ممکن ہو اس کو مدہوش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ ایک ایسا کام تھا جس سے مجھے طبعی نفرت تھی لیکن بحالت مجبوری کرنا پڑا خیر یہ وقت اس ذکر کو تازہ کرنے کا نہیں ہے مختصر یہ کہ میں نے ایک بسیار نوش شرابی کا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا اور اوبرٹی کو بھر بھر کے جام پلاتا رہا حتیٰ کہ وہ اتنا مدہوش ہو گیا۔ کہ

گردونواح کے حالات کو بالکل نہ سمجھ سکتا تھا۔ اس میں تمہاری سلامتی تھی۔"

"صاحب کتنی بڑی عنایت آپ نے مجھ پر کی کہ میری خاطر اپنے احساس استکراہ کو دبا کر بھی یہ کام جاری رکھا۔" میں نے دلی ممنونیت کے لہجہ میں کہا۔

"تاہم سنو۔" اینجلو ولیٹرا نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "یاد ہوگا۔ تھوڑی دیر پیشتر ایک رندانہ گیت گاتے ہوئے میں نے فلپو سے کچھ کہا تھا۔ دراصل میں نے اسپر ظاہر کیا تھا۔ کہ مجھے تم سے اتنی ہی نفرت ہے۔ مٹنی باقی ڈاکوؤں کو پس میں نے اس سے کہا کہ اس کو لے جاکر سردار کے کمرہ خواب کی پچھلی کوٹھڑی میں بند کر دو۔ تاکہ یہ کہیں بچکر نہ جاسکے اس میں بہتری یہ تھی۔ کہ اس جگہ بند کرنے کے بعد مزید کسی پہرہ دار کو متعین کرنا غیر ضروری تھا۔ پھر دوسری بات یہ بھی تھی۔ کہ میں وقت ضرورت پر اس کمرہ کی کنجی بے ہوش مارکو اوبرٹی کی جیب سے آسانی نکال سکتا تھا۔ اسی لئے میں نے فلپو کو تاکید کر دی تھی۔ کہ وہ تم کو اس کوٹھڑی میں بند کرنے کے بعد کنجی دوبارہ مارکو اوبرٹی کی جیب میں رکھ دے۔ چنانچہ اسوقت سب ڈاکو پڑے سوتے ہیں صرف ایک پہرہ دار شاید بیدار ہو۔ خیمہ میں باہر جاکر دیکھتا ہوں کہ میدان صاف ہے۔ یا نہیں اس کے بعد واپس آکر تمہاری رہائی کی ترکیب ممکن ہوگی کروں گا۔"

"لیکن ٹھیریئے" میں نے ایک فوری خیال کے زیر اثر کہا۔ "اپنی سلامتی کی فکر کرتے ہوئے مجھے آپ کی حفاظت کے خیال سے غافل نہ ہونا چاہیئے کیا مجھ کو بچانے کی صورت میں کسی طرح کا شبہ آپ کے برخلاف پیدا نہ ہوگا؟"

"نہیں یہ غیر ممکن ہے" ولیٹرا نے جواب دیا۔ "تم کو یہاں سے نکال میں پھلاسی کمرہ میں چلا جاؤں گا۔ اور کنجی اوبرٹی کی جیب میں ڈال کر اس طرح فرش زمین

پریٹ جاؤں گا۔ گویا باقی ڈاکوؤں کی طرح میں بھی نشہ سے مخمور ہوں بالفرض مجھے نیند نہ آئی تو بھی میں سونے کا بہانہ کرتا رہوں گا۔ اور چونکہ سب سے پیچھے اٹھوں گا اس لئے کسی کو میرے برخلاف شبہ پیدا نہ ہوگا"

"اوہ سینیور ولیٹرا" میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "کب تک کتنے عرصہ کے بعد آپ ان خوفناک لوگوں کی صحبت ترک کرنے کے قابل ہوں گے جن کے بارہ میں مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ آپ بخوشی ان کے پاس نہیں رہتے بلکہ محض حالات کی مجبوری سے ایسا کرتے ہیں"

صبح کی پھیکی روشنی اب باہر والے کمرہ میں اور اس کی راہ سے اس اندرونی حجرہ میں بھی جس میں ہم کھڑے تھے قدرے قلیل اجالا کرنے لگی تھی۔ اس روشنی میں میں نے دیکھا۔ کہ سینیور ولیٹرا کے چہرہ پر گہری سنجیدگی کے آثار نمودار تھے "میرے عزیز دوست" اس نے کہنا شروع کیا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اس کا لہجہ بھی اسکے چہرہ کی طرح سنجیدگی کا اثر لئے ہوا تھا۔ "میں نے ایک بہت بھاری فرض اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اور میں اپنے جی میں اس بات کا عہد مصمم کر چکا ہوں۔ کہ یا تو اس فرض کو پورا کروں گا یا اس کوشش میں اپنی جان دے دوں گا۔ لیکن خواہ کچھ ہو اس عہد سے جو میں نے کیا ہے۔ کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا۔ اس کا بے شک مجھ کو یقین ہے۔ کہ جلدی یا دیر میں ضرور مجھے کامیابی حاصل ہوگی۔ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ راز جس کی مجھ کو تلاش ہے صرف مارکو اوبرٹی کو معلوم ہے اور وہ اسے کسی حالت میں بھی ظاہر کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود میں ایسا آدمی نہیں ہوں۔ کہ ناکامیوں سے ہمت ہار دوں کوئی وقت آئیگا جب میں وہ راز کسی نہ کسی طریقہ پر معلوم کر لوں گا۔ اس کے علاوہ جب مارکو اوبرٹی کا ایک قیمتی راز مجھ کو معلوم ہو چکا ۔ ۔ ۔ تو غیر ممکن ہے۔ کہ دوسرا

نہ ہو۔ ٹھیرو میں اس راز کی اہمیت تم پر ظاہر کرتا ہوں اس سے یہ بھی واضح ہو جائیگا۔ کہ کس لئے مارکو اوبرٹی اس کمرہ کی کنجی ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے"

یہ کہتے ہوئے اینجلو ولیٹرا نے ایک جانب دیوار میں لگے ہوئے پتھر کو خاص طریقہ سے دبایا۔ آن واحد میں وہ پتھر کسی گھومنے والے دروازہ کی طرح ایک طرف کو کھل گیا۔ اور اندر ایک چھوٹا سا شگاف نمودار ہوا۔ شروع میں تو میں اندھیرے کی وجہ سے کچھ نہ دیکھ سکا۔ لیکن جب ولیٹرا نے میرا ہاتھ پکڑ کر اس شگاف کے اندر ڈالا تو ہتھیلیوں کے مس سے تیز اس دلکش چمکارے سے جو آدمی کے کانوں کو سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔ میں نے فوراً معلوم کر لیا کہ اس مقام پر مارکو اوبرٹی کا خزانہ سنہرے سکوں کی صورت میں جمع ہے اور اب رفتہ رفتہ میری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے خوگر ہو گئیں تو یہ بھی میں نے دیکھا۔ کہ اشرفیوں کے لاتعداد ڈھیر اس شگاف کے اندر جمع تھے!

"یہ مارکو اوبرٹی کی سالہا سال کی کمائی ہے" اینجلو ولیٹرا نے میرے چہرہ پر حیرت کے آثار دیکھ کر کہا پھر اس چور دروازہ کو دوبارہ بند کرتے ہوئے وہ سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا "بارہا اوبرٹی نے اس طریق زندگی کو چھوڑ کر کسی دور افتادہ ملک میں چلے جانے اور اس کمائی پر عیش و آرام کی زندگی گذارنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ لیکن پھر کسی نہ کسی وجہ سے وہ ہر بار اس کو ملتوی کرتا رہا ہے ممکن ہے اس کی رائے میں ابھی اتنی دولت جمع نہ ہوئی ہو جتنی کی اس کو خواہش ہے یا اس طریق زندگی سے اتنی گہری دلچسپی اس کو ہو۔ کہ وہ اسے ترک نہ کرنا چاہتا ہو۔ لیکن صحیح وجہ خواہ کچھ ہو۔ وہ فی الحال یہیں ٹھیرا ہوا ہے تاہم آؤ یہ قیمتی وقت باتوں میں ضائع کرنا واجب نہیں"

"آہ! میں نے ایک فوری خیال کے زیر اثر کہا "آپ نے جو بھید مجھ پر ظاہر کیا ہے خوب ہے مگر آپ کی آمد سے پیشتر میں ایک ایسا ہی عجیب بھید اور بھی اس کمرہ کے اندر معلوم کر چکا ہوں"

"وہ کیا؟ وہ کیا؟" ولیٹر نے پرشوق لہجہ میں پوچھا۔

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض اتفاقی حالات نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ اسی کمرہ کے اندر ایک ایسا ہی خفیہ مقام ہے..."

"کہاں کس جگہ؟" ولیٹر نے سخت بے تابی کے لہجہ میں پوچھا۔

"اس پتھر کے نیچے بعض کاغذات دفن ہیں..."

"کاغذات!" ولیٹر نے ضبط کی کوشش ہاتھ سے دیکر وحشیانہ خوشی کے لہجہ میں کہا۔ "کیا واقعی؟... اوہ میرے خدا کاش ایسا ہو!"

ایک لحظہ کی تاخیر کے بغیر میں نے چاقو ہاتھ میں لے لیا اور ہم دونوں نے ملکر اس پتھر کو دوبارہ اٹھایا اس اثنا میں ایک دفعہ میرا ہاتھ اینجلو کے ہاتھ سے لگا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ سخت جوش کی حالت میں کانپ رہا تھا۔ اور اس کا سانس بھی تیز چلتا تھا۔ اس نے غیر معمولی اشتیاق سے وہ کاغذ نکالے پھر دوڑا دوڑا باہر والے کمرہ کی کھڑکی پاس گیا بس ایک نظر دیکھنا کافی تھا۔ کیونکہ فوراً ہی واپس آکر اس طرح مجھ سے بغلگیر ہوا گویا مدت کے بچھڑے ہوئے دو بھائی تھے۔

"آہ میرے پیارے... جان سے پیارے دوست" اس نے جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا "تم نہیں جانتے ہو... تم نہیں جان سکتے ہو کہ تمہاری اس دریافت نے کتنی بڑی خوشی میرے دل میں پیدا کی ہے بس اب میرا کام پورا ہو گیا۔ وہ بھید جس کی مجھ کو تلاش تھی معلوم ہو چکا۔ اب میں بھی تمہارے ساتھ

ہی یہاں سے چلوں گا"

کچھ اس طرح کا شبہ میرے اپنے دل میں بھی پیدا ہوا تھا۔ مگر اب اینجلو کے بیان سے پوری تصدیق ہو گئی۔ کہ وہ ان دستاویزات کی تلاش میں ہی ڈاکوؤں کے پاس ٹھیرا ہوا تھا۔

"خدا کا ہزار ہزار شکر ہے" پھر ایک بار اس نے کہا "جس نے محض اس مدعا کو پورا کرنے کے لئے جو مجھ کو درپیش تھا۔ تم کو دوبارہ ڈاکوؤں کی گرفت میں ڈالا اس قادر مطلق کے طریقے بے شک فہم انسانی سے بعید ہیں"۔

حالت جوش میں اس نے دونوں ہاتھ دعا کے انداز سے جوڑ لئے اس کے بعد کاغذات کو جیب میں ڈال کر کہنے لگا میں ایک نظر باہر جا کر دیکھ لوں کہ سب لوگ پڑے سوتے ہیں۔ اس کے بعد ہم یہاں سے چلیں گے"

اور حسب احتیاط اس نے دروازہ کو باہر سے دوبارہ بند اور مقفل کر دیا اور میں نے بھی فرشی پتھر کو اس کے مقام پر لگا دیا۔ دس منٹ گذر گئے گو فکر و تشویش کی حالت میں یہ قلیل عرصہ مجھ کو دس سال کے برابر لمبا معلوم ہوا سخت پریشانی کے عالم میں سوچتا تھا۔ کہ اگر ڈاکوؤں میں سے کسی کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو گیا تو کیا ہو گا؟ بالفرض ان لوگوں کو اس کے برخلاف شبہ پیدا ہو گیا تو ان بدمعاشوں کی گرفت سے زندہ نکلنے کی میرے لئے کیا صورت ممکن تھی؟

بڑی دیر کے بعد مجھے اس کے واپس آتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی کنجی دوبارہ قفل میں گھومی دروازہ کھلا اور وہ سیڑھی داخل ہوا۔ اب اس نے ایک لمبی تلوار اور دو بھرے ہوئے پستول اپنی پیٹی میں لگا رکھے تھے۔ اور ایک تمنچہ اور دو پستول فالتو اس کے پاس تھے جن کو بظاہر میرے لئے لایا تھا۔

"بجز ان چیزوں کو اپنے پاس رکھو" اس نے کہا۔ کیونکہ گو حالات ہمارے حق میں ہیں تاہم اس سانپ کی طرح جو کسی جھاڑی کی پشت پر کنڈلی مارے بیٹھا ہو۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کب پھن اٹھائے گا ہم نہیں جانتے ان لوگوں میں سے کب کوئی بیدار ہو کر مقابلہ پر آمادہ ہو گا"

میں نے چیزیں باندھ کر تینوں چیزیں اس میں لگا لیں اور اس کے بعد کہا۔ "صاحب اطمینان رکھئے کہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے تیار ہوں اور اب آسانی ان لوگوں کے ہاتھ آنا منظور نہ کروں گا"

ہم نے اس طرح ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے گویا اس ذریعہ سے باہمی عہد و پیمان کی تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ اور اس کے بعد اکٹھے بچکر نکلنے یا جان دے دینے کا فیصلہ کر کے آگے بڑھے بے شک لاتعداد خطروں کا سامنا اس وقت ہمیں تھا۔ تاہم میں اپنے دل میں اس بات کا عہد مصمم کر چکا تھا۔ کہ چاہے کچھ ہو۔ میں یہاں سے نکلنے کی کوشش میں کسی خطرہ کی پروا نہ کروں گا۔ اسی حالت میں غلام گردش سے گذر کر ہم زینہ کے پاس پہنچے اور اس سے اترنے لگے۔

"اب پہلا کام یہ ہے کہ پہرہ دار کو قابو کریں"۔ ولیٹر نے کہا۔ "میں کسی آدمی کو ناحق جان سے مارنا نہیں چاہتا۔ خواہ وہ آدمی ان بدمعاشوں میں سے ایک ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ضرورت پیش آنے پر میں اس آڑے وقت میں خون ریزی سے بھی دریغ نہ کروں گا۔ تم ذرا سی دیر اسجگہ ٹھیرو۔ لیکن اس کا خیال رکھنا کہ اگر کسی آدمی کے سیڑھیوں سے اترنے کی آواز سنائی دے تو فوراً میرے پاس اصطبل کے پاس پہنچ جانا"

اتنا کہہ کر وہ رخصت ہو گیا۔ اور میں سیڑھیوں کے نیچے برآمدہ میں کھڑا

ہوگا انتظار کرنے لگا۔ مخفی نہ رہے۔ کہ یہی وہ برآمدہ تھا جس کے پہلو میں بنی ہوئی کوٹھڑی میں اس یادگار رات کو جب پہلی مرتبہ مجھے ان ڈاکوؤں کا نیا رخ معلوم ہوا۔ آلیویا سیکولی کو قید کر کے رکھا گیا تھا۔ ولیٹرا عمارت کے اس حصہ کی طرف گیا۔ جہاں پہرہ دار کھڑا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ موڑ کے دوسری جانب اس مقام تک پہنچتا جہاں پہرہ دار متعین رہا کرتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ آخر الذکر اپنی بھاری توڑے دار بندوق شانہ پر رکھے خوب طرح مسلح موڑ سے گھوم کر اس کی طرف آتا ہے۔ میں جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو وہ مجھے دیکھ لے گو جس مقام پر میں کھڑا تھا۔ وہاں سے باہر کا حال بخوبی نظر آتا تھا ولیٹرا کو مسلح دیکھ کر پہرہ دار کو کسی طرح کی حیرت نہ ہوئی۔ کیونکہ سبھی ڈاکو عموماً ہر وقت ہتھیار بند رہتے تھے۔ اور وہ اس کو اپنی ہی جماعت کا ایک آدمی سمجھے ہوئے تھا۔ اس کو سامنے سے آتا دیکھ کر ولیٹرا اس طرح کھڑا ہو گیا۔ گویا اس سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے بعد آن واحد میں یعنی اسقدر تیزی کے ساتھ جس سے آنکھ جھپکا کرتی ہے اس نے بندوق پہرہ دار کے ہاتھ سے چھین لی اور اسے اس زور کا گھونسہ مار کر بے ہوش کر دیا وہ بدنصیب کٹے ہوئے درخت کی طرح گرا اور بے ہوش و بے حرکت فرش زمین پر پڑا رہا عین اس وقت کسی کے سیڑھیوں سے اترنے کی آواز مجھ کو سنائی دی۔

ولیٹرا کی دی ہوئی ہدایت اس وقت مجھے فوراً یاد آئی۔ اس نے کہا تھا۔ کہ اس طرح کی حالت میں سیدھا میرے پاس آ جانا۔ لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ بات غالباً اس نے اس وقت کے لئے کہی تھی کہ اس کے اور پہرہ دار کے درمیان موڑ کے دوسری جانب جدوجہد ہو۔ اور اس طرح اوپر سے اترنے

والا آدمی فوراً ہی اس نظارے کو نہ دیکھ سکے۔ حالانکہ موجودہ صورت میں سارا واقعہ نظروں کے سامنے درپیش تھا۔ اور جو شخص سیڑھیوں سے اتر رہا تھا وہ فوراً ہی باہر آکر دیکھ سکتا تھا۔ کہ معاملات کی کیا حالت ہے۔ وہ آدمی سیڑھیوں سے اُترتے ہی فوراً معلوم کرے گا۔ کہ ضرور دال میں کالا ہے۔ پہرہ دار کی بیہوش صورت اس کی نظروں کے سامنے ہوگی۔ اور وہ ایک دم شور مچانا شروع کر دیگا۔ اس حالت میں اگر میں دوڑا دوڑا گیا بھی اور ولیٹر کو خبردار بھی کر دیا تو اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ صفور کی آواز سنکر بے شمار ڈاکو جمع ہو جائیں گے اور ہمارے لئے کرتے دھرتے کچھ بن نہ پڑے گی۔ میں نے آواز سے معلوم کیا کہ ایک ہی آدمی سیڑھیوں سے اتر رہا ہے۔ خطرہ عظیم تھا۔ اور میں فوراً ہی اس بارہ میں کوئی رائے قائم نہ کر سکا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ لیکن تاخیر کا موقعہ بھی نہ تھا۔ آن واحد میں سارے پہلو سوچکر میں نے یہی بہتر سمجھا۔ کہ آنے والے شخص کو رستہ ہی میں روکنا چاہیئے۔ اس فیصلہ پر پہنچکر میں دیوار کے سایہ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اور نیام میں پڑی ہوئی تلوار اس طرح ہاتھ میں لے لی کہ اس کا بھاری دستہ مضبوط لاٹھی کا کام دے سکتا تھا۔ اس کے بعد جیسے ہی اس آدمی کا پاؤں نچلی سیڑھی ختم کر کے برآمدہ میں اترتا دکھائی دیا میں نے فوراً اس کے سر پر وار کر دیا۔ ایک مدھی کراہٹ کے ساتھ وہ وہیں سیڑھیوں کے نیچے بے ہوش ہو کر گر پڑا دیکھا تو فلپو تھا۔ جھٹ اس کی چھاتی پر گھٹنہ ٹیک کر میں نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھا۔ مگر یہ ساری احتیاطیں بے ضرورت تھیں۔ کیونکہ وہ بالکل بے ہوش تھا۔ گو مجھے یہ دیکھ اطمینان ہو گیا کہ وہ مرا نہ تھا۔

اتنے میں ولیٹر نے جس کی نظروں کے سامنے یہ سارا واقعہ پیش آیا تھا

مجھ کو اشارہ سے سمجھایا۔ کہ میری طرح تم بھی اس شخص کو گھسیٹ کر اصطبل کی طرف لے آؤ میں نے فوراً فتیل کی دونوں آدمی بے ہوش تھے۔ ہم انہیں گھسیٹتے ہوئے اصطبل کے پاس لے گئے اسوقت ولیٹرا نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ شاباش میرے عزیز دوست! تم نے اس موقع پر بڑی ہمت اور جرأت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر آؤ تاخیر کا موقع نہیں جسقدر جلد ممکن ہو اب یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیئے"۔

ایک لحظہ تک ضائع کئے بغیر ہمنے دو گھوڑوں پر کاٹھیاں ڈالیں مگر اس دوران میں احتیاط کے ساتھ چاروں طرف دیکھتے رہے۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی دوسرا آدمی سر پر آجائے یا انہی میں سے کوئی ایک ہوش میں آکر شور مچانا شروع کر دے لیکن خیر گذری کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا۔ آخر جب ہم گھوڑوں پر زین کس چکے اور ان پر سوار ہونے کے لئے ایک طرف کو جا رہے تھے تو عین دم آخر میں پستول کی پرشور آواز رات کے سناٹے کو قطع کرتی سنائی دی۔ گولی میری ٹوپی میں آکر لگی۔ اور وہ میرے سر سے نیچے گر پڑی۔ ایک ثانیہ کے وقفہ سے گولی دوبارہ چلی۔ لیکن حسن اتفاق سے دونوں نشانے خطا گئے۔ اور ہم میں سے کسی کو ضرب نہ آئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو فلپو بندھی ہوئی حالت میں کسی قدر اونچا اٹھا ہوا گولیاں چلا رہا تھا۔ بلکہ جس وقت ہم نے دیکھا سیدھا کھڑا ہونے اور تلوار نکالنے کی کوشش کرتا تھا۔ خیر ہم نے فوراً اس کو دوبارہ مغلوب کیا اور ولیٹرا کے ایک وار نے اسے بالکل بے ہوش کر دیا اس اثنا میں پہرہ دار بیخبر پڑا تھا پس ہم دوبارہ اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے باہر نکلے۔

لیکن کھلے میدان میں پہنچے ہی تھے۔ کہ کیا دیکھتے ہیں خود مارکو اوبرٹی نشہ شراب میں چور لڑکھڑاتا ہماری طرف کو چلا آتا ہے!

ہمنے بے تابانہ اس کی طرف دیکھا مگر یہ جان کر گہرا اطمینان ہوا۔ کہ وہ اس وقت اکیلا تھا۔ ایک ثانیہ کے اندر ہم دونوں میں آنکھوں ہی آنکھوں میں گفتگو ہوئی۔ ایک ہی وقت میں ایک ہی خیال ہمارے دلوں میں پیدا ہو گیا۔ اتنے میں مارکو اور نشہ شراب میں بدمست ہمیں گھوڑے تھامے دیکھ کر چلتے چلتے ٹھیر گیا اور آنکھیں پھاڑ کر ہماری طرف دیکھنے لگا تھا۔ غالباً اپنی اس وقت کی حالت میں وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ کہ یہ تیاری کیا معنی رکھتی ہے مگر ہم نے اسے سوچنے کی مہلت نہ دی جھٹ حملہ کر کے فرش زمین پر گرا یا۔ میں نے اپنا رومال اس کے منہ میں ٹھونسا اور ولیٹرا نے دونوں ہاتھ پشت کی طرف باندھے۔ پھر مل کر اُسے اُٹھایا اور ولیٹرا کے قوی ہیکل گھوڑے پر آگے کی طرف بٹھا دیا خود ولیٹرا اس کے پیچھے سوار ہوا اور جب میں بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ چکا۔ تو ہم نے بغیر کسی مزید تامل کے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی۔ رخصت ہونے سے پیشتر ایک بار ہم نے گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالی۔ لیکن میدان صاف تھا۔ پھر ہم نے گھوڑوں کو سرپٹ ڈال دیا۔

اسوقت کی خوشی جو ہمارے دلوں میں تھی کون اندازہ کر سکتا ہے۔

باب ۱۰۲

ولیٹرا کا راز

تھوڑی دیر کے لئے کچھ اس طرح کی حالت مارکو اور بی پر طاری رہی۔ گویا اس کے حواس بالکل جواب دے گئے تھے۔ شراب کی بے ہوشی سے ملی ہوئی حیرت و سراسیمگی نے اس کو حالات کی اہمیت سمجھنے کے بالکل ناقابل بنا دیا۔ علاوہ ازیں

جس بے بسی کی حالت میں وہ اسوقت تھا اس نے بھی اس کے بیکار دماغ کو زیادہ کند کر دیا۔ ولیٹرا کا گھوڑا جیسا پیشتر لکھا جا چکا ہے بہت مضبوط اور قوی ہیکل تھا۔ اس لئے وہ دو سواروں کا بوجھ آسانی سے اُٹھا سکا تو بھی دو شخصوں کا بوجھ غیر معین عرصہ کے لئے ایک حیوان سے اُٹھنا دقت طلب تھا۔ جلدی ہی واضح ہو گیا۔ کہ اس طرح کی حالت ہی ہمارا سفر بمشکل اس قسم کی تیزی رفتار اختیار کر سکے گا جس کی ضرورت تھی۔ قریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے اینجلو ولیٹرا کو رائے دی کہ وہ رومال چوڑا کو سردار کے منہ میں ٹھونسا ہوا نکال لینا چاہیئے تاکہ الیسانہ ہو وہ دم گھٹ کر مر جائے اور انصاف اپنے عمل سے محروم رہے ولیٹرا نے میری صلاح مان کر ایسا ہی کیا۔ اور اسوقت پہلی مرتبہ کئی لمبے سانس لینے کے بعد وہ شخص بولنے کے قابل ہوا۔ اینجلو نے اسے بڑی سختی سے ڈانٹا اور دھمکایا اور بعد ازاں مجھ کو بتایا۔ کہ اب یہ شخص اپنی بے بسی سے واقف ہو کر جان بخشی کیلئے منت سماجت کرنے لگا ہے اس اثنا میں ہمارے گھوڑے اس گاؤں کیطرف چل رہے تھے۔ جہاں پیشتر میں نے قیام کیا تھا۔ چنانچہ اس وقت کے بعد کہ وہ بولنے کے قابل ہوا۔ مارکو اوبریٹی نے کئی کئی طریقوں پر رحم کی التجائیں لیں اور معاف کئے جانے پر زور دیتا رہا۔

رفتہ رفتہ ہم گاؤں میں پہنچ گئے اسوقت جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے ہماری آمد سے اہل دیہ میں غیر معمولی سنسنی پھیل گئی۔ خصوصاً یہ معلوم کرنے کے بعد کہ اس بے بس تودہ کا نام ہی مارکو اوبریٹی ہے جو اب ہمارے قابو میں تھا گاؤں کے سب لوگ کیا مرد کیا عورتیں کیا بوڑھے اور کیا بچے گھروں سے تماشہ دیکھنے نکل آئے حتے کہ سرائے کے دروازہ پر خلقت کا ٹا ٹا لگ گیا۔ میں نے سرائے دار کو پہچان کر ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور سرائے کے نوکروں نے

ہماری بڑی پرجوش تعظیم کی وہ سب لوگ اس بات سے بے حد خوش تھے کہ ہم نے ایک ایسے موذی شخص کو گرفتار کیا اس کے تھوڑا عرصہ بعد گاؤں کا نمبردار بھی وہاں آ گیا۔ اور چونکہ ہر شخص کے جی کو یہ دھڑکا لگا ہوا تھا۔ کہ باقی ماندہ ڈاکو اپنے سردار کے پکڑے جانے کی خبر پا کر ضرور حملہ کریں گے۔ اس لئے جسقدر باشندے اس گاؤں کے تھے وہ سب مقابلہ کی تیاریاں کرنے لگے کسی نے کدال ہاتھ میں لے لی۔ کسی نے کلہاڑا اور کسی نے ڈانتی کو ہی کافی سمجھا۔ کچھ لوگ پرانی زنگ آلود تلواریں نکال لائے اور کچھ عہد گذشتہ کی یادگار بندوقوں کو مل کر صاف کرنے لگے غرض ہر طرف ہنگامہ برپا ہو گیا اس اثنا میں اوبرٹی کو جو اب غصہ اور جوش سے بے بس لیکن خاموش تھا ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ اور دو طاقت ور کسان اس کے دروازہ پر پہرہ دینے لگے۔ ہم نے سرائے دار کو ایک گاڑی تیار کرانے کا حکم دیا۔ اور آپ کھانا کھانے میں مشغول ہوئے۔ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ جو لذت اس وقت کھانے میں محسوس ہوئی اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئی تھی۔ ایک عجیب طرح کی خوشی میرے دل میں تھی نئے نئے ولولے سینہ میں پیدا ہو رہے تھے اب وہ سارے خطرے بھول گئے جن سے میں تھوڑی دیر پیشتر گذرا تھا۔ اوبرٹی کی گرفتاری نے اتنی خوشی دی کہ جیسی اس سے پیشتر کبھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ اس سے بھی زیادہ مسرت اس بات کی تھی کہ خدا نے اپنے ناقابل فہم طریقوں پر مجھ کو اس دریافت کا ذریعہ بنایا۔ جس کے باعث اینجلو ولیٹرا ان قابل نفرت ڈاکوؤں کی صحبت ترک کرنے کے قابل ہو گیا۔ جن کے پاس اس کو مجبوراً رہنا پڑتا تھا۔ ان حالات میں میں جسقدر خوش ہوتا کم تھا۔ خود ولیٹرا کو بھی کچھ کم خوشی نہ تھی اس نے اپنے منہ سے اس کا اقرار کیا اور میں نے دیکھا کہ اس کے خوشنما چہرہ پر بھی اس مسرت کے

آثار نمودار تھے جو اس کے دل میں موجود تھی۔

آخر کار جب گاڑی تیار ہو گئی تو مارکو اور برٹی کو بندھا بندھایا اس میں ڈال دیا گیا۔ اور میں اور ولیٹر ابدستور ہتھیار بند گاڑی میں سوار ہوئے اس حالت میں قیدی کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی تیسرے آدمی کی ضرورت نہ تھی جب گاڑی روانہ ہوئی تو گاؤں کے باشندوں نے نعرہ ہائے تحسین بلند کئے اور بہت زور سے تالیاں بجائیں۔

مارکو اور برٹی نے جب دیکھا۔ کہ سب منصوبے الٹ ہو گئے اور ہم اس کو حوالہ انصاف کرنے کا قصد مصمم کر چکے ہیں۔ تو بالکل چپ ہو گیا۔ لیکن اب تک اسے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ وہ قیمتی دستاویزات جو آج تک اس کی سلامتی کا ذریعہ بنی رہی تھیں ولیٹر اکے قبضہ میں آ چکی ہیں اس لئے غالباً اسکا خیال تھا۔ کہ پکڑا جانے کے باوجود میں اب بھی چھوٹ کر آجاؤنگا۔ اینجلو نے بھی اس سے اس بارہ میں ذکر کرنے کی حاجت نہ سمجھی اور مارکو اور برٹی آنکھیں بند کر کے پیچھے کی طرف جھک گیا خدا معلوم وہ سوتا تھا یا نیند کا بہانہ کر رہا تھا۔

"میرے عزیز دوست"۔ آخر کار اینجلو ولیٹرا نے کہنا شروع کیا "یقیناً تم ان حالات کو جاننے کے لئے بے تاب ہو گے جن میں مجھے ان بدکردار ڈاکوؤں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہونا پڑا یہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ میں ان کاغذات ہی کی تلاش میں تھا۔ جو بالآخر مجھے مل گئے اور جن کو خدا نے عجیب و غریب طریقہ پر میرے ہاتھوں تک پہنچایا۔ بے شک میرے ان ڈاکوؤں کے پاس رہنے کا سب سے بڑا مقصد ان کاغذات کی دستیابی ہی تھا۔ لیکن درحقیقت اس کے علاوہ ایک مدعا اور بھی اس سے اونچا اور رفیع مجھ کو درپیش تھا۔ جس کا حال میں نے الحال بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تمہارے علاوہ مجھے ان حالات کو اس خاتون کے روبرو بھی ظاہر کرنا ہے۔ جس کو برابر کا بلکہ یوں کہنا چاہیئے

کو تم سے بھی زیادہ ان حالات کے جاننے کا حق حاصل ہے ...“

”آپ کا فرمانا صحیح ہے۔ اور میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔“ میں نے اسپر جواب دیا۔ ”بے شک صحیح حالات سب سے پہلے اس خاتون کو معلوم ہونے چاہیں۔ جس سے آپ کو محبت ہے اور جو خود آپ پر جان فدا کرتی ہے۔“

”عزیز دوست!“ ولیٹرا نے جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”اس فیاضی کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ تم سے اپنی دوستی کا ثبوت میں فقط زبانی نہیں۔ بلکہ عملی طور پر دینے کی توفیق رکھتا ہوں مگر فی الحال مجھے سلسلہ داستان جاری رکھنا چاہیئے چونکہ یہ آدمی“ اس نے مارکو اوبرٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ”انگریزی نہیں سمجھ سکتا اس لئے ہم بے تکلف گفتگو کر سکتے ہیں گو! میرا اپنا خیال یہ ہے۔ کہ وہ اگر ہماری باتوں کو سمجھ بھی سکتا تو اس کی چنداں پروا نہ تھی۔“

اتنا کہہ کر اینجلو ولیٹرا دم لینے کے لئے ٹھیر گیا۔ اس کے بعد سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا۔

”کئی مہینے گذرے یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ جس طرح بھی ممکن ہو مارکو اوبرٹی سے یہ سرکاری دستاویزات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جن کے بارہ میں عام طور پر معلوم تھا کہ اس کے پاس ہیں اس کی واحد صورت یہی تھی کہ کوئی آدمی اس کی جماعت میں شریک ہو کر اس کے رازوں کا حصہ دار بنے اور رفتہ رفتہ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ وہ کاغذات کس جگہ رکھے ہیں ان پر قبضہ کرے یہ سوچکر میں نے اینجلو ولیٹرا کا فرضی نام اختیار کیا (کیونکہ مخفی تو رہے یہ میرا اصلی نام نہیں ہے) اور سیدھا مارکو اوبرٹی کے

پاس پہنچا۔ اس کو میں نے بتایا کہ میں انصاف سے بھاگا ہوا مجرم ہوں اور اگر آپ لوگ مجھے اپنے ساتھ شامل کرنا چاہیں تو جو خدمت میرے سپرد کی جائے گی اسے ایمانداری کے ساتھ ادا کرتا رہوں گا۔ یہ سب باتیں میں نے اس طریقہ پر اس سے کہیں کہ وہ ان کی صداقت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ یعنی اس کو میری نیک نیتی کا پورا یقین ہو گیا۔ لیکن ڈاکوؤں میں شامل ہوتے ہوئے بھی میں نے اپنی طرف ایک شرط عائد کی تھی اور وہ یہ کہ میں ان کے ساتھ شامل ہو کر لوٹ مار کرنے کی بجائے اوقات خاص میں ان شہروں کا دورہ کیا کروں گا۔ جو کوہستان کے اطراف میں واقع ہیں۔ اور ان شہروں کی سڑکوں میں جا کر نیز اور سڑکوں پر معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ کون کون سے مسافر کن اوقات پر کوہستان سے گذرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اس طریقہ پر ڈاکوؤں کو لوٹ مار کے کام میں مدد مل سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مارکو اوبرٹی کو پہلے سے ایک اس طرح سے ایک آدمی کی خدمات درکار تھیں اور چونکہ میں اپنی جامہ زیبی کی وجہ سے ہر طرح کے شبہات سے بالاتر سمجھا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے یہ خدمت مجھ سے لینا فوراً منظور کر لیا۔ تم خوب سمجھ سکتے ہو۔ کہ میں نے یہ شرط محض اس خیال سے عائد کی تھی۔ کہ مجھے ان کی غارت گری میں شریک نہ ہونا پڑے خوش قسمتی سے مارکو اوبرٹی نے بھی اس بارہ میں میرے عذرات کی اہمیت کو قبول کیا۔ اور وہ مان گیا۔ کہ ایک اس طرح کے آدمی کو جو جاسوسی کا فرض ادا کرتا ہو لوٹ مار میں واقعی حصہ نہ لینا چاہیئے۔ مبادا مسافروں میں سے کوئی آدمی اس کو پہچان لے یا کوئی گاڑی بان ہی اس کو شناخت کر لے جس صورت میں میرا گرفتار ہونا ناگزیر ہو۔ اس طرح کے دیہات و قصبات میں جہاں یقیناً

خطرناک ہو جاتا۔ خیر اس شرط کے منظور کر لئے جانے سے میرا مقصد پورا ہو گیا کیونکہ میں ڈاکوؤں میں شامل ہوتے ہوئے بھی ان کی غارت گری میں حصہ لینا نہ چاہتا تھا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ میں نے اپنے عرصہ قیام میں کبھی ایک مرتبہ بھی اس قسم کی اطلاع ان لوگوں کو لا کر نہیں دی جس سے ان کو لوٹ مار میں مدد ملتی اس کے برعکس میں ایسے موقعوں پر جب باہر جانے کا اتفاق ہوتا تو راہ کے مسافروں کو ایسے رستوں پر ڈالنے کی کوشش کرتا جن میں ان کے لئے کسی خطرہ کا سامنا نہ ہوتا تھا۔ لارڈ رنگ ولڈ کی پارٹی کے متعلق میں نے سارے انتظامات ایسے کئے تھے۔ کہ ڈاکو یقیناً اس جماعت پر حملہ آور نہ ہوتے کیونکہ میں نے ان کو ایک فرضی قصہ گھڑ کر کسی اور سمت میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر طوفان کی آمد نے میرے سوچے ہوئے انتظامات کو درہم برہم کر دیا۔ ڈاکوؤں کو روانگی میں دیر ہو گئی اور اس طرح آپ لوگوں کی جماعت ان کے ہاتھوں میں جا پڑی بارہا ایسا ہوتا کہ میں راتوں کو ان سے یہ کہہ کر چلا آتا۔ کہ میں کسی اکے دکے مسافر کو لوٹنے کی کوشش کروں گا۔ گو ان اوقات میں میرا مقصد اس کے برعکس انگریزوں کو خبردار کرنا ہوتا تھا۔ اس کا ثبوت جیسا تم کو یاد ہو گا اس رات تم کو بھی مل گیا جب تم بدلے ہوئے بھیس میں برج کی طرف چلے آ رہے تھے اور میں نے تمہیں رستہ میں روکا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں احتیاط آئے دن بہت سا روپیہ ڈاکوؤں کو پیش کرتا رہتا تھا۔ تاکہ ان کو میری نیک نیتی کا یقین رہے اور میرے برخلاف کسی طرح کا شبہ ان کے دلوں میں پیدا نہ ہو۔ تم پوچھو گے میں وہ روپیہ کہاں سے لاتا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میں بفضل خدا اچھا مالدار ہوں بہت سی اراضی میرے

پاس ہے اور میرے حسب ہدایت اس ادائی کا داروغہ مختلف اوقات میں میرے اصلی نام سے پستوجہ کے پتہ پر روپیہ بھیجتا رہتا تھا۔ اس دوران میں میں نے ایک مرتبہ بھی ان لوگوں کو اس قسم کی اطلاع لے جاکر نہیں دی جو کسی ناکردہ گناہ مسافر کی تباہی کا ذریعہ ثابت ہوتی لیکن چونکہ روپیہ میں بڑی طاقت ہے اس لئے میری طرف سے گاہ بگاہ جو بڑی بڑی رقمیں اُن کو ملتی رہتی تھیں انکی وجہ سے مجھ پر کسی طرح کا شبہ نہ کرتے تھے بلکہ میری نسبت نہایت اونچی رائے رکھتے ہوئے سمجھتے تھے کہ یہ آدمی گو جاسوسی کا فرض پوری طرح ادا نہیں کرسکتا تاہم اس کمی کو دوسرے طریقہ پر بوجہ احسن پورا کرسکتا ہے۔ غرض میرے لمبے عرصہ قیام میں کبھی کسی موقع پر بھی ان کو میرے برخلاف شبہ پیدا نہیں ہوا"

اسوقت مارکو اوبرٹی نے یکایک آنکھیں کھولیں اور غالباً یہ معلوم کرنے کے لئے کہ گاڑی کس طرف کو جارہی ہے۔ کھڑکی سے باہر دیکھا اس کے بعد پھر پیچھے کی طرف جھک گیا اور بدستور آنکھیں بند کرلیں خدا معلوم وہ سوگیا یا نیند کا بہانہ کرتا رہا۔

"خیر تو ان طریقوں پر جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں"۔ ولیٹرا نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "میں نے اپنے بارہ میں ڈاکوؤں کے دلوں پر پورا اعتماد جما دیا فقط ایک بات کو چھوڑ کر میں باقی ہر طریقہ پر ان کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔ البتہ لباس سٹ ریفیں جیسا پہنتا تھا۔ میں ان کی شراب نوشی میں حصہ لیتا اور بدمستی ظاہر کرتے ہوئے بکارا بھی خوب کرتا تھا۔ حالانکہ واقعہ میں میں نے کبھی اعتدال کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ اگر کسی موقعہ پر کسی کو حقیقی نقصان پہنچائے بغیر جوش آمیز گفتگو کی ضرورت پیش آئی تو میں نے اس سے

بھی یہ نفع نہیں کیا۔ غرض جہاں تک بناوٹ کا تعلق تھا میں نے خوب ہی اس کا ثبوت دیا۔ تین چار موقعوں پر جب یہ لوگ مسافروں کو پکڑ کر برج میں لائے تو میں ان کی امداد کی خواہش رکھتے ہوئے بھی محض اس ڈر سے باز رہا۔ کہ ڈاکوؤں کو میرے برخلاف کسی طرح کا شبہ پیدا نہ ہو جائے البتہ مس سیکولی کے اور تمہارے پکڑے آنے کے موقعہ پر مجھے لازمی طور پر خطروں کو نظرانداز کر کے امداد دینی پڑی تم خوب سمجھ سکتے ہو۔ کہ اگر میں ہر ایک آدمی کی جو وہاں پکڑا ہوا آتا امداد کرنے لگتا۔ تو ان لوگوں کو یقیناً میرے برخلاف شبہ پیدا ہو جاتا جس صورت میں ہرگز ہرگز مجھے وہاں سے جیتے جی نکلنا نصیب نہ ہوتا۔ اور اس طرح وہ مقصد عظیم جس کا حصول میرا مطمح نظر تھا تلف ہو جاتا۔ پس میرا عام قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب قیدی پکڑے آتے تو الگ تھلگ رہتا۔ تاکہ کوئی مجھے نہ دیکھے اور نہ پہچانے محض سوئے اتفاق سے اس انگریز نے جس نے ڈیکو مانو میں مجھ کو دیکھ کر شور مچانا شروع کیا تھا۔ مجھے برج میں دیکھ لیا تھا۔ اور وہ بھی چند منٹوں کے لئے مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر پھر کبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تو میں اپنے بازو میں اس کا ہر طرح اطمینان کرا دوں گا"

"وہ واقعہ مجھے یاد ہے" میں نے کہا۔ "اور یقین فرمائیے کہ اگر مجھ کو کبھی اس آدمی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو میں بجائے خود سارا حال اس سے کہہ دوں گا"

"بس میری داستان قریب الختم ہے"۔ اینجلو لیٹرا نے آخر کار کہا "تم آپ سمجھ سکتے ہو کہ ان لوگوں کے پاس رہتے ہوئے مجھے ان کی خون آشامیوں سے کتنی سخت نفرت تھی اور کس مشکل سے میں اپنے احساس

استکراہ کو دباتا تھا۔ غنیمت ہے۔ کہ میں جب تک ان کے پاس رہا کسی آدمی کا خون بہائے جانے کی نوبت نہیں آئی۔ ورنہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر اس طرح کا موقعہ ہوتا تو میں اپنی جان پر کھیل کر بھی اس کو بچانے سے دریغ نہ کرتا۔"

"جیسا آپ نے میری حالت میں کیا تھا" میں نے انداز ممنونیت سے کہا۔ "آہ اب میں بخوبی سمجھ سکتا ہوں کہ ان ڈاکوؤں کے پاس رہتے ہوئے کسقدر مصیبت اور تکلیف کی زندگی آپ کو بسر کرنی پڑتی ہوگی اور کہاں تک آپ اپنے بہترین اخلاق کا خون کرنے پر مجبور ہوتے ہونگے"

"میرے عزیز دوست جو کچھ تم کہتے ہو۔ صحیح ہے"۔ ولیٹر نے تسلیم کیا۔ "بے شک ان ڈاکوؤں کی صحبت میں میری زندگی سخت ذہنی تکلیف میں بسر ہوتی تھی۔ لیکن اس کڑی آزمائش میں بھی اس خیال کا سہارا مجھے حاصل تھا۔ کہ جو مقصد مجھ کو درپیش ہے اس کو ساری باتوں سے افضل سمجھنا چاہیئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے میں ان سے بھی کئی گنا زیادہ تکلیفیں اٹھانے سے دریغ نہ کرتا۔ میں نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک اپنا فرضی نام ترک کروں گا اور نہ دوبارہ اپنے حقیقی نام یا اس کے متعلقہ خطابات کے ساتھ دنیا کے روبرو آؤں گا۔ جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کرلوں۔ اس بات کا اندازہ کہ وہ مقصد کتنا پر اہمیت اور پاک ہوگا۔ تم اس بات سے کر سکتے ہو کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اس نیکدل خاتون کی محبت کو بھی پس پشت ڈالا جو مجھ کو جان و دل سے زیادہ عزیز ہے۔ حتےٰ کہ میں نے اپنا اصلی نام بھی اس سے چھپایا۔ اور جب اس بات

کا اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ وہ میری نسبت غلط رائے قائم نہ کرے۔ تو اس بات کی جرأت نہ کرتے ہوئے کہ اس پر اصل حقیقت ظاہر کر کے سارا حال واضح کر دوں میں نے تمہارا وسیلہ اختیار کیا اور وہ خط تمہارے پاس بھیجا۔ جو ڈیکو مانو میں تم کو ملا تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں اب کامیابی کے دروازہ پر پہنچ چکا ہوں۔ اور جب تھوڑے عرصہ کے بعد سارا حال واضح کر دیا جائے گا۔ تو میں بلا اظہار فخر کہہ سکتا ہوں کہ وہ سب لوگ جو میری داستان سنیں گے یقیناً میری ہمت و مردانگی کی داد دیں گے اور میری اولوالعزمی کی تعریف کریں گے جو ذف میں کوئی بات تم سے بھی پوشیدہ نہ رکھوں گا اور مجھ کو یقین ہے۔ کہ سارا حال سننے کے بعد تمہیں بھی یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی۔ کہ تم نے مجھے قابل اعتبار سمجھا اور میری ایمانداری پر بھروسہ کیا نیز اس نازک وقت میں جب میری عزت لارڈ رنگ ولڈ کی دختر کی نظروں میں خاک میں مل جاتی تھی انتہائی فراخ حوصلگی سے میری امداد کی"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ گاڑی ایک چھوٹے سے قصبہ میں داخل ہوئی جہاں گھوڑے تبدیل کئے جانے تھے ولیٹر انے گھوڑسواروں کو حکم دیدیا تھا۔ کہ وہ پستوجہ کا رستہ چھوڑ کر سیدھی سڑک پر فلارنس کی طرف چلیں کیونکہ گو پستوجہ والی سڑک زیادہ ہموار اور بہتر تھی۔ تاہم اس وقت جلدی میں سیدھے رستہ پر جانا ہی مناسب معلوم ہوتا تھا۔ اس خیال سے کہ شہر والوں میں سنسنی پیدا نہ ہو اور حالات بیان کرنے میں خواہ مخواہ دیر نہ ہو یہی بہتر سمجھا گیا کہ مارکو اور برٹی کی گرفتاری کے واقعہ کو پوشیدہ رکھا جائے چونکہ گھوڑسواروں کو معقول انعام دے دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی اس بارہ میں خاموش رہے گھوڑے تبدیل کرنے کے بعد پھر ایک بار ہماری گاڑی آگے چلی اور قبل

دوپہر آرنو کی وادی میں داخل ہوئی جس کے وسط میں فلارنس کا خوشنما شہر بستا ہے۔

"جوزف" ولیٹرا نے اسجگہ پہنچکر مجھ سے کہا "میں تم کو شہر کے دروازہ کے پاس اتار دوں گا۔ کیونکہ مجھے تنہائی میں چند ضروری انتظامات کرنے ہیں نہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اس مرد بدکردار کی گرفتاری کی ساری نیک نامی خود حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ نہیں اس کے برعکس تم دیکھو گے کہ میرا طریق عمل ہر ہر لحظہ سے ایک سچے اور وفادار دوست کا ثابت ہوگا"

"صاحب آپ کو اختیار ہے جیسا مناسب ہو کیجئے" میں نے جواب دیا۔ "مجھ کو یقین ہے۔ کہ آپ کوئی ایسی بات نہ کریں گے جس پر عرف گیری ممکن ہو"

"تمہارے اعتماد کا میں پھر ایک بار شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ ولیٹرا نے جواب دیا "فی الحال تم سیدھے ہوٹل کو جاؤ۔ مگر میں درخواست کرتا ہوں کہ ابھی میری آمد کا ذکر کسی سے نہ کرنا دوسری بار وعدہ کرتا ہوں کہ جلدی ہی سب حال پوری طرح تمپر واضح ہو جائیگا"

"بس آپ زیادہ کہنے کی تکلیف گوارا نہ کریں آپ کے حکم کی تعمیل میرا فرض مقدم ہوگا۔ لیکن ہاں ... ایک بات یاد آگئی" میں نے رکتے ہوئے کہا "مجھے اپنی غیر حاضری کے متعلق یہ تو بہرحال ظاہر کرنا پڑیگا۔ کہ کس طرح ڈاکو زبردستی مجھ کو اٹھالے گئے تھے پس اگر مس سیکولی نے علیحدگی میں مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کیا میں نے آپ کو وہاں دیکھا تھا ...؟"

"تو بیشک ہاں کہہ دینا۔ یا جس طرح مناسب ہو اس کی تسلی کرنا" اینجلو ولیٹرا نے جواب دیا "صرف ایک بات کی تاکید میں کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے فلارنس آنے کا واقعہ فی الحال ظاہر نہ کرنا میں اس راز کو ایک مصلحت سے

چند گھنٹوں تک پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ اور مجھ کو یقین ہے۔ کہ تم بھی سردست اس معاملہ کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہ کرو گے"۔

اتنے میں گاڑی شہر کے دروازہ کے پاس پہنچ چکی تھی۔ ولیٹر اُنے گارڈ یبان سے کہہ کر اُسے رکوا دیا۔ اور میں جب نیچے اترا تو نیجلو نے یہ کہتے ہوئے مجھ سے ہاتھ ملایا "میرے بہادر نوجوان دوست۔ فی الحال الوداع!"

مارکو اور برٹی نے بھی آنکھیں کھول کر کھڑکی کی راہ سے باہر دیکھا۔ لیکن وہ فوراً ہی دوبارہ پیچھے جھک گیا۔ اور آنکھیں بند کر لیں میرے اتر جانے کے بعد ولیٹر اُنے گارڈ یبان کو کچھ مزید ہدایات دیں اور گاڑی ایک اور سمت میں چلنے لگی۔

ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے میں رہ رہ کر دل میں سوچتا تھا کہ کیا سارے واقعات حقیقتاً پیش آئے یا محض ایک خواب پریشان تھے؟ ہر ایک بات اس قدر تیزی رفتار کے ساتھ عمل میں آئی تھی۔ کہ دماغ اس کی حقیقت اور اہمیت سمجھنے سے عاجز تھا۔ کیونکہ یاد ہوگا۔ صرف ایک رات پہلے وہ لوگ مجھے اس شہر کے بازاروں سے پکڑ کر لے گئے تھے اور بعد کے سارے واقعات رات رات کے عرصہ میں اس طرح یکے بعد دیگرے پیش آئے تھے جس طرح کسی کتاب "متوحش" کی تفصیلات میں نے بارہا مشرقی افسانوں میں ان لوگوں کا حال پڑھا تھا۔ جن کو رات کے وقت سوتے میں چارپائی اٹھا کر ہزارہا میل کے فاصلہ پر لے گئے۔ کئی طرح کے عجیب واقعات ان کے پیش آئے اور اس کے بعد پھر ان لوگوں کو ان کے گھروں میں پہنچا دیا گیا۔ حتےٰ کہ صبح کو وہ یہ سوچ کر حیران ہونے لگے کہ کیا جو کچھ پیش آیا۔ حقیقت میں صحیح تھا۔ یا خواب کی طرح فرضی؟ ٹھیک ایسی ہی حالت میری اپنی تھی۔ ڈاکوؤں کے ہاتھوں گرفتاری

کوہستان اپی نائنز کا سفر، میرا فلپو کی حراست سے چھٹ کر بھاگنا، ناہنجار ڈورچیسٹر کے قابو میں آنا، برج میں پہنچایا جانا، قید و حراست، کاغذات کی دست یابی، ولیٹرا کی آمد سے رہائی بعد کے واقعات وہ عجیب و غریب حالات جن میں مارکو اور پرٹی ہماری گرفت میں آیا فلارنس تک کا سفر اور ہمارا صحیح سلامت اسجگہ تک پہنچنا... کس کا دماغ ہے جو اسقدر لاتعداد واقعات کو ایک رات کے عرصہ میں ظاہر ہوتا دیکھ کر قابل یقین سمجھیئے؟ مجھے ان تفصیلات کے بیان میں کئی صفحات پُر کرنے پڑے ہیں اس عرصہ قلیل میں بارہا میری زندگی تار عنکبوت کے ساتھ بندھی ہوئی معلوم ہوئی اس کے باوجود یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ساری باتیں چند گھنٹوں کے عرصہ محدود میں پیش آئیں۔

ہوٹل میں پہنچکر سب سے پہلے لارڈ رنگ ولڈ کے نوکر سے ملاقات ہوئی جس نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا جرف تم خوب آدمی ہو کہ رات بھر گھر سے غائب رہے اور اب صبح دم ناگہاں آ پہنچے بھائی خوش نصیب ہو کہ تم کو خدا نے ایسا مالک دیا ہے جو خفا ہونے کے بدلے تمہاری غیر حاضری سے بے چین ہو جاتا ہے اور جو تمہاری گمشدگی کو کسی بُرے ارادہ سے منسوب کرنے کی بجائے یہ سمجھتا ہے کہ ضرور تمہیں کوئی آفت ناگہانی پیش آئی ہوگی..."

"خیر تو میں صاف صاف کہتا ہوں کہ جو رائے تم نے میری نسبت قایم کی ہے۔ وہ سراسر بعید از انصاف ہے" میں نے اس پر کہا "سارا حال سننے کے بعد یقیناً تم بھی حیرت زدہ ہو جاؤ گے"

"تو کیا واقعی کوئی خاص حالات تم کو پیش آئے تھے"؟ نوکر نے متعجبانہ پوچھا۔

"فی الحال میں کوئی بات ظاہر نہیں کر سکتا۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "تم اپنے منہ سے کہہ رہے ہو۔ کہ آقا فکر مند ہیں۔ اس لئے میں سب سے پہلے ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔"

اسی اثنا میں جب سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا۔ تو زینہ میں آلیویا کی کنیز بیسی نظر آئی۔ جو سرد نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولی "جوزف مجھے تمہاری حالت پر بے حد تعجب ہوتا ہے۔ میں خیال کیا کرتی تھی۔ کہ تم اچھے چال چلن کے نیک سیرت جوان ہو۔ اور مس سیکولی بھی تمہاری نسبت ایسی ہی رائے رکھتی تھیں مگر وہ اس بات سے بہت رنجیدہ ہیں۔۔۔"

"معلوم ہوا۔ میرے آقا ہی ایک ایسے آدمی ہیں جو کسی کی نسبت بری رائے قائم کرنے میں جلد بازی نہیں کرتے۔" میں نے کہا۔

اس پر بیسی مسکرانے لگی اور بولی "نہیں نہیں میں نے تو محض تم کو چھیڑا تھا۔ ورنہ میں تم کو بتاتی ہوں کہ مس سیکولی صبح سے بے حد تشویش کر رہی ہیں۔ ان کا خیال تھا۔ کہ کوئی حادثہ تم کو پیش آگیا ہوگا یقین کرو وہ ناشکر گذار نہیں ہیں اور تمہارے بارہ میں بے حد اضطراب ظاہر کرتی رہی ہیں۔"

"مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔" میں نے کہا اور ساتھ ہی میرے منہ پر رونق آگئی۔ "بیسی میں کیا بیان کروں۔ کس کس طرح کے عجیب واقعات میرے دیکھنے میں آئے اور کن کن دشواریوں کا مقابلہ مجھ کو کرنا پڑا ہے۔۔۔ لیکن یہ وقت تفصیلات کا نہیں پورا حال میں پھر کسی وقت بیان کروں گا۔"

اتنا کہہ کر میں تیز چلتا کپتان رمینڈ کے کمرہ کی طرف گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اور اپنی کرسی سے اٹھ کر حیرت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ "اوہ جوزف کیا نئی افتاد پیش آئی اور تم کدھر غائب ہو گئے؟ مجھے تو بڑی

دہشت لگی ہوئی تھی۔ اور اسی لئے میں پولیس کے دفتر میں جاکر اطلاع بھی دے آیا۔ کیونکہ مجھ کو ڈر تھا۔ وہ کوئی خاص ہی واقعہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے تم واپس نہ آسکے؟"

اسپر میں نے سارے حالات من وعن بیان کئے یعنی کس طرح ڈاکو لوگ مجھ کو پکڑ کر لے گئے تھے اور اس کے بعد کن کن دشواریوں سے مجھ کو رہائی نصیب ہوئی۔ مگر میں نے یہ داستان اس طریقہ پر بیان کی کہ ولیٹرا کا ذکر اس میں نہ آسکا۔ اور نہ کپتان ریمنڈ نے ہی اس کے متعلق کوئی بات مجھ سے دریافت کی یقیناً وہ اپنے جی میں اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ اب کی بار بھی اینجلو ولیٹرا نے ہی اس کو ڈاکوؤں سے چھوڑایا ہے۔ تاہم یہ ذکر چونکہ اس کے لئے باعث رنج تھا۔ اس لئے وہ اسکے متعلق قصداً خاموش رہا تھا۔ پھر ایک بار اس نے میری واپسی اور سلامتی پر اظہار مسرت کیا جس کے بعد میں نہانے اور لباس تبدیل کرنے اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ اور چونکہ بے حد تھکا ماندہ تھا۔ اس لئے ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا اور کم و بیش تین گھنٹے بے خبر سوتا رہا۔

آخر کار آنکھ کھلی تو یہ سوچتا ہوا۔ اپنے کمرہ سے نکلا۔ کہ اینجلو ولیٹرا کی طرف سے کب کوئی نئی اطلاع موصول ہوگی۔ اور کس طریقہ پر وہ ان حالات کو ظاہر کرے گا۔ جن کو اس نے اب تک چھپائے رکھا تھا۔ رستہ میں خادمہ بیسی پھر ملی۔ جو مجھ کو اشارہ سے اس کمرہ میں لے گئی۔ جہاں ایک دفعہ پیشتر میں نے مس سیکولی کو عاشق جانباز کا سارا حال سنایا تھا۔ آج پھر وہ اسی کمرہ میں بے چینی سے میرا انتظار کر رہی تھی بیسی مجھے اس کے پاس چھوڑ کر چلی آئی۔ اور اس کمرہ میں آلیو یا کے پاس تنہا رہ جانے کے بعد جب میں نے

اس کے خوشنما سنہرے بالوں کو لاتعداد حلقوں میں اس کے ڈھلوان دلآئے شانوں پر بکھرے ہوئے دیکھا۔ جب میری نگاہ اس سڈول بدن کے موزوں خط و خال کی طرف گئی اور میری آنکھیں ان خوشنما نیلی آنکھوں سے جن میں فکر و تشویش کی جھلک پائی جاتی تھی۔ چار ہوئیں نیز جب اس کے کھلے ہوئے سرخ ہونٹوں میں شہوار موتیوں کی لڑیاں مجھ کو دکھائی دیں تو اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ بے شک یہ نازنین اس پراسرار اطالوی کی محبت کے ہر طرح لائق ہے۔ جس کے بارہ میں اب مجھ کو یقین حاصل ہوگیا تھا کہ مجلسی حیثیت سے بھی اتنا ہی اعلےٰ و ارفع ثابت ہوگا۔ جتنا اس سے پیشتر اپنی سیرت کے اعتبار سے ثابت ہوا تھا۔ میں نے کمرہ میں داخل ہو کر مودبانہ سلام کیا۔ اور اس کے بعد مس سیکولی کی طرف سے استصواب کا منتظر ہوا۔

"جوزف" آخر کار اس نے اس طرح کے لہجہ اخلاق میں جیسے کوئی شخص اپنے ہم پایہ آدمی سے باتیں کرتا ہے۔ کہنا شروع کیا۔ "پھر ایک بار تم کو عجیب و حیرت انگیز واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔ سارے حالات کپتان ریمنڈ نے والد سے بیان کر دیئے ہیں اور والد نے مجھ سے بھی ان کا ذکر کیا ہے مگر اس کے باوجود میں تمہارا حال اب تک معلوم نہیں کر سکی ..."

"مس سیکولی" میں نے لہجہ ادب میں جواب دیا۔ "پورے حالات عرض کرنے سے پیشتر مجھے اس عنایت کا شکریہ ادا کرنے دیجئے کہ آپ نے میری عدم موجودگی پر اظہار تشویش کیا اور ذرہ فیاضی اس خیال کو دل میں جگہ نہ دی۔ کہ میری غیر حاضری کسی قابل اعتراض وجہ سے تھی۔"

"جوزف میں تمہاری نسبت بہت اچھی رائے رکھتی ہوں۔" مس سیکولی

نے کہا "غیر ممکن تھا۔ کہ میں تمہاری نسبت کسی برے خیال کو دل میں جگہ دیتی خیر میں تہ دل سے مبارکباد دیتی ہوں۔ کہ تم ان خطروں سے بچکر آ گئے۔ جو دوبارہ تم کو پیش آئے تھے مگر کیا یہ سچ ہے کہ ان ڈاکوؤں کا خوفناک سردار پکڑا گیا اور اس کی گرفتاری میں تمہارا ہاتھ تھا؟"

"بانو اس میں شک نہیں اس کی گرفتاری میں کچھ حصہ میری کوششوں کا بھی ہے۔ لیکن سچ پوچھیئے تو اس کامیابی کا سہرا ایک اور شخص کے سر پر ہے"۔ اور یہ کہتے ہوئے میں نے پر معنی انداز سے اس کی طرف دیکھا "کیا واقعی" ! وہ میرے لفظوں کا مطلب سمجھ کر جلدی سے کہنے لگی اس کے بعد جب اس کے چہرہ پر خوشنما سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ تو اس نے دبی ہوئی آواز سے کہا "خدا کا شکر ہے مجھ کو یہ نیا ثبوت اس کی نیکی اور نکوکاری کا مل گیا"

"مس سیکولی اطمینان فرمایئے۔ کہ دنیا بھر کے اوصاف حمیدہ اس مرد شریف کی ذات واحد میں موجود ہیں"۔ میں نے پر جوش لہجہ میں کہا "اور وہ دن دور نہیں جب آپ سارے حالات سے واقف ہو کر خود یہ ماننے پر مجبور ہوں گی"

"کاش وہ وقت جلد آئے"۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے بولی ساتھ ہی اس طرح اوپر کی طرف دیکھا۔ گویا بارگاہ ایزدی میں دعا کر رہی تھی "جوزف" پھر اس نے کہا "میں تم سے یہ بات چھپانا نہیں چاہتی۔ کہ فی الحال میں بہت ناخوش ہوں میرے والد جو ہمیشہ نرمی اور عنایت کا سلوک کیا کرتے تھے اب سختی کے ساتھ حکم دیتے۔ بلکہ مجبور کرتے ہیں کہ میں کپتان ریمنڈ سے ..."

وہ کہتے کہتے رک گئی ساتھ ہی شرم کی سرخی اس کے رخساروں پر پھیل گئی شاید یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوا کہ اس طرح کا راز اس کو مجھ سے نہ کہنا چاہیئے تھا۔

"مگر بانو" میں نے نرم لہجہ میں کہا۔ "یہ بات صریحاً غیر ممکن ہے کہ کپتان رمینڈ اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ آپ ان کو نہیں چاہتی ہیں اس کے لئے زور دے رہے ہوں..."

آلیوبا کی نگاہیں فرش زمین پر جھکی ہوئی تھیں۔ مگر گالوں پر بدستور سرخی کی جھلک تھی۔ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی "میرے خیال میں تم چونکہ طبعاً نیک ہو اس لئے سب کو اپنے جیسا سمجھتے ہو بہرحال اس معاملہ میں کپتان رمینڈ نے مجھ سے اس طرح کا فیاضانہ برتاؤ نہیں کیا۔ جس کی امید کیجا سکتی تھی۔ کم از کم والدہ کی زبانی جو باتیں سننے میں آئی ہیں ان سے میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں..." پھر تھوڑی دیر چپ رہ کر جس کے دوران میں اس کی ہچکیوں کی آواز میرے کانوں میں آتی رہی اس قدر مدھم آواز سے جو بمشکل سنائی دیتی تھی اس نے کہا "میرے ماں باپ کو صرار ہے کہ میں جسقدر جلد ممکن ہو۔ تمہارے آقا سے شادی کر لوں وہ اس خیال سے زیادہ زور دے رہے ہیں کہ جب ایک بار میری شادی کپتان رمینڈ سے ہو گئی۔ تو پھر میں اس دوسرے کے خیال کو اپنے دل سے نکال دینے پر مجبور ہو جاؤنگی..."

اس نے گو تمام نہ کہا تھا ہم میں اچھی طرح سمجھ گیا۔ کہ اس کے دل میں اشکیں دخوش اخلاق اطالوی مرد کی تصویر ہے۔ جس پر وہ جان نچھاور کرتی تھی۔

"مس سیکوئی" آخر کار میں نے کہا "یقیناً وہ لوگ شادی کے معاملہ میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتے..."

"بے شک نہیں" اس نے یکایک انداز وقار سے گردن اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اب میں نے دیکھا اس کی آنکھوں میں قصد مصمم کے آثار پائے جاتے تھے "جوزف دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس شخص کو اپنا ہاتھ پیش کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ جس سے میرا دل وابستہ نہیں ہے مگر میں حیران ہوں کہ یہ سب باتیں کس لئے میں تم سے کہہ رہی ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم میرے خیر خواہ یا میرے بھائی کی طرح ہو۔ یا شاید اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ اینجلو کو تم پر اعتماد ہے اس لئے میں بھی..."

"ہاں مس سیکولی اور اب وہ اعتماد پہلے سے کئی گنا زیادہ مضبوط ہو چکا ہے" میں نے پر معنی انداز سے کہا۔

"آہ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی" اس نے خوشی اور فکر و تشویش کی مشترک نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "اتنا میں دیکھ سکتی ہوں۔ کہ تم میرے اینجلو کے بارہ میں نہایت اچھی رائے رکھتے ہو۔ اور واقعات حال نے اس نیک رائے کو جو تم اس کے بارہ میں پیشتر قائم کر چکے تھے۔ زیادہ مضبوط کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ میرے سابقہ اندازے بالکل صحیح ثابت ہوئے ہیں یعنی وہ کسی مدعائے خاص کے لئے ہی ان ڈاکوؤں کے پاس گیا تھا۔ مثلاً ان لوگوں کو بچانے۔ جو بے خبری میں ان کی گرفت میں آتے تھے دوسرے لفظوں میں اس کا مدعا ان جرائم پیشہ لوگوں کی شیطانی تجاویز کی کامیابی کو روکنا تھا۔ نہ کہ ان کی مدد کرنا... سچ کہو جوزف کیا یہ میرا خیال صحیح ہے؟"

"بانو جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حقیقت صحیح ہے" میں نے تسلیم کیا۔ "اور اب جبکہ ان ڈاکوؤں کا سرغنہ پکڑا جا چکا ہے تو ان کی باقی جماعت بھی بہت

جلد منتشر کر دی جا سکے گی۔ لیکن فی الحال میں اس بارہ میں زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ آپ اس مرد نیک کے بارہ میں اپنی بہترین رائے کو صحیح سمجھیں اور دیکھیں کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے"

اس وقت دروازہ کھلا اور خادمہ مسیی گھبرائی ہوئی داخل ہوئی۔ اندر آتے ہی وہ بے تابانہ کہنے لگی: "بانو! ابھی ابھی محلات شاہی سے ایک قاصد آیا ہے اور مائی لارڈ اور ہر لیڈی شپ آپ کو یاد فرماتے ہیں اور تم کو بھی جوزف کپتان ریمنڈ نے طلب کیا ہے"

آلیویا نے انداز شکر گذاری سے میری طرف دیکھا گویا وہ ان اطمینان بخش لفظوں کے لئے جو میں نے اس سے کہے تھے اس طریقہ پر اظہار ممنونیت کرنا چاہتی تھی اس کے بعد کمرہ سے رخصت ہو گئی اس کے تھوڑی دیر بعد جب میں کپتان ریمنڈ کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا "جوزف ڈیوک نے ایک عجیب طرح کا پیغام بھیجا ہے۔ جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ان کا حکم ہے۔ کہ میں اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوں ساتھ ہی انہوں نے تم کو بھی یاد فرمایا ہے۔ میرے خیال میں اس پیغام کا تعلق انہی ڈاکوؤں سے ہوگا۔ جن کا سرغنہ تمہاری کوششوں سے پکڑا گیا ہے اور لارڈ زنگ ولڈ اور ان کے اہلخانہ کو بھی طلب کیا ہے پس میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میرا اندازہ صحیح ہوگا۔ یعنی وہ لوگ مارکو اور برٹی اور اس کی جماعت کے متعلق ہمارے بیانات بطور شہادت لینا چاہتے ہیں

میں چپ رہا اور کپتان ریمنڈ کو جو جو چیزیں درکار تھیں دے کر تبدیل لباس کی غرض سے اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ اتنے میں لارڈ زنگ ولڈ کی گاڑی تیار ہو کر دروازہ پر آ گئی تھی کپتان ریمنڈ نے آلیویا کو سہارا

دیکھ اس پر سوار کیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ اس موقعہ پر اس خاتون کا رویہ اس طرح کی سرد مہری کا تھا۔ جس سے تکبر یا نفرت تو بے شک ظاہر نہ ہوتی تھی تاہم بے تکلفی کو بھی اس میں دخل نہ تھا۔ میں کوچبان کے پہلو میں آگے بیٹھ گیا اور گاڑی چلنے لگی۔ جس وقت ہم لوگ قصر شاہی کی طرف جا رہے تھے۔ تو میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اب کو نئے نئے واقعات اس سلسلہ میں ظاہر ہونگے اور ہم کو محلات شاہی میں بلانے کا کیا مطلب ہوگا۔ اتنا بے شک مجھ کو معلوم تھا کہ اس بلاوے کا تعلق کسی نہ کسی طریقہ پر اینجلو لیٹرا کے راز سے ہے۔ لیکن اگلا سوال یہ تھا کیا اسی راز کے انکشاف کے سلسلہ میں ہم سب کو وہاں بلایا گیا ہے؟ اور کس لئے یہ انکشاف ڈیوک کی موجودگی میں کیا جائیگا؟ چونکہ معاملہ بے حد نازک تھا اور ایک پاکباز خاتون کی ذات اس سے گہرا تعلق رکھتی تھی اس لئے میرا اپنا خیال یہ تھا کہ اگر اس معاملہ کی تشریح علیحدگی میں ہوتی تو بہتر تھا۔ لیکن مجھے اس بارہ میں قیاسات قائم کرنے کی زیادہ مہلت نہ ملی کیونکہ گاڑی جلدی ہی قصر شاہی کے دروازہ پر پہنچکر ٹھیر گئی۔

ہمارے گاڑی سے اترتے ہی ایک وردی پوش افسر استقبال کے لئے نکلا اور مؤدب بجالاکر ہمارے ساتھ اندر کو ہو لیا۔ میں اس خیال سے قصداً پیچھے رہ گیا تھا۔ کہ ایک نوکر کی حیثیت میں میرا اندر جانا شاید قابل اعتراض سمجھا جائے لیکن شخص مذکور نے جب مجھے رکتے دیکھا تو باقیوں کو چھوڑ کر میری طرف آیا۔ اور فرانسیسی میں گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "کیا آپ ہی کا نام جوزف ولمٹ ہے اور آپ انگلستان کے رہنے والے ہیں"؟

میں نے سرِ تسلیم خم کیا اور صورت اثبات جواب دیا۔

"تو پھر آپ باہر نہ ٹھیریئے۔ بلکہ سب کے ساتھ اندر تشریف لے چلئے کیونکہ آپ کو بھی یاد فرمایا گیا ہے" اس نے کہا۔

وہ ایک خوشنما اور فراخ زینہ کی راہ سے ہمیں ایک کشادہ کمرہ میں لے گیا جہاں متعدد امراجن کے لباس پر تمغے سجے ہوئے تھے۔ کئی وردی پوش افسر اور متفرق درباری اہلکار آپس میں باتیں کرنے میں مشغول تھے دو نوکروں نے ارغوانی مخمل کا پردہ ایک طرف ہٹا یا پردہ کی پشت پر بنے ہوئے مطلا دروازے بے آواز کھلے اور ہم ایک عالیشان آراستہ کمرہ میں داخل ہوئے جہاں گرینڈ ڈیوک بذات خاص بہت سے کاغذات کے ڈھیر کی پشت پر میز کے پاس بیٹھے تھے۔ دروازہ پھر بے آواز بند ہوا وہ آدمی جو ہمیں یہاں تک لایا تھا۔ واپس چلا گیا اور ہم پانچوں لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ آنریبل مس آلیو یا سیکولی کپتان رینٹے۔ دریونا چیز ڈیوک کے حضور میں جا کر کھڑے ہو گئے۔

ہمیں آتا دیکھ کر والئے ٹسکنی اپنی کرسی سے اٹھے اور اس طرح کے انداز وقار سے جس میں اخلاق کا اثر شامل تھا۔ ہمارے سلاموں کا جواب دیا پھر اپنے بالمقابل میز کے پاس رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور جب میں نے حفظ مراتب کے خیال سے تامل کیا تو عنایت آمیز حیرت سے میری طرف تکتے ہوئے فرمایا "کیا آپ ہی کا نام جوزف ولمٹ ہے؟"

میں نے سر کو ادب کے ساتھ خم کیا مگر حالت اضطراب میں زبان کچھ جواب نہ دے سکا۔

"تو بیٹھ جائیے" گرینڈ ڈیوک نے میری ادنیٰ حیثیت کو نظر انداز

کرتے ہوئے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ فرمان شاہی کی تعمیل چونکہ فرض تھی اس لئے میں بیٹھنے پر مجبور ہوا تاہم میں نے معلوم کیا کہ ہز رائل ہائی نس بڑی دیر تک گہری دلچسپی اور حیرت سے میری طرف دیکھتے رہے۔

"میں نے آپ لوگوں کو اس لئے یہاں آنے کی تکلیف دی ہے" آخر کار ڈیوک نے ہم سب کو ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ کہ بعض ضروری معاملات کی تشریح لازم تھی مگر ایسا کرنے سے پیشتر ایک سوال میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں یعنی اگر آپ کو بتایا جائے۔ کہ ایک آدمی نے انتہائی ذاتی قربانیاں کر کے اور لاتعداد خطرے جھیل کر مہینوں اپنی جان تک کی پروا نہ کر کے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی زندگی ایک نازک تار کے ساتھ بندھی ہے۔ اور ذرا سا شبہ اس تار کو آن واحد میں توڑ سکتا ہے ان ساری حالتوں میں اگر کسی شخص نے جو ناز و نعم کا پلا ہوا ہو۔ جس نے ہمیشہ آرام کی زندگی گذاری ہو۔ نہایت ادنیٰ لوگوں کی صحبت میں رہنا قبول کیا۔ اور یہ سارے خطرات محض اس لئے جھیلے اور اپنے احساس استکراہ کو دبا کر محض اس لئے ہر طرح کی آفتوں میں زندگی بسر کی ہو کہ اس کا ایک عزیز رشتہ دار ان قربانیوں سے فائدہ حاصل کر سکے تو فرمائیے ایسے شخص کے بارہ میں آپ لوگ کیا رائے ظاہر کریں گے۔؟"

لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ نے اس طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھا گویا وہ اس عجیب و غریب داستان کو سن کر بے حد متحیر تھے اور نہیں جانتے تھے کہ اس کا کیا مطلب سمجھیں۔ البتہ کپتان ریمنڈ کی حالت ان سے مختلف تھی غالباً اس کے دل میں دھندلا سا شبہ اس بات کا پیدا ہو گیا تھا کہ گرینڈ ڈیوک کا استفسار کیا معنی رکھتا اور کسی آدمی کے سلسلہ میں

ہے۔ رہ گئی آلیویا تو اس کے بارہ میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ محبت کی آنکھیں گو اندھی بیان کی گئی ہیں تاہم اس کے کان بہت تیز ہوتے ہیں اس کو پورا یقین ہو گیا تھا۔ کہ ڈیوک کا اشارہ کس کی طرف ہے گو وہ بھی اب تک اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ سب قربانیاں جن کا ذکر گرینڈ ڈیوک نے کیا تھا کس لئے عاشق جانباز کی طرف سے ہوئی تھیں اور کم و بیش یہی حالت میری اپنی تھی یعنی بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ اس ایثار عظیم کی تہ میں جو اینجلو و لیٹزا کی طرف سے ہوا کونسا راز مضمر تھا۔

"آپ لوگ چپ ہیں" آخر کار گرینڈ ڈیوک نے ہم سب کو خاموش دیکھ کر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا میں بتاتا ہوں کہ وہ آدمی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ آپ سب کا جانا پہچانا ہوا ہے اس نے اس کام میں لاتعداد مصیبتیں جھیلی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُسے اس نیک کام میں پڑ کر اپنی پہچان والوں میں بدنام ہونا پڑا ہے۔ لیکن اب جبکہ وقت اس کا مقصد حاصل ہو گیا اور اس کا ایثار عظیم پھل لا چکا تو اس کی طبیعت جو بے حد شریف ہونے کے باوجود انتہا درجے ذکی الحس ہے اس بات کے لئے بے چین ہے کہ جن شخصوں کی نظروں میں اس کو بدنام ہونا پڑا وہ سب جلد از جلد اصل حقیقت سے واقف کر دیئے جائیں۔ اس نے سارے حالات مجھ سے بیان کر دیئے ہیں اور کئی وجوہات سے میں خود ان باتوں کو جو اس وقت تک پردہ راز میں پوشیدہ تھیں آپ لوگوں کے روبرو واضح کرنا چاہتا ہوں ایسا کرنے کے لئے مجھے ایک قصہ بیان کرنا پڑے گا۔ چند سال گذرے کچھ اہم کاغذات جن کا تعلق بعض گہرے امور سیاست سے تھا محل شاہی سے غائب ہو گئے یعنی وہ آدمی جان لے اڑا جس نے بعد ازاں ڈاکوؤں کا سردار بن کے ملک کے ہر حصہ میں دہشت

اور اجنبی پسپائی۔ آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ میرا اشارہ مارکو اوبرٹی کی طرف ہے۔ یہ بیان نہ کرتے ہوئے کہ ان دستاویزات کا صحیح مضمون کیا تھا میں اس قدر بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری نظروں میں ان کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی۔ کہ ان کو دوبارہ واپس لینے کے لئے میں نے کئی بار اپنے درباریوں اور ہلکاروں کے روبرو علانیہ یہ بات کہی کہ اگر کوئی شخص مجھے وہ کاغذات واپس لادے تو شاہانہ عزو وقار کا خیال رکھتے ہوئے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت ایسی نہ ہوگی جو میں اس شخص کو معاوضہ کے طور پر نہ دے سکوں آخر کار وہ آدمی جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے اس کام پر آمادہ ہوا۔ اور اس نے ان دستاویزات کو پانے کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈالی وہ ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہوا۔ ان کے پاس رہنے لگا۔ اس نے ان کے سے ناداب واطوار اختیار کئے۔ گو مجھے اس بات کے بیان سے بے حد خوشی ہوتی ہے کہ اس کی طرف سے کبھی کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا۔ اس کے برعکس کئی موقعوں پر اس کی وساطت سے بے گناہوں کی جانیں بچیں۔ اور ان کا مال و متاع ڈاکوؤں کی دست برد سے محفوظ رہا۔ مختصر یہ کہ کئی مہینوں تک ان کے پاس رہنے کے باوجود وہ ان کے طریق زندگی سے بالکل الگ تھلگ رہا اور اس کی طرف سے کبھی کوئی بات ویسی نہ ہوئی جو قابل اعتراض سمجھی جا سکے غالباً آپ لوگ اب سمجھ گئے ہوں گے کہ میرا اشارہ اس مرد نیک سیرت کی طرف ہے جس کا نام اب تک اینجلو پیٹرا مشہور تھا۔

اس بیان کو سن کر دوشیزگی کی شرم اور خوشی کی ملی ہوئی سرخی آلبویا سیکورے کے خوشنما چہرہ پر پھیل گئی اور ایک اس قسم کی تیز لہر اس کے

بدن میں پیدا ہوتی معلوم ہوئی گویا وہ چاہتی تھی۔ کہ وہیں اُٹھ کر گرینڈ ڈیوک کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کے قدموں پر گر پڑے تاہم اس نے ضبط کیا آنسوؤں کے قطرے اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے گراس نے جلدی سے رومال لیکر انہیں پونچھا قدرتی طور پر کپتان رمینڈ کو اس داستان سے بڑی حیرت ہوئی اور اس نے ایک ایسی نگاہ میری طرف ڈالی جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ گرینڈ ڈیوک کے حیرت انگیز قصہ نے اس کی طبعی فیاضی کو بھی از سر نو بیدار کر دیا ہے۔ حتےٰ کہ عشق کی خود غرضی اور رقابت بھی اس فیاضی کے اثر سے مغلوب ہو گئی ہے لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ کی حالت عجیب تھی وہ نہ صرف ان حالات کو سنکر متحیر تھے بلکہ ان کی نگاہوں سے اس طرح کی پریشانی ظاہر ہوتی تھی گویا وہ نہیں جانتے تھے۔ کہ اس موقعہ پر کیا کہنا اور کیا کرنا چاہیئے۔ اپنے بارہ میں میں اس قدر بیان کرنا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ جتنی خوشی آلیویا سیکوئی کو یہ داستان سن کر ہوئی۔ اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی ہی میرے اپنے دل کو بھی ہوئی۔ کیونکہ اینجلو ولیٹرا کی سرگذشت میں اگر کسی تصدیق کی کمی تھی تو اب گرینڈ ڈیوک نے اس کو پورا کر دیا۔

"ان حالات میں" ہز رائل ہائی نس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "اس شخص کا مدعا جو اب تک اینجلو ولیٹرا کے نام سے مشہور تھا۔ ڈاکوؤں کے پاس رہ کر ان سرکاری دستاویزات کو حاصل کرنا اور دوبارہ میرے پاس لانا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہوا اور اس کام میں اس نیک دل نوجوان نے بھی" یہ کہتے ہوئے گرینڈ ڈیوک نے میری طرف دیکھا "اسے کچھ کم امداد نہیں دی خدا کی اپنی بعید از فہم حکمت سے یہ اس کا مددگار بنا۔ اور مجھ کو پورا یقین

ہے کہ دونوں میں ہمیشہ دوستانہ تعلق قائم رہے گا۔ اب وہ قیمتی کاغذات میرے پاس ہیں اور اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ وہ بدکردار ڈاکو ملکہ اوبرلی انصاف کی گرفت میں آچکا ہے کیا آپ لوگ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ ان حالات میں میں نے ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے وعدہ کے ایفا سے تامل کیا ہوگا؟ یا میری طرف سے کوئی عذر اس درخواست کی منظوری میں پیش ہوا ہوگا۔ جو ان کاغذات کی واپسی کے عوض اینجلو ولیٹرا نے مجھ سے کی تھی؟ نہیں میں اس کی درخواست منظور کر کے اس سے بہت عرصہ پیشتر ایک شاہی قاصد کو اس مطلب کے لئے روانہ کر چکا ہوں کہ وہ میرے بھتیجے مارکوئیس آف کاسانو کی رہائی کا پروانہ اس قلعہ کے محافظ کو پہنچا دے جس میں وہ قید ہے۔ کیونکہ درحقیقت اس شخص کی رہائی کے لئے ہی وہ سب کوششیں اور قربانیاں کی گئی تھیں جن کا نتیجہ ان کاغذات کی بحالی کی صورت میں آپ لوگوں کی نظروں کے سامنے ہے محض اپنے بڑے بھائی کو قید حراست سے چھڑانے کے لئے اس شخص نے جو پیشتر اینجلو ولیٹرا کے نام سے مشہور تھا۔ مگر جو میرا اپنا بھتیجا کوئنٹ آف اورنو ہے، یہ سب کوششیں کی تھیں"

اس سے پہلے کہ ہم لوگ حیرت کے اس صدمہ سے جو اینجلو ولیٹرا کا صحیح نام اور اس کی حیثیت معلوم کر کے ہم لوگوں کو ہوا سنبھلنے کے قابل ہوتے گرینڈ ڈیوک نے میز پر رکھی ہوئی چاندی کی گھنٹی بجائی معاً ایک بلند و بالا وہ کھلا اور وہ جس کی دید کو سب کی آنکھیں ترستی تھیں۔۔۔ اب اینجلو ولیٹرا نہیں کونٹ آف اورنو۔۔۔ بادشاہ وقت کا بھتیجا۔ خوشنما درباری لباس میں اپنی فراخ چھاتی پر الماس کا روشن ستارہ لئے نمودار ہوا۔ اس وقت عشق صادق نے

اپنی طاقت پھر ایک بار ظاہر کی ساری یا بندیاں سب رسمی تکلفات اور وہ ساری رکاوٹیں جو موقعہ کے لحاظ سے پیش آسکتی تھیں آن واحد میں نظر انداز ہوگئیں اس حقیقت کو بھی بھول کر کہ والدین کے علاوہ وہ شخص جو رقیب کی حیثیت میں پیش تر دعوے دار تھا سامنے بیٹھا ہے حتےٰ کہ بادشاہ وقت کی موجودگی کو بھی فراموش کر کے آلیو یا سیکولی بے تابانہ اٹھی اور خوشی کی دبی ہوئی چیخ مار کے عاشق جانباز کی چھاتی سے لپٹ گئی ؎

"مائی لارڈ" کپتان رمینڈ نے جو سارے حالات سننے اور اس نظارہ کو دیکھنے کے بعد بہت متاثر ہوا تھا۔ آلیو یا کے باپ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اور آپ بھی بیگم صاحب" اس نے لیڈی رنگ ولڈ سے کہا "اس بات پر غور کریں کہ کس طرح خدا کا اپنا ہاتھ ان سارے کاموں کی تہ میں دکھائی دیتا ہے۔ میں ایک مرد دیندار ہوں اور مجھ کو خوش عیشی سے سروکار ہے۔ میں نے مذہب کی باتوں پر کبھی توجہ نہیں دی اور نہ کبھی ان کی اہمیت کو سمجھا ہے پس مجھ ایسے آدمی کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا ثابت کرتا ہے۔ کہ خدا کی اپنی مرضی یہی تھی۔ کہ ان کی شادی ایک دوسرے سے ہو۔ اور اس کے لئے میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں"

کپتان رمینڈ کی فیاضی کا لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ گو میرا اپنا خیال ہے کہ اس موقع پر بھی ان کی طبعی خود غرضی نے آخری فیصلہ کرنے میں کافی مدد دی جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب ان کو معلوم ہوا کہ کونٹ آف لودر نو بادشاہ وقت کا بھتیجا ہے۔ اور کپتان رمینڈ محض ایک خطابدار آدمی کا رشتہ دار۔ تو وہ فوراً اول الذکر کو آخر الذکر پر ترجیح دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ مگر حقیقت حال کچھ ہو۔ اس میں

شک نہیں کہ وہ کپتان رمینڈ کے مشورہ پر عمل کرنے کو فوراً آمادہ ہو گئے۔
غرض اس طرح آن واحد میں ساری کدورتیں رفع ہو گئیں اور عاشق و معشوق
کی خوشی میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔ اتنے میں آلیویا سیکولی کونٹ آف
لوورنو سے لبلگیر ہونے کے بعد خوشی اور امید کا پیتی اس کے بازوؤں سے علاوہ ہو
چنانچہ اب کپتان رمینڈ کونٹ کی طرف بڑھا، اور اپنا ہاتھ پیش کرتے ہوئے
کہنے لگا "مائی لارڈ سب سے پہلے اس کی مبارکباد قبول کیجئے جسے اپنی بے
بنیاد بدگمانیوں کا سخت افسوس ہے"۔

کونٹ آف لوورنو نے جو اس نظارہ کو دیکھ چکا تھا۔ جو اس کے رقیب
اور آلیویا کے والدین میں پیش آیا تھا۔ کپتان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا
اور کہنے لگا "صاحب میں آپ کی دوستی کو باعث عزت تصور کرتا ہوں حالات
پیش آمدہ میں جو رائے آپ نے میری نسبت قائم کی وہ قدرتی تھی۔ اس
طرح کے حالات میں کون ہے جس کو مغالطہ نہیں ہو سکتا"۔

اب کپتان رمینڈ آلیویا کی طرف بڑھا اور اس بات کا پورا ثبوت دینے
کے لئے کہ وہ کسی رنج و کینہ کو دل میں نہیں رکھتا کہنے لگا "سب سے زیادہ
میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں یقین ہے آپ اس شخص کو معافی دینے
میں تامل نہ کریں گے جس نے بے خبری میں ..."

فیاضی مشن خاتون نے فوراً اپنا ہاتھ پیش کیا اور اس طرح ساری عداوتوں
رقابتوں اور اندیشوں کا جو عاشق و معشوق کے دلوں میں باقی تھے فوراً خاتمہ ہو گیا
اس وقت گرینڈ ڈیوک آگے بڑھا اور لارڈ اور لیڈی رنگ فولڈ کو مخاطب
کر کے کہنے لگا "کیا میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کی عزیز بیٹی کی شادی میرے
بھتیجے سے ہونے والی ہے اور اس طرح مستقبل قریب میں وہ بھی میری

قریبی رشتہ دار بن جائیگی؟" اور جب اس کا جواب اثبات میں دیا گیا تو گرینڈ ڈیوک نے آلیویا سے بغلگیر ہو کر کہا "میرے بھتیجے سے آپ کی شادی مبارک ہو۔ وہ اس دنیا کی قابل قدر ہستیوں میں سے ایک ہے اور میں اس کو اپنا فرض تصور کرتا ہوں کہ جہاں تک میرے اختیار میں ہے اس کو عزت دولت اور رتبہ کی نعمتوں سے خوب مالا مال کر دوں؟"

پھر ایک بار گھنٹی بجی اور گرینڈ ڈچس کمرہ میں داخل ہوئی اسوقت وہ آلیویا سے بغلگیر ہو کر اس سے باتیں کر رہی تھی تو کونٹ آف اورلز نے میرے پاس آکر کہا۔

"میرے عزیز دوست ادھر آؤ ہمیں کئی ایک ضروری معاملات پر باتیں کرنی ہیں؟"

اس نے چند الفاظ آلیویا کے کان میں اس مطلب کے کہے کہ میں جب لدی ہی واپس آجاؤں گا۔ پھر لارڈ اور لیڈی رنگ وڈ سے مصافحہ کر کے مجھے اس بغلی دروازہ کی راہ سے جس سے وہ پیشتر داخل ہوا تھا۔ ایک خوشنما اور آراستہ چھوٹے سے کمرہ میں لے گیا۔

باب ۱۰۳

بدی کا بدلہ

اس جگہ پہنچکر کونٹ آف اورلز نواتنے جوش کے ساتھ مجھ سے بغلگیر ہوا گویا ہم دونو آپس میں بھائی تھے پھر اشک آلود آنکھوں سے میری طرف دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا "عزیز دوست جو غیر معمولی خوشی اسوقت میرے حصہ میں آئی ہے

اس کے لئے سچ پوچھو تو میں سب سے زیادہ تمہارا ہی ممنون احسان ہوں"۔

میں نے سچے دل سے اس کو مبارکباد دی پھر کپتان رامینڈ کے بارہ میں کہا۔ کہ جس صدقدلی سے انہوں نے اظہار افسوس کیا اور معافی مانگی ہے۔ اس کا خیال رکھتے ہوئے یقیناً آپ اُن کو معاف کرنے سے تامل نہ کریں گے"۔ اس پر نیک سیرت اطالوی نے فوراً جواب دیا۔ کہ میں اپنے سینہ میں ذرا بھی کدورت نہیں رکھتا۔ علاوہ بریں جیسا میں نے پیشتر کہا تھا۔ حالات پیش آمدہ میں کپتان رامینڈ کا میرے برخلاف غلط رائے قائم کرنا حق بجانب تھا"۔

"کتنی عجیب بات ہے"۔ میں نے گذشتہ چند ہفتوں کے واقعات پر دل ہی دل میں غور کرتے ہوئے کہا۔ کہ آپ کے بڑے بھائی مارکوئیس آف کاسالونکی داستان دو مرتبہ مجھ کو سنائی گئی۔ مگر میں چونکہ واقعات سے لاعلم تھا۔ اس لئے ان حالات کو کوئی اہمیت نہ دے سکا سچ پوچھئے تو یہ خیال بھولے سے بھی میرے دل میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ کہ مارکوئیس آپ کا سگا بھائی ہے۔ علاوہ بریں جس شخص نے یہ قصہ مجھ سے بیان کیا وہ یہ کہنا بھول گیا۔ کہ مارکوئیس کا کوئی چھوٹا بھائی بھی ہے۔ گو میرا خیال ہے وہ اس کا ذکر کرتا بھی تو میں اس حقیقت کو ہرگز معلوم نہ کر سکتا کہ سینیر اینجلو ولیٹرا کے پردہ میں آپ ہی مارکوئیس کے چھوٹے بھائی ہیں"۔

"بات دراصل یہ ہے"۔ کونٹ نے کہنا شروع کیا۔ میرے اور بڑے بھائی کی طبیعت میں بھاری اختلاف ہے شروع سے ہی ہمارے مابین جداگانہ نقطے گو محبت کا رشتہ یوم اول ہی سے بے حد مضبوط رہا ہے ہم جب بالغ ہوئے تو بھائی نے سیاسی معاملات میں دلچسپی لینی شروع

کی حالانکہ مجھ کو علم ادب اور علوم وفنون کے مطالعہ کا شوق تھا۔ چھوٹی عمر سے ہی مجھ کو طبابت اور جراحی سے دلچسپی ہوگئی۔ چنانچہ میں نے بڑے شوق سے مطالعہ جاری رکھا گو جیسا کہ تم سمجھ سکتے ہو۔ میں نے یہ علم اس لئے نہ سیکھا تھا کہ کسی زمانہ میں ڈاکٹر کی حیثیت میں اس سے کام لوں گا۔ تاہم علم طب سے میری واقفیت اس وقت کام آئی جب لیڈی رنگ ولڈ گاڑی کے حادثہ کی وجہ سے چوٹ کھا کر سرائے میں بیمار پڑی تھیں۔ جب میرے بھائی کو وزیر داخلہ کا عہدہ ملا۔ تو میں لیگ ہارن یعنی لوورنو کے پاس جس سے میرا نام منسوب ہے اپنی کوٹھی میں تنہا رہا کرتا تھا بھائی کی گرفتاری اور جلاوطنی کی خبر بجلی کی طرح مجھ پر گری اور میں اس خیال سے فلارنس آیا۔ کہ چچا کے قدموں پر گر کر بھائی کے لئے رحم مانگوں مگر ان کو چونکہ پہلے سے شبہ ہوگیا تھا۔ کہ میں کس مطلب کے لئے ملنا چاہتا ہوں اس لئے انہوں نے ملاقات سے ہی انکار کر دیا۔ مجھ کو بڑے بھائی سے۔ بے حد محبت تھی۔ اس لئے اس ناکامی کا بہت رنج و غم ہوا۔ اور میں نے عہد مصمم کر لیا۔ کہ خواہ کچھ ہو میں اس کو چھڑائے بغیر چین نہ لوں گا۔ مگر سچ پوچھو تو عمل کا کوئی وسیلہ بھی مجھ کو نظر نہ آتا تھا۔ پہلے میرے جی میں آئی کہ سیدھا آسٹریا جا کر اس کو فرار میں مدد دوں۔ لیکن معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کس قلعہ میں زیر حراست ہے کیونکہ شروع سے آخر تک ساری کارروائی انتہائی رازداری کے ساتھ کی گئی تھی۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طریقہ پر اہلکاران دربار سے یہ معلوم کر سکوں۔ کہ میرا بھائی کون سے قلعہ میں بند ہے۔ مگر افسوس... کسی نے مجھ کو اس بارہ میں واقفیت مہیا کرنے پر آمادگی ظاہر نہ کی اپنی پریشانیوں میں جا بجا پھرتے ہوئے ایک دفعہ مجھ کو فلارنس میں یہ خبر معلوم ہوئی۔ کہ

گرینڈ ڈیوک نے گمشدہ کاغذات کی بازیابی کے بارہ میں کئی بار علانیہ کہا ہے کہ جو شخص وہ کاغذات مجھے لا دیگا۔ میں اس کو منہ مانگی مراد دینے سے انکار نہ کروں گا۔ میں نے کئی کئی طریقوں پر اس اطلاع کی تصدیق کی کوشش کی اور مجھے اس کے متعلق کامیابی حاصل ہوئی یعنی مجھ کو معلوم ہوا کہ اس قسم کا ایک اعلان واقعی گرینڈ ڈیوک نے کیا ہے۔ اور اس کا ذکر حال میں کئی بار تازہ کیا جا چکا ہے۔ اس دن کے بعد میں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ جس طرح ممکن ہوگا۔ ان قیمتی کاغذات کی بازیابی کی کوشش کروں گا۔ باقی حالات تم کو معلوم ہی ہیں بلکہ سچ پوچھو تو میری کامیابی بڑی حد تک تمہاری ہی کوششوں کا نتیجہ ہے چنانچہ پھر ایک بار میں تمہاری اس بروقت امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میرا پختہ وعدہ ہے کہ میری شکرگذاری الفاظ تک ہی محدود نہ رہے گی۔ بلکہ میں اُسے عملی صورت میں پیش کر کے دکھاؤں گا۔"

"مائی لارڈ آپ کی اتنی ہی عنایت کیا کم ہے۔ کہ آپ مجھ ناچیز پر اس طرح نظر کرم کرتے ہیں"۔ میں نے انداز ممنونیت سے جواب دیا۔ پھر اس کے علاوہ کیا میں اس بات کو فراموش کر سکتا ہوں۔ کہ دو مرتبہ آپ میری جان بچانے کا ذریعہ ثابت ہوئے . . ."

"خدا کو ایسا ہی منظور تھا۔ کہ ہم ایک دوسرے کے مددگار بنیں" کونٹ آف لودرنے قطع کلام کر کے کہا۔ "اور اب میرے عزیز دوست میں چند باتیں تمہارے اپنے بارہ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کا تو مجھ کو پورا یقین ہے۔ کہ تم اس طرح کی ادنےٰ ملازمت کے لئے پیدا نہ ہوئے تھے۔ جو تمہیں کرنی پڑتی ہیں۔ تم خاصے تعلیمیافتہ ہو۔ تمہارے عادات

واطوار بھی شریفانہ ہیں یہی باعث ہے کہ جب کبھی میرے خیالات تمہاری طرف گئے تو خود مجھ کو بھی اتنی ہی حیرت ہوئی تھی۔ جتنی تمہیں مجھ کو ڈاکوؤں کے درمیان رہتا دیکھ کر ہوئی ہوگی رفع استعجاب مقصود نہیں محض اس گہری ہمدردی کی وجہ سے جو مجھے تم سے ہے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے اب تک کے حالات زندگی کیا ہیں۔ اگر تم ان کو ایک صادق دوست اور بہی خواہ کے روبرو ظاہر کرنا منظور کرو تو میں بخوشی ان کو سننے کے لئے آمادہ ہوں؟

اس پر میں نے اپنی زندگی کا حال جسقدر اختصار کے ساتھ ممکن تھا کونٹ کے روبرو بیان کیا غیر متعلق تفصیلات چھوڑ دیں۔ اور ان حالات کو بھی حذف کر گیا جو موقعہ کی نزاکت یا رازداری کی وجہ سے قابل افشا نہ تھے۔ اپنے بچپن سے اپنے عشق کا حال میں نے اس کو سنایا اور وہ حالات بھی بیان کئے جن میں سر مینچسٹر ہیسلٹین نے مجھے دو سال کی مہلت دیکر ممالک یورپ کا سفر کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے بعد کس طرح میرا روپیہ بدکردار ڈوروتھی نے اڑایا اور مجھے مفلس تلاش بنا گیا ضمناً اس سے کونسٹانٹی نوپل میں اپنی دوسری ملاقات کا حال بھی میں نے بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح میں نے سر مینچسٹر سے زر امداد طلب کرنے کی بجائے اپنی کمائی سے اخراجات چلانے کی کوشش کی کونٹ آف اورلو نے سارے حالات گہری دلچسپی اور حیرت کے ساتھ سنے بارہا میری مصیبتوں پر رحم ظاہر کیا۔ اور کئی بار میری ہمت کی تعریف کی چنانچہ اب یہ بات بھی اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ کس لئے چند ہفتے پیشتر میں

نے سر میتھیو ہیلیٹین اور اس کے رشتہ داروں کو ڈاکوؤں کی گرفت سے نکالنے کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈالی تھی۔ پھر جب میں نے لارڈ اور لیڈی ہیلیٹین کے حالات بیان کئے تو کونٹ آف لوورنو کو اور بھی زیادہ حیرت اور بے چینی ہوئی۔ غرض بڑی دیر تک ہم میں ان اسرار کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ جن میں میری زندگی شروع سے آخر تک چھپی ہوئی تھی۔ لیکن اس بارہ میں جو قیاسات ہم نے قائم کئے وہ چونکہ زیادہ تر مبہم اور فرضی تھے اس لئے ان کا ذکر کرنا بے سود ہے۔

"اچھا صاب میرے عزیز دوست" آخر کار کونٹ آف لوورنو نے کہا۔ "ان سارے حالات کو سننے کے بعد میں ایک مشورہ آپ کو دیتا ہوں۔ مجھ کو پورا یقین ہے۔ کہ آپ درحقیقت مرد شریف ہیں گو حالات نے آپ کو ابتک ادنےٰ ملازمتوں پر مجبور کئے رکھا ہے۔ پس میرا وہ مشورہ یہ ہے۔ کہ خدا نے چونکہ آپ کو اس طرح کی زندگی کے لئے پیدا نہ کیا تھا۔ جو آپ نے اسوقت تک بسر کی ہے۔ اس لئے آج ہی سے آپ کپتان ریمنڈ کی ملازمت ترک کریں۔ اور مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ اس نقصان کی تلافی کے طور پر جو بدکردار ڈوچسٹر کے ہاتھوں آپ کو اٹھانا پڑا تھا۔ میں اس طرح کی مالی امداد آپ کو دوں جس سے آپ اپنی واپسی تک کا عرصہ شریفانہ بسر کر سکیں اور اور اس طرح سر میتھیو ہیلیٹین کی خواہش صحیح معنوں میں پوری ہو گی"

یہ کہتے ہوئے کونٹ آف لوورنو نے چند الفاظ ایک پرزہ کاغذ پر لکھے اور اس کو لفافہ میں بند کرتے ہوئے مجھ کو پیش کر کے کہا۔ "اگر آپ نے اس کو لینے سے انکار کیا تو مجبوراً مجھ کو سمجھنا پڑے گا کہ آپ مجھ کو دوست نہیں سمجھتے"

"مائی لارڈ میں کس منہ سے انکار کر سکتا ہوں" میں نے دلی ممنونیت کے لہجہ میں جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ کو گرمجوشی سے دبایا۔ "آپ میرے محسن ہیں آپ کی بدولت مجھے دوبارہ نئی زندگی حاصل ہوئی ہے۔ اسلئے میں حرف انکار منہ سے نکالنے کی جرأت نہیں کر سکتا تاہم اتنا کہتا ہوں کہ میں آپ کی امداد اس شرط پر قبول کروں گا۔ کہ اگر حالات نے کبھی مجھ کو اجازت دی تو میں آپ کا روپیہ کوڑی پیسہ سے بے باق کر سکوں"

"منظور ہے۔ میں یہ روپیہ بطور قرض آپ کو دیتا ہوں"۔ کونٹ نے معاملہ کی نزاکت سمجھتے ہوئے فوراً کہا حالانکہ درحقیقت وہ اس روپیہ کو بطور امداد دینا چاہتا تھا اور اس کے بعد گفتگو کا رخ اور معاملات کی طرف پھیرنے کے لئے اس نے کہا۔ "غالباً آپ یہ معلوم کرنے کو بے تاب ہونگے۔ کہ ان ڈاکوؤں کی گرفتاری کے متعلق کیا کارروائی کی گئی ہے جنہیں ہم وہیں چھوڑ آئے تھے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی کہ ان سرکاری مستعدیات کی وجہ سے جو بالآخر میرے ذریعہ سے واپس آئی ہیں میرے چوپاگرینڈ ڈیوک نے آج تک ان لوگوں سے ہم کا برتاؤ کیا ہے۔ لیکن اب چونکہ وہ مصلحت باقی نہیں رہی اس لئے فوج شاہی کے متعدد دستے کوہستان ہی ٹائنز میں بھیج دیئے جا چکے ہیں تاکہ جیسا موقعہ ہو وہ ڈاکوؤں کو پکڑ لیں یا ہلاک یا منتشر کر دیں۔ یا اگر وہ پہلے ہی فرار ہو گئے ہوں تو اس مقام کو مسمار کر دیں جس میں وہ لوگ رہا کرتے تھے ڈور چسٹر کے بارہ میں بھی ضروری ہدایات ان لوگوں کو دیدی گئی ہیں۔ مگر مجھ کو اندیشہ ہے۔ کہ وہ لوگ اب فوج کے ہاتھ نہ آئیں گے کیونکہ وہ پہلے ہی کسی طرف فرار ہو گئے ہوں گے یا ہو گا یہ میسر اموقعہ مارکواوبرٹی کی گرفتاری کا ہے اور وہ لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ سرکاری کاغذات رکھتے ہوئے بھی اب کی بار یقیناً اس کو رہا نہ کیا

جائے گا۔"

"لیکن یہ تو فرمائیے اس شخص مارکو اوبرٹی کے بارہ میں کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟" میں نے پوچھا۔

"کل اس کا مقدمہ عدالت فوجداری میں پیش ہوگا۔" کونٹ آف لودرنو نے جواب دیا "اور مجھ کو یقین ہے۔ کہ میرے یا آپ کے شہادت کے لئے پیش ہونے کے بغیر ہی کافی ثبوت اس قسم کا فراہم ہو جائے گا۔ جو اس کی سزایابی کے لئے کافی ہو۔۔ چنانچہ میں نے سنا ہے۔ کہ اس کی گرفتاری کی خبر مشتہر ہوتے ہی فلارنس کے دس بارہ معزز آدمی اس کے برخلاف شہادت دینے کے سلسلہ میں اپنا نام لکھوا چکے ہیں۔"

"مگر کیا اس شخص کو معلوم ہے۔ کہ وہ سرکاری دستاویزات جو آجتک اس کی سلامتی کا ذریعہ تھیں۔ اب اس کے قبضہ میں نہیں ہیں؟"

"ہاں" کونٹ نے جواب دیا "میں نے اس بارہ میں ضروری اطلاع داروغہ جیل کی معرفت اس کے کانوں تک پہنچا دی تھی۔ مگر آیئے اب ہم پھر اسی کمرہ میں واپس چلیں۔"

چنانچہ ہم دوبارہ اسی کمرہ میں آ گئے جہاں سے اندر گئے تھے۔ اس موقعہ پر گرینڈ ڈیوک اور ڈچس دونو نے مجھ سے عنایت آمیز پیرایہ میں گفتگو کی اور دیر تک میرے طرز عمل کی تعریف کرتے رہے۔ حتے کہ انہوں نے یہ کہکر میرا شکریہ بھی ادا کیا۔ کہ تمہاری ہی کوشش سے دستاویزات کی بحالی اور مارکو اوبرٹی کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ ادھر ہم میں یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر کونٹ آف لودرنو کپتان رمینڈ کو ایک طرف لے جاکر اس کو بتانے لگے۔ کہ آیندہ آپ کا نوکر ایک معزز شریف کی حیثیت میں زندگی

بسر کرے گا۔ آپ مہربانی سے بخوشی اس کو رخصت کریں جیسا کہ کپتان رمینڈ کی فیاضی سے امید تھی۔ اس نے میرے حالات کی تبدیلی پر خوشی ظاہر کی پاس آکر مجھ سے ہاتھ ملایا اور تہ دل سے اس بات کا یقین دلایا۔ کہ اگر کسی موقعہ پر تم کو میری امداد کی ضرورت ہو۔ تو مجھے ہر وقت اپنا دوست سمجھتے رہنا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد ہم قصر شاہی سے رخصت ہوئے کونٹ آف لودرنو لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ کے ساتھ ان کی گاڑی میں رخصت ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو کھانے کی دعوت دی تھی اور ملیڈی کپتان رمینڈ پیدل ہوٹل کی طرف چلے۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ ایک اس طرح کے موقعہ پر عاشق و معشوق کی تنہائی میں جہاں تک ممکن ہو خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے۔ رستہ میں کپتان رمینڈ کو اس کا ایک دوست مل گیا۔ چنانچہ وہ تو اس سے باتیں کرنے میں مشغول ہوا اور میں اکیلا ہوٹل کی طرف چلا رستہ میں میں نے وہ چک نکال کر دیکھا جو کونٹ آف لودرنو نے شاہ فیاضی مجھ کو دیا تھا معلوم ہوا کہ انگریزی سکوں کے حساب میں وہ کم بیش آٹھ سو پونڈ مالیت کا تھا۔

اب جنوری ۱۸۴۶ء کے وسطی ایام تھے اور میرا عرصہ آزمائش اس سال ۵ نومبر کو پورا ہونا تھا۔ گویا میری واپسی میں صرف دس ماہ باقی رہ گئے تھے اس عرصہ کے اخراجات کے لئے یہ رقم ہر طرح کافی تھی دوسرے لفظوں میں کونٹ آف لودرنو کی امداد نے مجھے دوبارہ اس قابل بنا دیا تھا۔ کہ میں اس طریقہ پر زندگی بسر کروں جس کی سر مقیصو ہیلیٹن کو خواہش تھی الفاظ میں طاقت نہیں کہ اس جوش ممنونیت کا اظہار کر سکیں جو کونٹ آف لودرنو کے لئے میرے دل میں پیدا ہوا۔ جس نے انتہائی سیر چشمی سے مجھے دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل بنا دیا اس روز مجھے بے انتہا خوشی ہوئی نہ صرف اس لئے کہ میری

ناچیز کوششوں سے عاشق و معشوق پھر ایک دوسرے سے مل گئے نہ اس لئے بھی کہ وہ بھروسہ اور اعتماد جو میں نے آلیویا کے عاشق پر کیا تھا صحیح ثابت ہوا۔ بلکہ اس لئے کہ اب میری آزمایش کا عرصہ قلیل رہ گیا تھا اور کونٹ کی امداد سے میں اس کو بڑی خوش اسلوبی سے بسر کر سکتا تھا۔

ہوٹل جانے سے پیشتر میں اس ساہوکار کی دوکان پر گیا جس کے نام کا چک میرے پاس تھا۔ میں نے اس چک کو بھنوا کر اپنے نام کا حساب کھولا اور ایک گشتی چٹھی اس مطلب کی حاصل کی کہ اٹلی کے سب بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ضرورت پیش آنے پر میں اخراجات کا روپیہ بسانی وصول کر سکوں۔ اس کی بابت میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ ڈور چسٹر ایسے کسی بدمعاش کے ہتھے نہ چڑھوں گا۔ سچ پوچھئے تو ایک پہلو سے مجھے یہ سوچکر خوشی بھی ہوئی کہ میرا اس شخص سے دوبارہ میل ہو گیا۔ کیونکہ اس ذریعہ سے میں نے کئی ایک بیش بہا تجربات حاصل کئے اور آئندہ کے لئے محتاط ہونے کی عادت سیکھ لی۔ راستہ میں میں نے کچھ اس قسم کی چیزیں بھی خریدیں جو ایک مرد شریف کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ اور اس کے بعد سوچنے لگا کہ مجھے آئندہ کے لئے کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اس ہوٹل میں جہاں پیشتر میں ایک نوکر کی حیثیت میں رہا تھا اب نئی حیثیت سے زندگی بسر کرنا مجھ کو اچھا نظر نہ آیا اس کے علاوہ میں اب زیادہ عرصہ تک فلارنس میں رہنا بھی نہ چاہتا تھا۔ مجھ کو پورا یقین تھا کہ کونٹ آف لودرو اور آلیویا سیکوٹی جن کی شادی عنقریب ہونے والی تھی ہمیشہ مجھ سے اس قسم کا سلوک کریں گے جو ایک شریف آدمی دوسرے سے کیا کرتا ہے۔ لیکن ایک ایسے آدمی کے ساتھ جس کو پیشتر وہ ایک نوکر کی حیثیت میں جانا کرتے تھے اسی طرح کا برتاؤ کرنے میں جو دشواریاں

ان کو پیش آسکتی تھیں میں ان کو بخوبی سمجھتا تھا۔ غرض سارے پہلو سوچکر یہی بہتر معلوم ہوا کہ میں آج ہی کسی دوسرے ہوٹل میں اُٹھ جاؤں اور جب مارکو اوبرٹی کے مقدمہ کا فیصلہ ہو چکے نیز اس فوجی مہم کا نتیجہ معلوم ہو جائے جو ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے کوہستان اپی نائنز کو گئی تھی تو فوراً یہاں سے چل دوں۔ خوش قسمتی سے ہوٹل میں پہنچکر لارڈ رنگ ولڈ کا ذاتی نوکر سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا ورنہ جیسا اس کی عادت تھی۔ وہ لاتعداد سوالات مجھ سے پوچھتا۔ البتہ خادمہ بیسی سے میری ملاقات ہوئی۔ جس کو میں نے وہ سارے واقعات جو قصر شاہی میں پیش آئے تھے من عن بتا دیئے۔

اس نے بھی مجھ کو حالات کی تبدیلی پر صدق دل سے مبارکباد دی۔ اس کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ کپتان رمینڈ تھوڑی دیر پیشتر ہوٹل میں آئے۔ تو ان کو ایک خط ملا تھا۔ جسے پڑھ کر ان کو فوراً ہی انگلستان روانہ ہو جانا پڑا چنانچہ وہ تھوڑی دیر پیشتر رخصت ہو گئے مجھے اس اطلاع سے بیحد خوشی ہوئی۔ گو میں بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ کہ حالات پیش آمدہ میں کپتان رمینڈ نے اسجگہ ٹھیرنا مصلحتاً نامناسب سمجھا ہوگا۔ اس نے خط کی وصولی کا بہانہ محض اس لئے کر دیا۔ کہ کسی کے دل میں شبہ پیدا نہ ہو۔ خیر میں اپنے جی میں یہ سوچ بغیر نہ رہ سکا۔ کہ آقا کا طرز عمل نزاکت اور شرافت کے انتہائی پہلو لئے ہوئے تھا۔ ایک گھنٹہ کے اندر اندر میں اس شہر کے ایک اور ہوٹل میں اُٹھ گیا۔ جو فلارنس کے دور افتادہ حصہ میں واقع تھا۔

اس سے اگلے روز مارکو اوبرٹی کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی ہر چند مجھ کو اس طرح کے مقدمات سے طبعی لگاؤ نہیں ہے۔ تاہم دو باتیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے میں اس مقدمہ کو دیکھنے خصوصیت کے ساتھ پھر

گیا اول تو اس لئے کہ میری خواہش یہ معلوم کرنے کی تھی کہ اس ملک میں کس طریقہ پر انصاف عمل میں لایا جاتا ہے۔ دوسرے میں یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ اس واقعہ پر مارکو اور برٹی کا اپنا طرز عمل کیا ہوگا۔ جیسا کہ امید کی جا سکتی تھی۔ کمرہ عدالت تماشائیوں کے ہجوم سے ٹھسا ٹھس بھرا ہوا تھا۔ لاقعدا لوگ کمرہ عدالت کے باہر بھی جمع تھے اور خلقت میں بے انتہا جوش پھیلا ہوا تھا جس اتفاق سے مجھے کمرہ عدالت میں اچھی جگہ مل گئی۔ اور میں شروع سے آخر تک ساری کارروائی دیکھ سکا۔ مقدمہ دس بجے شروع ہو کر شام کے چھ بجے ختم ہوا مختلف گواہوں نے اس قتل و غارت کے بارہ میں شہادتیں دیں۔ جو ڈاکوؤں کی جماعت کی طرف سے ہوتی رہی تھی۔ اس دوران میں مارکو اور برٹی تند نظروں سے چاروں طرف دیکھتا۔ مگر بالکل خاموش رہتا کبھی کبھی کسی واقعہ خاص کا ذکر آنے سے اس کے چہرہ پر پھیکا سا تبسم نمودار ہوتا۔ مگر فوراً ہی زائل ہو جاتا۔ اس کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ وہ طلسم جس کی بنا پر اب تک محفوظ رہا تھا ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر یہ بھی اسکو معلوم تھا۔ کہ اب اس کی قسمت پر مہر لگ چکی اور اس کو یقینی طور پر سزائے موت دیجائیگی۔ تاہم میں نے دیکھا جس طرح کی لاابالی زندگی اس نے اب تک بسر کی تھی اسی طرح لاپروائی کے ساتھ وہ اس کے انجام کیلئے تیار تھا۔ آخر کار چھ بجے سے چند منٹ پہلے صاحب صدر جج نے موت کا حکم اسکو سنا دیا فیصلہ سننے کے بعد مارکو اور برٹی نے فخر آلود نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ لیکن کہا کچھ نہیں فوراً ہی مسلح سپاہیوں کی ایک جماعت اس کو یا بزنجیر جیلخانہ کی طرف لے گئی۔ اور وہ جب تک نظروں کے سامنے رہا خلقت اسکو بے شمار صلواتیں سناتی رہی۔

اس کے تین یا چار دن بعد وہ فوج جو کوہستان اپی نائنز میں بھیجی

گئی تھی۔ تین شخصوں کو گرفتار کر کے واپس آ گئی معلوم ہوا باقی ماندہ ڈاکو بھاگ گئے بلکہ یہ تین آدمی بھی برج سے فرار ہونے کے بعد پہاڑوں میں چھپے ہوئے پائے گئے تھے۔ ایک تو وہی میرا دیرینہ مہربان فلپو تھا۔ باقی دو آدمی اور تھے رہ گیا مسٹر ڈرچسٹر تو اس کے بارہ میں معلوم ہوا۔ کہ جب فوج شاہی وہاں پہنچی تو وہ جگہ جس میں رہا کرتا تھا بالکل سونی پڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مردِ ناہنجار مارکو اور برٹی کی گرفتاری کی خبر پاتے ہی کسی طرف کو رفصت ہو گیا۔ خیر فوجی سپاہیوں نے ڈاکوؤں کے سارے مساکن مسمار کر کے برج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تاکہ وہ لوگ پھر واپس آ کر اس میں رہنے کی کوشش نہ کریں

مارکو اور برٹی کے مقدمہ کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اب اس کے تین ساتھیوں کی باری آئی۔ مگر میں اس موقعہ پر عدالت میں نہیں گیا۔ میرے لئے وہ ایک مقدمہ ہی کافی تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس طرح کے معاملات سے مجھ کو شروع سے ہی استنکار رہا ہے اس لئے بیچ بچھیلے تین اور برٹی کے مقدمہ میں بھی شوقیہ نہیں مجبوراً وہاں گیا تھا۔ جیسا کہ امید کی جا سکتی تھی فیصلہ اس مقدمہ کا بھی وہی ہوا جو مارکو اور برٹی کی حالت میں ہوا تھا۔ حتےٰ کہ اس واقعہ کے چند دن بعد ایک روز منادیہ اعلان کرتا سنا گیا۔ کہ چاروں ڈاکوؤں کی سزائے موت عنقریب شہر کے بڑے چوک میں عمل میں آئیگی۔ میں نے یہ بھی سنا کہ مجرموں کی طرف سے عدالت عالیہ میں اپیل دائر ہوئی تھی مگر ججوں نے استغاثہ کی جوابی تقریر سنے کے بغیر ہی اس کو خارج کر دیا اب میں اس موقع میں پڑا کہ اس خونی منظر کو دیکھنے جاؤں یا نہ جاؤں؟ طبیعت اس کے خلاف تھی۔ لیکن مقابلہ

میں یہ خیال دامنگیر تھا کہ جہاں مارکو اوربرٹی کے حالات زندگی کا اتنا ساتھ دیا ہے کہ وہاں اس کا خاتمہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اس طرح کے نظاروں کو موجب تفریح تصور کرتے ہیں اس طرح کے بدنصیبوں پر مجھ کو غصہ کی بجائے رحم آیا کرتا ہے تاہم معائنہ موجودہ میں سائے پہلو سوچکر یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ میں ان کی سزائے موت کو عمل میں آتا دیکھ لوں۔

جس روز ان شخصوں کی زندگی کا خاتمہ ہونا تھا۔ سویرے سے بیشمار خلقت شہر کے بڑے چوک میں جمع ہونی شروع ہوگئی حتےٰ کہ آس پاس کے بازاروں میں اس حد تک جہاں سے وہ خونی چبوترہ نظر آتا تھا جس پر چار زندگیاں ختم کی جانی تھیں۔ لوگوں کے سر ہی سر دکھائی دیتے تھے اسی طرح چوک کے سب مکانوں کی کھڑکیوں میں کیا مرد کیا عورتیں اور کیا بچے ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ جمع تھے تاہم ایک بات مجھے انصافاً کہنی پڑتی ہے۔ شراب نوشی اور جھگڑے تکرار اور گندے مذاق کے وہ حیا سوز نظارے جو اس طرح کے موقعوں پر میرے اپنے ملک میں دیکھے جاتے ہیں اسجگہ بالکل نظر نہ آتے تھے خلقت کا ہجوم ہر طرح ضابط تھا۔ کوئی بیجا حرکت کسی قسم کی بالکل دیکھنے میں نہ آتی تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ تماشا دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ عبرت حاصل کرنے کو جمع ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں اس طریقہ عبرت کا حامی ہوں یا میں سزائے موت کو جائز اور مناسب تصور کرتا ہوں۔ بالکل نہیں میرا پختہ اعتقاد ہے۔ کہ آدمی کو آدمی کی جان لینے کا کوئی اختیار... کوئی حق قطعاً کسی حالت میں حاصل نہیں ہے فی الحقیقت کسی آدمی کا خواہ اس کا رتبہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ کسی دوسرے آدمی کی خواہ اس کا جرم کتنا ہی

بھیانک کیوں نہ تصور کیا جائے جان لینا صحیح معنوں میں اس اختیار پر قبضہ کرنے کی کوشش کے برابر ہے۔ جو حقیقت میں صرف اس قادر مطلق کو حاصل ہے۔ جو سارے عالم کو پیدا کرتا اور مارتا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ سوسائٹی کو مجرموں اور خطا کاروں کے وجود سے پاک کرنا تقاضائے بشریت ہے جو لوگ قوانین اخلاق کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو بیشک سزا ملنی چاہیئے۔ لیکن اس بارہ میں بہت سے بہت جو کچھ کیا جا سکتا ہے یہ ہے کہ ایسے شخص کو اس کی بقیہ زندگی کے لئے زیر حراست رکھا جائے تاکہ وہ دوبارہ قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکے اور نہ اس کی طرف سے بنی نوع انسان کو ایذا پہنچے اس کے ساتھ یہ بھی میرا اعتقاد ہے۔ کہ جس طرح کوئی آدمی کسی دوسرے کی سعادت اور نیکوکاری کے عوض اس کے عرصۂ زیست کو لمبا نہیں کر سکتا اسی طرح کسی جرم کے بدلے اسے اس کو کم کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے علاوہ بریں سزائے موت کا طریقہ جوش اور کینہ پر مبنی ہے اور یہ وہ ادنےٰ جذبات ہیں جو سوسائٹی کے افراد میں لاکھ موجود ہوں آئین اخلاق میں ان کا دخل نہ ہونا چاہیئے طلب انتقام عہد جہالت کی یادگار ہے اس زمانہ تہذیب میں ترقی یافتہ شخصوں کا فرض ہے۔ کہ وہ محض اس جذبہ اسفل کے اثر سے کسی آدمی کی ہلاکت پر آمادہ نہ ہوں۔ سوسائٹی کا کام ہے سزا دینا مگر کیسی سزا؟ جو مجرم کو آئندہ کے لئے اسکی خطا کاریوں سے روکنے میں ممد و معاون ثابت ہو یہ سزا کا پہلا اصول ہے اور اس سے دوسرے درجہ پر یہ کہ ایسے شخص کو اوروں کے لئے موجب عبرت بنایا جائے۔ میں پوچھتا ہوں کیا سزائے موت کے بدلے جس دوام سے یہ دونو مقاصد پورے نہیں ہوتے؟ پھر اس کے علاوہ بڑی

بات یہ ہے کہ سوسائٹی کا سب سے اعلیٰ فرض کسی مرد گمراہ کو سیدھی راہ پر لانا اور اس کو نیک بنانے کی کوشش کرنا ہے اسے لازم ہے کہ مرد خطا کار کو صحیح رستہ پر لاکر توبہ و استغفار کے ذریعہ سے اس روح کی بخشش کا ذریعہ پیدا کرے جس کو عذاب ابدی سے بچانا ہر انسان کا پاک فرض ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر سوسائٹی نے ایک ہی وار میں کسی بدنصیب کی زندگی کا خاتمہ کر دیا تو کیا؟ اس سے مقصد تو ایک بھی پورا نہ ہو سکا۔ البتہ ایک ایسی جان ضائع ہو گئی جسے پیدا کرنے اور مارنے کا حق صرف اس خلاق عالم کو حاصل ہے۔ میں زور کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ سوسائٹی کو ہرگز ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ کسی آدمی کی جان پیش از وقت لے اور اس طرح اس کی روح کو توبہ و استغفار کا موقعہ دیئے بغیر عذاب ابدی کے حوالہ کر دے۔

ناظرین معاف کریں کہ میں نے حالت جوش میں سلسلہ داستان چھوڑ کر اس مضمون پر اظہار خیالات کیا۔ لیکن مجبوری تھی میں شروع سے سزائے موت کے طریقہ کا مخالف ہوں اور اتنا غصہ اس کے متعلق میرے دل میں ہے۔ کہ میں اس کو دبا نہیں سکتا۔ چونکہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے سلسلہ داستان ترک کر کے ایک غیر متعلقہ بحث شروع کی اس لئے امید کرتا ہوں کہ میری خطا قابل چشم پوشی سمجھی جائیگی اور ناظرین مجھ کو اس سمع خراشی کے لئے معاف کریں گے اور اب میں پھر ایک بار سلسلہ داستان شروع کرتا ہوں۔ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے شہر کے بڑے چوک میں نیز آس پاس کے بازاروں میں لاتعداد خلقت جمع تھی۔ مگر کسی طرح کا جوش یا کوئی بیجا حرکت کسی آدمی کی طرف سے بالکل ظاہر نہ ہوتی تھی میں آگے بڑھ کر ان مکانات کے پاس جا پہنچا۔ جو چوک کے اطراف میں بنے ہوئے

تھے اور تھوڑی سی فیس ادا کر کے ایک قہوہ خانہ کی بالائی کھڑکی کرایہ لی۔ یہاں سے چوک کا نظارہ بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ انسانی سروں کا ایک مواج سمندر تھا۔ جس کے وسط میں کسی جزیرہ سے ملتا ہوا ایک چوبی پلیٹ فارم کھڑا کر کے اس پر چڑھنے کے لئے اطراف میں سیڑھیاں تیار کر دیگئی تھیں۔ چار خالی کرسیاں پاس ہی پاس اس چبوترہ پر رکھی تھیں۔ مجھ کھڑکی میں بیٹھے بہت دیر نہ گذری تھی۔ کہ ہجوم کے اس حصہ میں جو بازار کے ساتھ ملتا تھا بےچینی کی لہر پیدا ہوتی معلوم ہوئی ساتھ ہی گھوڑوں کے پختہ فرش پر قدم قدم چلنے پہیوں کی گڑگڑاہٹ اور بھاری سنجیدہ آواز میں الفاظ دعا کہے جانے کی آوازیں مجھ کو سنائی دیں اس پر اُن لوگوں نے جو مجھ سے قریب بیٹھے تھے کچھ اس طرح کے الفاظ کہے۔ جن سے معلوم ہوا کہ خونی جلوس چلا آتا ہے!

چند منٹ کے عرصہ میں وہ لوگ چوک میں داخل ہوئے فوجی سپاہی جو اس جلوس کے آگے آگے چل رہے تھے چبوترہ کے اطراف میں صف بستہ کھڑے ہو گئے پھر ایک گاڑی نظر آئی جس پر مارکوادبرٹی۔ فلیو اور دو اور ڈاکو دست پا بستہ بے بس بیٹھے تھے۔ گاڑی پتھریلے فرش کے ناہموار پتھروں پر تیز ہچکولے کھاتی ہوئی چلتی تھی۔ اور چاروں قیدیوں کے پہلو میں چار پادری کھڑے اونچی آواز سے کچھ گنگنا رہے تھے معلوم ہوا وہ انہی کی آوازیں تھیں جو پیشتر سنائی دیں اتنے میں گاڑی قہوہ خانہ کے بالکل پاس آ گئی۔ اور مجھے قیدیوں کی شکلوں کو اچھی طرح دیکھنے کا موقعہ ملا مارکوادبرٹی کے چہرہ پر تندی اور دبے ہوئے غصہ اور جوش کے آثار تھے جو میں نے پیشتر اس وقت بھی دیکھے تھے۔ جب میں اور کونٹ

آف لودر نواس کو گرفتار کر کے لائے تھے تھوڑی دیر کے بعد وہ تند وحشیانہ نظروں سے پنجرے میں بند چرکہ کی مانند خلقت کے ہجوم کی طرف دیکھتا تھا۔ پھر اس کی نگاہ اس پادری کی طرف جاتی جو اس کے پہلو میں کھڑا تھا۔ اس کے بعد وہ پیچھے کو جھک جاتا۔ مگر فلپو کی حالت اس سے جدا تھی حیران و سراسیمہ اور سخت دہشت زدہ وہ اپنے وجود کا محض سایہ نظر آتا تھا۔ باقی دونوں ڈاکو استقلال کی نمائش میں اپنے سردار کی نقل اتارنے کی کوشش کر رہے تھے گویا جسطرح انہوں نے زندگی میں اس کی پیروی کی تھی اسی طرح دم آخر میں بھی اس کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے۔

گاڑی خلقت کے ہجوم کو قطع کرتی بڑی آہستگی سے چلکر چوک کے وسط میں پہنچی اور چبوترہ کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی اس اثنار میں چاروں پادری اپنی دھن میں بدستور گنگناتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے کوئی ایک نیچے جھک کر اس مجرم کے کان میں جس کی روح کو وہ تسکین دینے کی کوشش کر رہا تھا کچھ کہہ دیتا۔ مگر سچ پوچھئے تو اس کی تلقین کا اس بدنصیب کے دلپر موت جس کی نظروں کے سامنے پر پھیلائے کھڑی تھی کیا اثر ہو سکتا تھا؟ اس اثنا میں گہرا سکوت بے حد مہیب اور پر رعب خلقت کے ہجوم پر چھایا ہوا تھا۔ نہ کسی نے بدنصیب مجرموں کو گالیاں دیں نہ سیٹیاں بجائیں نہ چیخیں ماریں حتے کہ کسی نے حقارت آمیز نظروں سے بھی ان کی طرف نہیں دیکھا۔ البتہ رحم کے آثار ہر شخص کے چہرہ پر نمودار تھے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ لوگ ان بدنصیبوں کی سزا ہی ان کے لئے کافی تصور کرتے ہیں

جس وقت گاڑی کنکر کے پاس پہنچکر ٹھیر گئی اور فوجی سپاہیوں نے اس کے گرد حلقہ ڈال لیا تو پولیس کے آدمی ان چاروں قیدیوں کو

گاڑی سے اُتار کر چوبی پلیٹ فارم پر لے گئے اور ان کرسیوں پر بٹھا دیا جو پہلے سے بچھی ہوئی رکھی تھیں۔ اور جن کے بارہ میں بعد ازاں معلوم ہوا کہ مضبوطی کے خیال سے ان کو چوبی فرش کے ساتھ پیچوں کے ذریعہ کس دیا گیا تھا۔ چاروں پادری چاروں قیدیوں کے سامنے کھڑے ہو گئے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی صلیب تھی جو انہوں نے بوسہ دلوانے کے لئے قیدیوں کو پیش کی اتنے میں پولیس کے سپاہیوں نے غیر معمولی عجلت کے ساتھ ان بدنصیبوں کو اس طریقہ پر کرسیوں کے ساتھ جکڑ دیا۔ کہ ان میں سے کوئی آدمی ذرا سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا رسیوں کے سرے ان کے بدن کے گرد کس کر کرسیوں کی پشت پر مضبوط باندھ دیئے گئے۔

اور اس کے بعد آن واحد میں بالکل اس طریقہ پر گویا کسی جادوگر نے منتر پھونک کر کسی پلید روح کو زمین کے اندر سے بلوایا ہو ایک نئی صورت چوبی پلیٹ فارم پر نمودار ہوئی بعد ازاں معلوم ہوا کہ یہ آدمی پھانسی چبوترہ کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ اور چونکہ اس مقام کے گرداگرد لکڑی کے تختے لگے تھے اس لئے کسی کو اس کی موجودگی کا علم نہ ہو سکتا تھا اس کی آمد سے ایک نئی طرح کی دہشت اور سنسنی چاروں طرف پھیل گئی اور اگر کوئی آواز اب تک سنائی دیتی تھی تو اب بھی آنی بند ہو گئی۔ موت کا گہرا سکوت چاروں طرف چھا گیا۔ اس حالت میں وہ آدمی جس کے چہرہ پر سرخ نقاب اور ہاتھ میں نہایت مضبوط تیز دھار کی تلوار تھی ایک قدم آگے بڑھا یہ دریافت کرنے کی حاجت نہ تھی۔ کہ وہ کون ہے۔ اس کی ہیبتناک صورت کہے دیتی تھی کہ سرکاری جلاد ہے!

چبوترہ کے وسط میں بنے ہوئے چور دروازہ کی راہ سے اس کے باہر آنے کی دیر تھی۔ کہ اس خوفناک رسم کی اختتامی کارروائی شروع ہوگئی چاروں پادری دو قدم پیچھے ہٹ گئے ہر ایک نے اپنی صلیب انداز دعا سے اونچی اٹھائی ساتھ ہی فوجی سپاہیوں نے زور زور سے ڈھول پیٹنے شروع کر دیئے۔ اس لئے اگر کسی طرح کی آواز پادریوں کے یا بدنصیب قیدیوں کے منہ سے نکلی تو وہ بالکل سُنی نہ جا سکی۔ دفعتاً جلاد کی تلوار اس طرح چمکی جیسے گھپ اندھیری رات میں بجلی کوند جاتی ہے اور مارکو اوربٹی کا سر دھڑ سے جدا ہو کر چوبی تختہ پر آرہا! تین مرتبہ اور وہ خونی تلوار اسی طرح چمکی حتیٰ کہ ایک لمحہ کے عرصہ میں ان چاروں کرسیوں پر جہاں مشتیر ذی حیات آدمی بیٹھے تھے چار لوتھان تڑپتے ہوئے دھڑ باقی رہ گئے!

ایک عجیب طرح کی دہشت چاروں طرف چھا گئی اور مجھ پر تو یہ حالت طاری ہوئی۔ گویا غش کیا چاہتا تھا سر قلم ہونے کی دیر تھی۔ کہ پولیس کے سپاہیوں نے لاشوں کی رسیاں ڈھیلی کرنی شروع کر دیں یا جو نہ کھل سکیں انکو کاٹ ڈالا۔ مگر اس کے بعد کا حال میں صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میری آنکھوں کے سامنے خونی دھند چھائی ہوئی تھی یکے بعد دیگرے چاروں گرم لاشیں چور دروازہ کی راہ سے چبوترہ کے اندرونی حصہ میں گرادی گئیں جہاں معلوم ہوا ان کے لئے چار تابوت پہلے سے تیار رکھے ہوئے موجود تھے۔ چونکہ میں اب اس مقام پر ایک لحظہ بھر ٹھیرنا نہ چاہتا تھا اس لئے تیز چلتا ہوٹل کی طرف روانہ ہوا۔ مگر رستہ میں یہ سوچکر اپنے آپ کو بے حد کوستا تھا۔ کہ کیوں میں نے از روئے حماقت اس ہیبت ناک نظارہ کو دیکھنا منظور کیا۔

باب ۱۰۴
فلارنس سے روانگی

اس سے اگلے دن میں نے کوئٹ آف لورز نو کے نام ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ میں چونکہ عنقریب اس سے رخصت ہونا چاہتا ہوں اس لئے اگر آپ کوئی وقت مقرر کر سکیں تو میرا ارادہ حاضر خدمت ہو کر الوداع عرض کرنے کا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی میں نے لکھا۔ کہ آپ نے جو مالی امداد مجھے دی ہے اس کا میں بے حد ممنون احسان ہوں اور نہیں جانتا۔ کہ اس عنایت کا شکریہ کن لفظوں میں کروں بواپسی اس خط کا جواب ملا جس کا لہجہ شفقت آمیز تھا۔ اس میں کونٹ نے مجھ کو دوسرے دن دوپہر کو قصر شاہی میں طلب کیا تھا۔ چنانچہ میں جب وقت مقررہ پر پہنچا تو مجھے ایک عالیشان کمرہ میں جو کونٹ کی بیٹھک تھا پہنچایا گیا۔ اس نے حسب معمول پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ساتھ ہی دبے لفظوں میں ملامت بھی کی کہ کیوں آپ مجھ کو اطلاع کئے بغیر دوسرے ہوٹل میں اُٹھ گئے اور اس پندرہ دن کے عرصہ میں جو ہماری سابقہ ملاقات کو گذرا تھا کیوں آپ کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔

"مائی لارڈ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں"۔ میں نے جواب میں عرض کیا۔ کہ محض حالات کی نزاکت کے خیال سے نیز اس لئے کہ میں آپ کا قیمتی وقت حرج کرنا نہ چاہتا تھا۔ میں حاضر خدمت ہونے سے قاصر رہا۔۔۔"

"اوہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں"۔ کونٹ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "ورنہ ایک عزیز دوست کی ملاقات کے لئے مجھے ہر وقت فرصت ہے لیکن یہ تو بتایئے کس لئے آپ کا ارادہ فلارنس سے رخصت ہونے کا ہے؟

شادی رسم عنقریب ادا ہو گی اور میری اور آلیویا کی دلی خواہش ہے کہ آپ اس موقعہ پر ضرور موجود ہوں ... نہ ۔ نہ میں عذرات سننا نہیں چاہتا آپ کے محسوسات کی میں بے شک قدر کرتا ہوں لیکن اول تو یہ باتیں ہماری گہری دوستی کے مقابلہ میں ہیچ ہیں دوسرے اگر حالات نے آپ کو اس ملازمت پر مجبور کیا جس کے لئے قدرت نے ہرگز ہرگز آپ کو پیدا نہ کیا تھا تو کوئی وجہ نہیں اب آپ اس سلسلہ سے جدا رہنے کی کوشش کریں جس میں شامل ہونا آپ کا حق ہے۔ بالکل یہی خیالات آلیویا کے ہیں اور میں اس کی طرف سے بھی آپ سے کہتا ہوں نے الحال کہیں نہ جائیے"

"مائی لارڈ آپ کی سیر چشمی اور فیاضی میں کلام نہیں" میں نے جواب دیا مگر سیکولی کی نیکدلی بھی لائق تعریف ہے تاہم کئی باتیں ایسی ہیں جن کو اس موقعہ پر ملحوظ رکھنا چاہیئے مثال کے طور پر خیال کیجئے۔ لارڈ اور لیڈی برنگلے کے لئے یہ بات کس قدر موجب تکلف ہو گی۔ کہ وہ اس شخص کو ہمہ مرتبہ تسلیم کریں جسے تھوڑا عرصہ پیشتر وہ ایک نوکر کی حیثیت میں جانتے تھے اس جگہ رہتے ہوئے مجھے اپنی سبکی کا خیال نہیں سب سے زیادہ دوسروں کے جذبات کا خیال ہے پس میں بمنت عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو بخوشی رخصت کیجئے میں سچے دل سے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا آپ دونوں کو برکت دے بہرحال میں آج سہ پہر رخصت ہو جانا چاہتا ہوں اس لئے میری الوداع قبول کیجئے ..."

کونٹ کو میرے اس فیصلہ سے بے حد افسوس ہوا اس نے مجھے اپنے ارادہ سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ میں اپنے فیصلہ پر مصر تھا اس لئے بالآخر اسکو مان لینا پڑا۔

"آپ کی روانگی سے پہلے" کونٹ نے یکایک کہا۔ "دو خوشگوار فرض مجھ کو پورے کرنے ہیں۔ جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ میں وہ تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کروں جو گرینڈ ڈیوک نے مارکو اوبرٹی کی گرفتاری نیز سرکاری دستاویزات کی بازیابی کی امداد کے شکرانہ میں آپ کو دیا ہے..."

یہ کہہ کر کونٹ آف لودرنو اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک چھوٹا سا خوشنما ڈبہ نکال کر مجھ کو پیش کیا جسے کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا۔ ایک نہایت خوبصورت گھڑی اس کے اندر بند ہے بیش قیمت الماس اس میں جڑے تھے اور اس کے اطراف میں پکھراج کی دو انگوٹھیاں جگمگاتی ہوئی رکھی تھیں اور اندازے کے مطابق ان چیزوں کی قیمت کئی سو پونڈ سے کم نہ ہو سکتی تھی۔ میں نے پرجوش لفظوں میں اس شاہی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ مگر کونٹ آف لودرنو یہ کہکر جلدی سے قطع کلام کر دیا۔ کہ "ابھی ایک فرض اور بھی مجھے پورا کرنا ہے۔ مہربانی سے میرے ساتھ ساتھ آیئے"

میں نے تعمیل کی اور ہم آگے پیچھے چلتے ایک لمبی غلام گردش کے سر پر بنے ہوئے خوشنما آراستہ کمرہ میں پہنچے جہاں ایک صاحب سادہ لباس پہنے ضعف جانی سے کرسی کی پشت پر جھکے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کی عمر کونٹ آف لودرنو سے تیرہ یا چودہ سال کے قریب زیادہ اور چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ چہرہ سُتا ہوا۔ اور زرد آنکھوں کے گرد حلقے۔ فکر انگیز لیکن پیشانی نور ذہانت سے چمکتی تھی شکل وصورت کے اعتبار سے یہ آدمی شکیل نہ سمجھا جا سکتا تھا۔

کیونکہ بدن کی ساخت بھدی تھی تاہم کسی طرح کے گنوارانہ اثرات اس میں قطعاً موجود نہ تھے اس ظاہری اختلاف کے باوجود جو کونٹ آف لوورنو اور اس شخص میں پایا جاتا تھا میرے لئے اس بات کا اندازہ کرنا بہت مشکل نہ ہوا۔ کہ وہ کونٹ آف لوورنو کا بھائی مارکوئیس آف کاسانو ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق جلدی ہی ہوگئی۔ جب کونٹ آف لوورنو نے مختصر لفظوں میں بیان کیا کہ آپ کل سہ پہر ہی فلارنس میں وارد ہوئے ہیں لیکن خدا کا شکر کہ اب ڈیوک کے دل میں ان کی طرف سے کوئی بدگمانی باقی نہیں رہی"

مارکوئیس آف کاسانو نے اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے پیش کیا اور مجھ کو فرانسیسی زبان میں مخاطب کرکے میری ان کوششوں کے لئے شکریہ کے الفاظ کہے جن کی وجہ سے اس کی رہائی آسٹریا کے دُور افتادہ قلعہ سے عمل میں آئی اور پھر ایک بار اپنے آبائی وطن میں آنا نصیب ہوا تھا۔ آواز اس کی ہلکی اور خوشگوار تھی قریباً آدھ گھنٹہ ہم میں باتیں ہوتی رہیں اس کے بعد جب میں رخصت ہونے کے لئے اُٹھا تو مارکوئیس نے پھر ایک بار گرمجوشی سے میرا ہاتھ دبا کر تھرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ کہ "میں آپ کے احسانات کو عمر بھر نہ بھولوں گا"

بعد ازاں جب میں کونٹ سے رخصت ہو رہا تھا۔ تو اس نے لہجہ اخلاق میں مجھ سے کہا "مسٹر ولٹ کوئی خدمت جو میرے لائق ہو بیان کیجیے مجھے ہرگز دریغ نہ ہوگا۔ اور اب بتایئے آپ کا ارادہ سب سے پہلے کہاں جانے کا ہے؟"

"میں شہر روما کی سیر کرکے وہاں سے نیپلز جانے کا ارادہ رکھتا ہوں" میں نے جواب دیا۔

"تو کم از کم مجھے اس بات کی اجازت دیجئے۔" کونٹ نے اپنے لفظوں پر زور دے کر کہا۔ "میں کچھ معرفی خطوط آپ کو دیدوں جو رستہ میں کام آئیں۔ کیونکہ اب اس طرح کی شریفانہ زندگی بسر کرتے ہوئے جس کے لئے حق نے آپ کو پیدا کیا تھا۔ آپ کو اس طبقہ سے میل جول رکھنا ہوگا۔ جو آپ کے شایان شان ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے دو مختصر رقعے تحریر کئے اور میرے حوالہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں درخواست کرتا ہوں کہ اٹلی کے وسط اور جنوب کا دورہ ختم کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر فلارنس آیئے۔ تاکہ آپ کی مہمان نوازی کا وہ موقعہ جو مجھے اس وقت نہیں مل سکا حاصل کر سکوں۔"

میں نے دوبارہ حاضر ہونے کا وعدہ کیا اور اس نے رخصت کرنے سے پہلے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے خادمہ بیبی سے ملاقات ہوئی جو اپنی مالکن کے لئے کچھ چیزیں خریدنے آئی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی مگر اس موقعہ پر اس نے سابقہ بے تکلفی کے بدلے ادب و تعظیم کا رویہ اختیار کیا۔ کیونکہ وہ میری حالت کی تبدیلی سے بخوبی واقف ہو چکی تھی۔ مگر میں نے یہ کہہ کر جلدی ہی اس تکلف کو دور کر دیا۔ کہ میں اپنے آدمیوں کو بیجا غرور نہیں رکھتا۔ اس لئے اگر تم مجھ کو اسی طرح مخاطب کرو گی۔ جیسے ہم پیشتر ہوا کرتے تھے تو میرے جی کو رنج ہوگا۔ اس کے بعد میں نے یہ بھی اس کو بتایا۔ کہ ایک گھنٹہ کے عرصہ میں میرا ارادہ شہر فلارنس سے رخصت ہو جانے کا ہے۔"

"مگر آپ مس سیکولی سے ضرور ملتے جائیے۔" بیبی نے اصرار کیا۔ "اس کے بغیر وہ کبھی آپ کو معاف نہ کریں گی۔ میں بارہا پہلے بھی آپ سے کہہ چکی ہوں کہ وہ

بڑی شکر گذار خاتون ہے اور یقین کیجئے۔ آپ کی بدلی ہوئی
حالت کی سب سے زیادہ خوشی اس کو ہوئی ہے؟
"مگر یہ تو بتاؤ لارڈ اور لیڈی رنگ ولڈ اس وقت ہوٹل
ہی میں ہیں۔ یا باہر گئے ہیں؟"
"ہیں تو وہ اپنے کمرہ میں" بیسی نے میرے سوال کا مطلب
اچھی طرح سمجھ کر جواب دیا۔ "مگر اس سے کیا؟
میں کسی بہانہ سے مس سیکولی کو باہر بلا لوں گی۔۔"
"نہیں" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "جس جگہ
میری حاضری بار خاطر ہو وہاں نہ جانا ہی بہتر ہے
مس سیکولی کے مزاج سے میں اچھی طرح واقف
ہوں۔ ان کی نیکدلی میں کلام نہیں۔ مگر ان کے ماں باپ
کے دلوں میں جو خاندانی تعصب موجود ہے۔ اس کو
مدنظر رکھتے ہوئے میں ان سے دور ہی رہنا
چاہتا ہوں۔ ہاں میری طرف سے مس سیکولی سے کہدینا۔ کہ
جو وعدہ مجھ سے کیا تھا اور آپ کی خوشی اور خوشحالی کے لئے سچے دل
سے دعا کرتا تھا مجھ کو پورا یقین ہے کہ خدا ان کی شادی میں
برکت دیگا۔ کیونکہ کونٹ آف نوورتو کی شرافت اور نیکدلی میں کلام
نہیں۔ وہ اتنے فیاض و نیکوکار ہیں کہ میرے پاس ان کی تعریف
کے لئے الفاظ نہیں ہر طرح کی حالتوں
میں مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے
اس لئے جو کچھ میں کہتا ہوں پورے یقین کے ساتھ کہتا

ہوں گے

خیر میں بمبئی سے ہاتھ ملا کر رخصت ہوا ہوٹل میں پہنچکر گاڑی منگائی اور ایک گھنٹہ کے عرصہ میں اس سڑک پر ہو لیا۔ جو رومتہ الکبریٰ کو جاتی ہے اس وقت جو خوشی میرے دل کو تھی۔ اس کا حال بیان کرنا عبث ہے حالات کی تبدیلی نے پھر ایک بار مجھ کو اسی درجہ پر پہنچا دیا تھا۔ جس میں سر مینٹیو ہیلیٹن کی خواہش مجھے دیکھنے کی تھی۔ چنانچہ میں یہ سوچکر اطمینان محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ میں نے وقت مصیبت میں یعنی اس موقعہ پر جب ڈوروتھیپٹر نے پیرس میں مجھے لوٹا تھا۔ سر مینٹیو کو صحیح حالات سے آگاہ کرنا ضروری نہ سمجھا۔ مجھکو پورا یقین تھا۔ کہ جب وقت مقررہ پر میں پھر ایک بار اس کے پاس جاؤں گا۔ تو اس کو میرے طرز عمل پر حرف گیری کا موقعہ نہ مل سکے گا۔ اس کے برعکس اس کو یہ جانکر خوشی ہوگی۔ کہ میں اپنی کوشش سے دماغ آفات پر غالب آنے کے قابل بنا۔

رات کے نو بجے گاڑی قصبہ اریزو میں وارد ہوئی۔ جس کا فاصلہ شہر فلورنس سے چالیس میل کے قریب تھا۔ اور وہ رات میں نے وہیں بسر کی دوسرے دن پھر آگے چلا اور اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اسی میل کا فاصلہ طے کر کے جسطرح ممکن ہو قصبہ سینگلیا نو میں پہنچ جاؤں گا۔ جس کے بعد روما کا فاصلہ صرف ایک منزل کا باقی رہے گا۔ جیسا پیشتر بھی ایک موقعہ پر لکھا جا چکا ہے۔ میں چونکہ اس سرگذشت کو رستہ کے حالات یا لوگوں کے عادات و اطوار کے ذکر سے بیجا طور پر لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے غیر ضروری تفصیلات کو نظر انداز کر کے وہی حالات قلمبند کروں گا۔ جو میری اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں سلسلہ داستان جاری رکھنے کو

بیشتر صرف اتنا ہی اور لکھنا ضروری ہے کہ اٹلی میں اس قسم کا سفر زیادہ آرام دہ ثابت نہیں ہوتا۔ بہت سے بہت رفتار جو حاصل کی جا سکتی ہے آٹھ میل فی گھنٹہ کی ہوتی ہے۔ اس حساب سے میں نے اریزو سے میگلیانو تک کا اسی میل کا فاصلہ طے کرنے کے لئے لگاتار دس گھنٹے گاڑی میں بند ہو کر بیٹھ رہنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ گو اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس ملک کی کھری گاڑیوں میں ہچکولے بہت لگتے ہیں۔ سڑکیں بھی کچھ ایسی زیادہ ہموار نہیں اور پہیوں کی کمانیاں ہر طرح کی لچک سے خالی ہیں یہ آزمائش جتنی کڑی ثابت ہو سکتی تھی اگا مال اندازہ سے بہتر جانا جا سکتا ہے۔

لیکن گو میں نے رات ہونے سے پہلے پہلے اسی میل کا فاصلہ طے کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تاہم گاڑی کی رفتار معمول سے کچھ ایسی سست رہی۔ کہ غروب آفتاب کے وقت ہم لوگ میگلیانو سے کافی دور تھے چونکہ کوئی خاص تعجیل مجھ کو درپیش نہ تھی۔ اس لئے بہتر معلوم ہوا کہ مرتے دکھ بھرتے منزل مقصود تک پہنچنے کی مجبوری کوشش کے بدلے رستہ ہی میں کسی موزوں مقام پر قیام کر لیا جائے یہ سوچکر میں نے گاڑی کی کھڑکی سے گردن نکالی اور یہ معلوم کرنے کے لئے سامنے کی طرف دیکھا۔ کہ کیا کسی گاؤں یا بستی کے جلتے ہوئے چراغوں کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ ہم کو پچھلا پڑاؤ چھوٹے اتنی دیر ہو گئی تھی۔ کہ اب اگلی جائے قیام بہت دور نہ ہو سکتی تھی۔ اس وقت مجھ کو تھوڑے فاصلہ پر مدھم ستاروں کی طرح ٹمٹماتی ہوئی روشنی دکھائی تو دی۔ مگر میں یہ معلوم نہ کر سکا۔ کہ وہ کسی اکے دکے مکان کی کھڑکیوں سے خارج ہوتی ہے یا کوئی گاؤں یا قصبہ یا جگہ

آباد ہے۔ اس کے چند منٹ بعد جب میں نے دوبارہ زیادہ غور کے ساتھ دیکھا تو وہ روشنی واضح ہوگئی مگر تاہم آگے بڑھے اتنا ہی یہ یقین میرے دل میں پختہ ہوتا گیا کہ کوئی گاؤں اس جگہ آباد نہیں بلکہ یہ روشنی کسی تنہا مکان کی کھڑکیوں سے نکل رہی ہے۔ حتیٰ کہ آخر کار جب درمیانی فاصلہ بہت ہی کم رہ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ سڑک کے ایک جانب ایک کشادہ مکان واقع ہے۔ جس کے چاروں طرف کھلا میدان اور اس میدان کے گرد اگرد اونچی دیوار بنی ہوئی ہے شام کے بڑھتے ہوئے دھندلکے میں اس سے زیادہ تفصیلات مجھ کو نظر آئیں اور میں اس بات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا۔ کہ وہ کس قسم کا مکان ہے۔ یا اس کی طرف ساخت کیسی ہے۔ عام اندازہ کے مطابق وہ کسی مالدار آدمی کی کوٹھی معلوم ہوتی تھی۔ اور سچ پوچھئے تو اس سے زیادہ تحقیقات کی مجھے خواہش بھی نہ تھی۔

عمارت شاہراہ سے قریباً ایک سو گز پیچھے ہٹ کر بنی ہوئی تھی اور چونکہ میں اب تک کھڑکی سے گردن نکالے بیٹھا تھا۔ اس لئے جب گاڑی اس کے پاس ہو کر گذری تو میں بے مدعا اس کی طرف دیکھنے میں مشغول رہا۔ وقتاً بڑھتے ہوئے اندھیرے میں ایک پراسرار صورت سڑک کی طرف آتی دکھائی دی معلوم ہوا کوئی شخص بھاگا چلا آتا ہے۔ اور میں نے اندازہ سے جانا کہ وہ اسی عمارت سے نکلا ہے۔ جس کی طرف میں دیکھ رہا تھا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے بھی گاڑی کو آتے ہوئے دیکھ لیا۔ کیونکہ عین اس وقت ایک زنانہ آواز درد بھرے لہجہ میں گاڑیبان کو مخاطب کرتے کچھ کہتے سنائی دی۔ جس کا مطلب اس لئے میری سمجھ میں نہ آسکا کہ الفاظ اطالوی زبان کے تھے بہرحال گاڑیبان نے اس آواز کو سنتے ہی گھوڑوں کو روک

لیا اور اس کے بعد عورت نے کھڑکی کے پاس آکر جس جگہ میں بیٹھا تھا۔ چند الفاظ دوبارہ اطالوی زبان میں کہے جن کا مطلب اس کے تیز مضطربانہ لہجہ کی وجہ سے میری سمجھ میں نہ آیا۔ چنانچہ میں نے فرانسیسی زبان میں اس سے کہا۔ کہ میں اس بولی سے ناواقف ہوں اگر فرانسیسی زبان آپ کو آتی ہو تو اس میں گفتگو کیجیے۔

"اے صاحب" عورت نے اب فرانسیسی زبان استعمال کر کے گھبرائے ہوئے لہجہ کہنا شروع کیا "میں منت عرض کرتی ہوں۔ کہ میرے حال پر رحم کیجیے اور جس طرح ممکن ہو مجھے اس جگہ سے بچا کر لے جایئے"

اس درخواست کو سنکر ایک عجیب طرح کی پریشانی مجھ کو لاحق ہوئی اور میں دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ کہ اس کا کیا جواب دوں۔ اندھیرے میں اس عورت کی صورت یوں بھی نظر نہ آسکتی۔ لیکن فی الحال تو اس نے اپنے چہرہ پر نقاب اوڑھ رکھی تھی اس لئے میں اس کی شباہت بالکل نہ دیکھ سکا۔ تاہم اس کے لہجہ اس کی آواز اور اس کی قامت سے معلوم ہوا۔ کہ کوئی کمسن الھڑ خاتون ہے۔ مجھے اس کی حالت پر رحم تو بے شک آیا۔ مگر ساتھ ہی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ کیا اس طرح کی حالت میں کسی جان پہچان کے بغیر ایک نامعلوم جوان عورت کو گاڑی پر سوار کرنا واجب اور درست ہوگا؟ کیا عجب وہ اپنے رشتہ داروں سے لڑکر بھاگی ہو... یا دیوانی ہو اور پاگل خانہ سے چھٹ کر آئی ہو یا... ایسا بھی ہو سکتا تھا۔ کہ انصاف کی بھگوڑی ہو۔ غرض کئی باتیں قابل غور تھیں۔ اسی لئے سارے پہلو سوچکر میں اس شش و پنج میں پڑ گیا کہ اس موقعہ پر میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔

مجھ کو خاموش دیکھ کر اس کا اضطراب زیادہ بڑھ گیا۔ اور وہ پہلے

سے بھی زیادہ پر درد آواز سے کہنے لگی "خدا کے لئے میرے حال پر رحم کیجئے اگر آپ کی کوئی بہن ہے یا... کوئی عزیز رشتہ دار ہے تو یہ سوچکر کہ اس طرح کی حالت میں اس کو دیکھ پاکر آپ کیا کرتے مجھ دکھیاری کو بے رحم دشمنوں کے چنگل سے چھڑا لیجئے..."

"لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ کون ہیں؟ کہاں سے بھاگ کر آئی ہیں اور وہ لوگ کون ہیں۔ جو آپ سے دشمنی کر رہے ہیں؟" یہ سوالات قطعے جو یکے بعد دیگرے میں نے اس سے پوچھے۔

"خدا کے لئے میری التجا مانیئے" اس نے گاڑی کی کھڑکی پر اس طرح ہاتھ رکھتے ہوئے کہا گویا شدت ضعف جانی سے فرش زمین پر گرا چاہتی تھی "یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ میں سارے حالات آپ سے بیان کروں۔ پھر کسی موقعہ پر..." اتنا کہہ کر وہ چپ ہوگئی اور ایسا معلوم ہوا۔ کہ غش کھایا چاہتی ہے۔

اس کی زار حالت دیکھ کر میرا رہا سہا تامل دور ہوگیا۔ اور میں نے یہ کہہ کر اس کو تسلی دی کہ "نہ گھبرایئے میں آپ کی مدد کروں گا" یہ سن کر وہ زار و قطار رونے لگی گو میرا خیال ہے۔ کہ وہ آنسو خوشی کے تھے۔ ساتھ ہی پر جوش تھرائے ہوئے لہجہ میں اس نے چند الفاظ شکریہ کے کہے اس کے ایک لمحہ بعد وہ گاڑی پر سوار ہوکر میرے پہلو میں بیٹھ گئی اور چونکہ وہ سردی یا دہشت کی وجہ سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس لئے میں نے کھڑکی کا شیشہ چڑھا دیا۔

آخر کار جب گاڑی دوبارہ چلنے لگی تو اس نے مضطرانہ پوچھا "فرمایئے آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"میرا ارادہ شروع میں یہ رات میگلیانو بسر کرنے کا تھا" میں نے جواب دیا۔ "لیکن رات کافی جا چکی ہے اور گھوڑے تھکے ماندے ہیں اس لئے میرے خیال میں یہی بہتر ہو گا کہ یہ رات کسی قریبی گاؤں میں بسر کر لی جائے۔"

"نہ۔ نہ خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے۔" وہ پر جوش آواز سے کہنے لگی "جس طرح ممکن ہو میگلیانو پہنچنے کی کوشش کیجئے۔"

"کیا آپ کو ڈر ہے کہ وہ لوگ پیچھا کر کے آپ کو دوبارہ پکڑ لیں گے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں" اس نے مضطربانہ کہا "میں تو یہاں تک درخواست کرتی ہوں کہ اس سے بھی آگے پہنچنے کی کوشش کیجئے۔ لیکن بالفرض ایسا نہ ہو سکے تو میگلیانو تو ضرور پہنچ جانا چاہیئے۔"

"میرا اصلی ارادہ تو روما الکبریٰ جانے کا ہے۔۔۔" میں نے کہنا شروع کیا۔

خوشی کی دبی ہوئی چیخ اس کے منہ سے نکلی اور وہ کہنے لگی "آہ میں خود بھی روما پہنچنا چاہتی ہوں۔ پس وعدہ کیجیے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ وہاں تک لے جائیں گے۔"

اتنے میں میرا اپنا جوش رفتہ رفتہ کم ہونے لگا تھا۔ اور اب حالت سکون میں غور کرنے پر یہ واقعہ پراسرار میرے لئے باعث پریشانی ثابت ہونے لگا لیکن مقابلہ میں جب میں اس خاتون کے بھولے پن کو دیکھتا۔ جب اسکی التجاؤں پر غور کرتا تو یہ شبہ فوراً دل سے نکل جاتا کہ یہ عورت انصاف سے بچ کر بھاگی ہے یا میں کسی مجرم کے فرار میں مدد دے رہا ہوں

"اگر آپ اتنا مجھ کو بتا سکیں کہ آپ کن حالات میں کن شخصوں سے بچ کر بھاگی

ہیں۔ تو ممکن ہے۔ میں آپ کی امداد کا ذریعہ بن سکوں" آخر کار میں نے کہا۔

"میں نے الحال اس سے زیادہ اور کوئی بات بیان نہیں کر سکتی" اس نے اس طرح کے لہجہ میں پر اسرار ہوتے ہوئے بھی اعتماد بخش تھا کہا "کہ میں ان لوگوں کی گرفت سے نکل کر بھاگی ہوں جو میرے جانی دشمن ہیں اس وقت سارے عالم میں کوئی میرا دوست یا غمخوار نہیں۔ آپ ہی کو قادر مطلق نے میری امداد کے لئے بھیجا ہے۔ پس ازراہ عنایت زیادہ سوال نہ پوچھتے ہوئے اس بات کا وعدہ کیجئے کہ اس آفت میں آپ میرا ساتھ نہ چھوڑیں گے"

اس کی دل کش رو پہلی آواز میں اس طرح کا درد تھا۔ کہ میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے سوچا کہ اس کو مزید حالات کے بیان پر مجبور کرنے سے پیشتر بہتر ہوگا۔ کہ اس کو ضبط و سکون حاصل کرنے کا موقعہ دیا جائے کیونکہ موجودہ بڑی ضرورت اس بات کی تھی۔ کہ اس کے ہر ایک سوال کا جواب بصورت اثبات دے کر اس کی دلجمعی کیجائے چند منٹ کے عرصہ سکوت میں جب میں ان سارے حالات پر غور کر رہا تھا۔ وہ شدت فکر و تشویش سے تیز سانس لیتے سنائی دی۔ لیکن چونکہ گاڑی کے اندر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس لئے نہ میں اس کی صورت دیکھ سکا۔ نہ میرے لئے اس کے چہرہ کے انداز سے کوئی بات معلوم کرنا ممکن ہوا۔

"خیر فکر کی بات نہیں" آخر کار میں نے کہا "اگر واقعی آپ کو کسی دوست کی امداد درکار ہے ..."

"بے شک ہے" اس نے پر جوش لہجہ میں جو صداقت کا اثر لئے ہوئے تھا۔ جلدی سے کہا "خدا کو بہتر معلوم ہے۔ کہ میں اس وقت دوستانہ امداد کی کس قدر محتاج ہوں" یہ الفاظ اس نے کچھ اس طرح کے لہجہ میں کہے کہ میں یہ

سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ درحقیقت وہ کسی کے ظلم وستم کا نشانہ ہے اور اس کی اپنی ذات سے کوئی خطا سرزد ہونا قطعاً غیر ممکن ہے۔

"آپ جس طرح چاہتی ہیں ہو جائے گا" میں نے جواب دیا۔ "میں آپ کو میگلیا نو تک تو ضرور اپنے ساتھ لے جاؤں گا اس کے بعد ممکن ہے..."

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے آگے ممکن ہے میں رستہ میں قیام کئے بغیر سیدھا روما تک سفر کروں لیکن پھر بعض خیالات میرے دل میں پیدا ہوئے اور میں الفاظ کہتے کہتے رک گیا۔ میں نے سوچا کیا تعجب کہ وہ حالات جو مجھے اس خاتون کی زبانی معلوم ہوئے ہیں غیر تسلی بخش ہوں۔ پھر اس کے علاوہ یہ ایک نہایت نامناسب بات تھی کہ میں رات کے وقت ایک جوان عورت کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر تنہا سفر کروں اور وہ عورت بھی کون؟ ایک اجنبی! جان نہ پہچان! جو ممکن ہے حسین و خوبصورت ہو اور جس کے بارہ میں یہ بات تو یقینی طور پر معلوم ہو چکی تھی۔ کہ جوان ہے۔ لیکن وہ میرے ناتمام فقروں سے مطمئن نہ ہو سکی نہیں معلوم حال کی مظلومیت کو یاد کر کے یا اس ڈر سے کہ بیچا کرنے والے شاید دوبارہ اس کو پکڑ لیں گے یا ممکن ہے بعض اور وجوہات سے جو میرے فہم سے باہر تھیں وہ میرے منہ سے نکلے ہوئے ہر ایک لفظ کو بڑے غور کے ساتھ سننے کی کوشش کرتی اور اس کو ایک یقینی وعدہ کی حیثیت میں سمجھتی تھی۔ اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ اگر میں نے ہر بات میں اس کے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا یعنی جو درخواستیں وہ کرتی تھی ان کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو اس کی حالت سخت ہی زار ہو جائے گی۔

"آپ رُک کیوں گئے؟" وہ دفعتاً کہنے لگی۔ "کہئے آپ کیا کہنا چاہتے تھے"

"میرے کہنے کا مطلب صرف یہ تھا" میں نے اب اس کے اصرار سے مجبور ہو کر

جواب دیا کہ کل جس وقت آپ اپنے بارہ میں سارے حالات مجھ سے بیان کر چکیں گی تو ممکن ہے مجھ کو پورا یقین ہو جائے۔ کہ آپ کسی ایسے آدمی کی مرضی کے برخلاف جس کی اطاعت گذاری آپ کا فرض ہے کسی دوسرے مقام پر نہیں جا رہی ہیں "

"صاحب یقین کیجئے" وہ پرجوش لہجہ میں بولی "جس مقام سے میں بھاگی ہوں وہاں کسی کو مجھ پر کسی طرح کا اختیار حاصل نہ تھا" اور اس کے بعد دفعتاً بے تابی کے لہجہ میں اس نے کہا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے آپ میری باتوں کو قابل یقین نہیں سمجھتے"۔ ساتھ ہی اس طرح کی حرکت اس نے کی گویا حالت یاس میں دونوں ہاتھ مل رہی تھی "خداوندا کیوں مجھ بدنصیب کو اس چھوٹی سی عمر میں ہی اس قدر مصیبتوں کا شکار ہونا پڑا۔ میں نے تو اپنی عمر میں کبھی کسی کی دلآزاری نہ کی تھی۔ پھر کیوں تو ان مصیبتوں کا نشانہ بنا رہا ہے" پھر یکایک لہجہ بدلکر گویا اس کی مایوسی دوبارہ صورت اطمینان اختیار کرنے لگی تھی وہ بولی "مگر آپ نے مجھ کو میگلیانو تک پہنچانے کا تو پختہ وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے اسی سے میری سلامتی کا ذریعہ پیدا ہو جائے کیونکہ اس سے آگے آپ مجھ کو اپنے ساتھ گاڑی پر نہ لے جائیں گے تو میں ساری رات پیدل چلکر جسقدر فاصلہ ممکن ہوگا طے کروں گی..."

"نہیں! نہیں! میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا" میں نے اس کے لہجہ یاس سے متاثر ہو کر کہا ساتھ ہی یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ بالفرض اس طرح کا موقعہ اینیل کو پیش آتا۔ اور وہ موذی لینوور کے ہاتھوں سے اس طرح بچنے کی کوشش کرتی تو کیا اس کو امداد دینے سے پیشتر اس سے سارے حالات پوچھنے کی حاجت ہوتی؟ کیا اس کی امداد سے انکار کرنا

گناہ میں داخل نہ ہوتا! ان خیالات کے زیر اثر میں نے کہا۔ اطمینان رکھئے میں آپ کو اس طرح ہتھوئے مصیبت نہ ہونے دوں گا۔ مجھ کو پورا یقین ہے کہ آپ کسی معاملہ میں مجھ کو دھوکا نہ دیں گی اور شاید مجھی کو آپ کی امداد سے کسی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا"

اس نے اظہار شکر گذاری کے طور پر کچھ کہنے کی کوشش کی مگر اس کے منہ سے فقط چند شکستہ الفاظ نکلے پھر وہ دفعتاً پیچھے جھک گئی اور زار و زار رونے لگی۔ اس بیہیر میں اس کی سسکیاں لے لے کر رونے کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن چونکہ مجھے اس کے رونے کی صحیح کیفیت معلوم نہ تھی اور یہ بھی میں نہ جانتا تھا۔ کہ کیوں وہ فرار میں خوشی محسوس کرتی ہے۔ اس لئے میں اس کی تسلی کے لئے کچھ نہ کہہ سکا اور نہ یہی معلوم کر سکا کہ اس موقعہ پر مجھ کو کونسا طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

چند منٹ کے عرصہ میں گاڑی ایک چھوٹے سے قصبہ کی سرائے کے پاس ٹھیر گئی۔ میرا ارادہ گاڑی سے اتر کر گھوڑ سوار سے یہ معلوم کرنے کا تھا کہ وہ کونسا مقام تھا۔ جہاں اس نے گاڑی روکی تھی۔ کیونکہ اس طریقہ پر میں اس بارہ میں کچھ حالات معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔ کہ یہ عورت کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ لیکن جیسے ہی میں نے کھڑکی کھولنے کیلئے ہاتھ آگے نکالا۔ اس نے زور سے میرا بازو پکڑ لیا۔ اور کانپتی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ خدا کے لئے مجھے تنہا چھوڑ کر نہ جایئے۔ میں بنت عرض کرتی ہوں مجھے اکیلا نہ چھوڑ دیجئے"

کچھ اس طرح کی دہشت اس کے لہجہ التجا میں شامل تھی۔ کہ میں اپنے جی میں یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اس کی درخواست ماننے سے انکار کرنا انتہائی بے رحمی میں داخل ہوگا۔ اور کچھ اس طرح کا گہرا اعتماد اسے مجھ پر ہو گیا

تھا۔ کہ میں اپنے کسی فعل سے اس کی دل شکنی کرنا بھی نہ چاہتا تھا۔ علاوہ بریں اس کا دماغی جوش اس حد انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ کہ میں ڈرتا تھا۔ ذرا سی بات اس کے ذہنی قوا کو بالکل معطل کر دیگی۔ اس کی حالت قابل رحم تھی۔ اس لئے میں اس کی درخواست منظور کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور مجبوراً وہیں ٹھیرا رہا۔ اتنے میں گھوڑے تبدیل کر دیئے جا چکے تھے نیا سوار مجھ سے ہدایات لینے کھڑکی کے پاس آیا اور جب میں نے لفظ حیگلیا نو اس سے کہہ دیا۔ تو اس نے جھٹ گھوڑوں کو چلانا شروع کر دیا۔

اس کے بعد وہ عورت بڑی دیر تک خاموش رہی اور میں یہ سوچکر حیران ہونے لگا۔ کہ اب بڑی حد تک سکون پذیر ہو جانے کے بعد بھی کیوں وہ اپنے بارہ میں حالات بیان کرنے پر آمادہ نہیں ہے میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ کس طریقہ پر گفتگو شروع کر کے ضروری حالات اس سے معلوم کرنے کی کوشش کروں لیکن ساتھ ہی یہ بھی تھا ہر نہ ہونے دوں کہ میں اس پر ناجائز دباؤ ڈالنا چاہتا۔ ہوں کہ دفعتاً وہ بولی "صاحب لفظوں میں طاقت نہیں کہ آپ کی فیاضی اور شرافت کی تعریف کر سکیں۔ آپ میرے حق میں فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہیں۔ تاہم یہ بتایئے آپ کا مبارک نام کیا ہے۔ اور آپ کس ملک کے رہنے والے ہیں تاکہ میں اپنی عمر میں سوتے جاگتے ہر وقت آپ کے لئے دعائے خیر کرتی رہوں۔ اور جس قوم سے آپکا تعلق ہے اس کو نوع انسانی کا بہترین نمونہ سمجھوں"

میں نے اس کے سوالوں کا جواب جو کچھ مناسب تھا دیا۔ پھر آہستہ سے کہا "اب کیا میں آپ سے بھی آپ کے بارہ میں کچھ حالات دریافت کر سکتا ہوں؟" "افسوس میں آپ کی کسی بات کا بھی جواب نہیں دے سکتی" وہ دبی آواز

سے بولی اور چونکہ وہ میرے بالکل قریب یعنی میرے پہلو میں بیٹھی تھی۔ اس لئے اندھیرے میں مجھے اس کے بدن میں تیز تھرتھری پیدا ہوتے معلوم ہوئی "آپ میرے طرزِ عمل کو بے شک عجیب سمجھتے ہوں گے۔" وہ سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی "مگر کئی وجوہات ہیں جو مجھے خاموش رہنے پر مجبور کرتی ہیں خدا کے لئے یہ نہ سمجھئے کہ میں نے اپنا نام کلنکت کیا ہے اور اس لئے اس کو ظاہر کرتے ہوئے شرماتی ہوں نہیں یقین کیجئے میں اب بھی اتنی پاک ہوں جتنی پیدائش کے وقت تھی۔

یہ آخری الفاظ اس نے عجیب طرح کے فاتحانہ انداز سے کہے جس سے مجھے ان کی صداقت کا پورا یقین ہو گیا۔ کم از کم یہ اثر تھا جو اس کے لفظوں نے میرے دل پر پیدا کیا۔

یکایک وہ سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی "اگر اس دنیا میں کوئی آدمی ایسا ہے جس کے روبرو میں ان پیچیدہ حالات کی تفصیل بیان کر سکتی ہوں جنہوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ تو وہ آدمی آپ ہیں۔ کیونکہ آپ نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے جسے میں تا زیست نہیں بھولوں گی۔ لیکن مروت میرے ہونٹوں پر ایک ایسی مہر لگی ہے۔ کہ میں کوئی دال کسی وقت بھی آپ سے بیان نہیں کر سکتی اور یہ مہر کبھی ٹوٹے گی۔ کہ وہ حالات جن کا ذکر اشارتاً میں نے کیا ہے بالکل تبدیل ہو جائیں۔۔ گو خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ ایسا کبھی ہوگا یا نہیں۔۔۔"

یہ آخری الفاظ اس نے تقریباً دو منٹ سکوت کے بعد سخت اداسی اور مایوسی کے لہجہ میں کہے اور اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔

"آپ کی فیاضی سے مجھے پوری امید ہے۔ ایک مرتبہ پھر وہ تقریر

شروع کر کے کہنے لگی: "کہ آپ ان حالات کی تفصیل پر زور نہ دیں گے۔ جن کی میں سردست ظاہر نہیں کر سکتی۔ اس لئے میں آپ کے رحم اور درگذر پر بھروسہ کرتی ہوں کنواری مریم وہ دن جلد لائے جب میں سارے حالات آپ کے روبرو عرض کر سکوں اور کتنی خوشی اسی صورت میں میرے دل کو ہوگی۔ تھوڑی دیر پیشتر آپ نے کہا تھا۔ کہ آپ کا ارادہ شہر روما جانے کا ہے اور آپ کی باتوں سے میں نے یہ بھی اندازہ کیا ہے۔ کہ آپ محض سیر و تفریح کے لئے سفر کر رہے ہیں گویا آپ اپنے وقت کے مالک ہیں اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ آپ راستہ میں میگیلا نو یا کسی دوسرے مقام پر ٹھیرنے کی بجائے براہ راست روما تک سفر کریں۔ جس طرح ممکن ہو مجھے اس شہر میں پہنچا دیں۔"

"لیکن یہ تو بتائیے روما پہنچ جانے کے بعد آپ کا ارادہ کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔ "کیا کوئی محفوظ مقام وہاں ایسا ہے۔ جس میں آپ پناہ حاصل کر سکیں گی؟"

"میں دوبارہ عرض کرتی ہوں کہ فی الحال کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھیے" خاتون نے پرجوش آواز سے کہا۔ "یقین کیجئے انسان کی بہترین فیاضیاں وہی ہیں جو بغیر کسی معاوضہ کی امید کے دوسرے آدمی پر پورا بھروسہ کر کے کی جائیں اسی طرح کی فیاضی میں آپ کے ہاتھوں چاہتی ہوں سوال یہ ہے۔ کیا آپ میری التجا قبول کریں گے؟ نہیں مجھ کو پورا یقین ہے۔ کہ آپ مجھے مایوس نہیں کر سکتے۔ جس کے لئے میں پھر ایک بار آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے میرے دونوں ہاتھ اپنے سرد نازک ہاتھوں میں پکڑ لئے اور ان کو بڑے زور سے دبایا۔ لیکن یہ حالت صرف ایک ثانیہ قائم رہی

کیونکہ اس انتہائی شکر گذاری کی حالت میں بھی اجنبی خاتون کی طرف سے شرمیلے پن کا اظہار ہونے لگا میں سخت حیران تھا۔ کہ کیا کروں اور کیا جواب دوں اس کی درخواست نامنظور کرنا میرے خیال میں سنگ دلی اور بیرحمی کی انتہا تھی کم از کم میں ایسی بے رحمی کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ پھر خیال آیا۔ کہ اس خاتون کو اپنے پاس رکھنا چونکہ لاتعداد پیچیدگیاں پیدا کرنے والا معاملہ ہے اس لئے جہاں تک بہتر ہو اسے منزل مقصود تک پہنچا کر علیحدگی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ رات بھر گاڑی میں بیٹھ کر سفر کرنا۔ اس سے ہزار درجے بہتر تھا۔ کہ ہم کسی کمرہ میں شب باش ہوتے کسی دوسری عورت کی عدم موجودگی میں ہمارا تنہا ایک جگہ رہنا قطعاً غیر مناسب تھا۔ اور یہ بھی اس حالت میں کہ میں اس خاتون کے نام تک سے ناواقف تھا۔ اور اگر کوئی مجھ سے اس کے بارہ میں کسی طرح کے سوالات پوچھتا تو میں کوئی جواب بھی نہ دے سکتا تھا۔ حالت بے حد ناخوشگوار تھی اور چونکہ اب گاڑی کے اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس لئے میں دل ہی دل میں باتیں کرتے ہوئے یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ میری بھی کیا زندگی ہے۔ کہ ایک طرح کے واقعات پراسرار سے بمشکل نجات ہوئی تھی کہ اب ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کے آغاز و انجام کا کوئی حال مجھ کو معلوم نہ تھا۔

رفتہ رفتہ اجنبی خاتون کے آہستہ اور آہنگ دار سانس سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ وہ سو رہی ہے شاید وہ جسمانی طور پر نہیں تو ذہنی طور پر تھکی ماندی تھی اور حال کی بڑھتی ہوئی پریشانیوں کے بعد اس کا دماغ مراجعانہ اثرات کے طفیل موکر آرام کا خواہشمند تھا۔ یا ایسا بھی ہو سکتا تھا۔ کہ یہ سلسلہ گفتگو کو

جاری نہ رکھنے کے لئے نیند کا بہانہ کر رہی ہو۔ لیکن صحیح حالات نہ جانتے ہوئے بھی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ غالباً وہ سو رہی ہوگی۔ کیونکہ اس کی صورت نہ دیکھنے کے باوجود یہ پختہ یقین میرے دل میں جاگزین ہوگیا تھا کہ وہ ایک معصوم و پاکباز خاتون ہے اور اس کے لہجہ اور الفاظ سے اس خیال کو دل میں جگہ دینے کا کوئی امکان نہ تھا۔ کہ وہ کسی طرح کی حیلہ سازی کر سکتی ہے۔

اسی طرح کئی گھنٹے گذر گئے اور ہمارا سفر گہری خاموشی میں جاری رہا میگلیانو کا قصبہ آیا اور پیچھے رہ گیا گاڑی جس وقت اس شہر کے بازاروں سے گذری تو سڑک کے دورویہ لگے ہوئے لیمپوں کی روشنی نے گاڑی کی کھڑکیوں سے داخل ہوکر محض اتنا ظاہر کیا۔ کہ ایک خاتون سیاہ لباس میں لپٹی ہوئی چہرہ پر نقاب ڈالے میرے پہلو میں بیٹھی ہے۔ اس کی شکل و صورت کے بارہ میں میں اب بھی اتنا ہی لاعلم رہا جتنا پیشتر تھا بڑی دیر تک وہ اس طرح چپ چاپ اور بے حرکت پیچھے کو جھکی ہوئی۔ اس قسم کا آہنگ دار سانس لیتی رہی گویا بے خبری کی نیند سوتی تھی حالانکہ میں نے وہ رات آنکھوں ہی میں بسر کی کیونکہ حالات اتنے پر پیچ تھے اور ان کی وجہ سے میرے دماغ میں ایسی الجھن پیدا ہوگئی تھی۔ کہ آرام کی خواہش مطلق پیدا نہ ہوتی تھی رستہ میں کئی بار ہماری گاڑی گھوڑے تبدیل کرنے کے لئے ٹھیری لیکن وہ خاتون نہ اپنی جگہ سے ہلی نہ بیدار ہوئی تھی۔ کہ ایک دو مرتبہ میں اپنی انگلیوں کو سیدھا کرنے کے لئے گاڑی سے نیچے بھی اترا لیکن اس نے مجھے روکنے کی کوشش نہ کی۔ اس سے یہ شبہ میرے دل میں پیدا ہونے لگا کہ غالباً پہلی دفعہ بھی اس نے محض اس لئے مجھے روکا تھا

کہ میں اس گاڑیبان سے جو اگلے پڑاؤ پر آکر رخصت ہو گیا تھا۔ سوالات کے ذریعہ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کر سکوں کہ وہ کونسی عمارت تھی جس کے پاس سے ہم گذرے تھے اور جس سے نکل کر وہ عورت ہمارے پاس آئی تھی۔

آخر کار جب بہت رات جا چکی تو دفعتاً یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ اس غریب کو بھوک پیاس لگی ہوگی اور مجھے یہ سوچکر ندامت بھی ہوئی۔ کہ کس لئے میں نے پیشتر اس سے اس بارہ میں کوئی سوال نہ پوچھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ حالات کی جدت اور بڑھی ہوئی پریشانی کے باعث میری اپنی بھوک چونکہ زائل ہو گئی تھی۔ اس لئے میرے دل میں اس کا خیال ہی پیدا نہ ہوا۔ آخر کار جب گاڑی پھر ایک بار گھوڑے تبدیل کرنے کے لئے ایک سرائے کے دروازہ پر ٹھیری تو میں نے ہلکی آواز سے اس کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کھانے کے بارہ میں دریافت کیا وہ میری آواز سنکر اس طرح چونکی جیسے کوئی آدمی گہری نیند سے بیدار ہوتا ہے۔ لیکن میری درخواست کا جواب اس نے بصورت انکار دیا گو ساتھ ہی میرے استفسار کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں جب ہمارا سفر دوبارہ شروع ہوا تو کہنے لگی۔ "کیوں صاحب اب شہر روما کا فاصلہ کسقدر باقی رہا ہوگا؟" میں نے اندازہ سے جواب دیا "غالباً دو گھنٹے اور لگ جائیں گے" اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ البتہ اب کی بار اس نے ذرا سی کروٹ بدل لی گویا یا تو وہ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی یا دوبارہ نیند حاصل کرنے کی کوشش کیا چاہتی تھی۔ میں خود اس کے پہلو سے اٹھ کر مقابل والی نشست پر بیٹھ گیا اور چونکہ سارا رستہ کھڑکیوں کے شیشے بند رہے تھے اس لئے پوچھا "کیا آپ چاہتی ہیں۔ کہ

تازہ ہوا کی آمد و رفت کے لئے شیشے گرا دیئے جائیں؟ اس کا جواب اس نے بصورت اثبات دیا اور میں نے ایک شیشہ گرا دیا چند منٹ کے عرصہ میں پھر اس نے اسی طرح سانس لینا شروع کیا۔ گویا دوبارہ سو گئی ہے گو اب کی بار اس کی نیند اتنی گاڑھی تھی یا ممکن ہے اس نے سونے کی محض نمائش کی ہو۔ کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد سسکیوں کی آواز دبی ہوئی کراہٹ کے ساتھ ملکر اس کے منہ سے خارج ہوتی سنائی دیتی تھی جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوا۔ کہ شاید وہ پہلے بھی اسی طرح نیند کا بہانہ کرتی رہی تھی۔ خیر لمبی شب بیداری کے بعد رفتہ رفتہ میری اپنی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں خیال ہے کہ میں تھوڑی کے لئے سو بھی گیا۔ کیونکہ دوبارہ آنکھ کھلی تو صبح کاذب کی پھیکی روشنی گاڑی میں داخل ہونے لگی تھی۔

شروع میں تھوڑی دیر جب تک میرا دماغ اثر خواب کو باطل کرنے سے قاصر تھا ایسا معلوم ہوا۔ گویا میں نے کوئی پریشان کن خواب دیکھے لیکن رفتہ رفتہ یہ حقیقت واضح ہونے لگی کہ میں اس گاڑی میں اکیلا نہیں ہوں میری نگاہ اس محو خواب عورت کی طرف گئی جو بالمقابل گاڑی کی دوسری نشست پر پیچھے کو جھکی ہوئی تھی۔ خدا معلوم ہوا کے جھونکے نے یا اس کی اپنی کسی حرکت نے اب اس نقاب کو جسے میگلیانو کے بازار سے گذرتے ہوئے سڑک کے لیمپوں کی روشنی میں میں نے اس کے چہرہ پر بندھا ہوا دیکھا تھا۔ ایک طرف کو سرکا دیا تھا۔ اور وہ سیاہ لبادہ بھی جو اس نے پہن رکھا تھا۔ کسی قدر ایک طرف کو ہٹ گیا تھا۔ اس کے باوجود صبح کی روشنی اسقدر غیر واضح اور مدھم تھی۔ کہ میں یکایک اس کے خط خال کو اچھی طرح

نہ دیکھ سکا اس کے حسن کی ساری تفصیلات خواب کی طرح ایک ایک کر کے مجھ کو دکھائی دیں فائت درجہ سیاہ بال۔ قدرتی خم کھائے ہوئے اور بے حد چمکیلے اس کی خوشنما پیشانی اور مرمری رخساروں پر بکھرے ہوئے بادِ سحری کے نرمت بیز جھونکوں سے لہراتے تھے بند آنکھوں کے اوپر سیاہ رنگ کے ابرو کمان اور سپید رخساروں پر جھکی ہوئی لمبی سیاہ پلکیں تھیں ہونٹوں کی رنگت یاقوت کی طرح سرخ تھی۔ ٹھڈی قدرے گول۔ چہرہ کی ساخت بیضوی خط و خال انتہا درجہ موزوں۔ پیشانی بلند اور ناک قدیم یونانی طرز کی ستوان تھی۔ رنگت قدرتی سپید لیکن اب جوش اور ریخ و غم کی شدت سے اور بھی زیادہ زرد تھی۔ جلد بدن صاف مگر اس کی سپیدی میں وہ دبی ہوئی سرخی پائی جاتی تھی۔ جو اسطرح کی سپیدی کو دلکش اور جاندار بناتی ہے یعنی اس بے رنگ سپیدی سے مختلف جس کو بیماری کا نشان سمجھا گیا ہے۔ اس کے چہرہ سے ہٹ کر میری آنکھیں رفتہ رفتہ اس کے باقی حصہ بدن کی طرف گئیں۔ اس کے سارے اعضا سڈول اور بلحاظ ساخت بے حد موزوں تھے قامت متوسط یا اس میں کچھ درازی تھی تو اتنی خفیف کہ بادی النظر میں ظاہر نہ ہو سکتی تھی۔ مگر سب سے زیادہ دلکش اس کا وہ انداز معصومیت تھا۔ جو اس کی بے خبری کی ہر ادا میں پایا جاتا تھا۔ بدن اس کا چھریرا۔ تو تھا۔ مگر لاغر نہیں۔ یعنی ٹھیک اس قسم کا تھا جیسے کسی اٹھارہ یا انیس سال کی نوجوان خاتون کا ہونا چاہیئے۔ اور یہی اس کی عمر تھی جو مجھ کو اندازہ سے معلوم ہوئی لباس اس کا ادنے اور معمولی تھا۔ اور اس کا انداز پوشش ظاہر کرتا تھا۔ کہ وہ دراصل اس کے لئے تیار نہ ہوا ہوگا

گو اس کی ساخت اتنی دلفریب اور مکمل تھی۔ کہ وہ میلا نا موزوں لباس بھی اس پر اعلیٰ پیمبن پیدا کرتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حسن خداداد میں ایک ایسی کشش پائی جاتی ہے جو گھن میں آئے ہوئے چاند کی مانند میلے لباسوں اور ادنے پوششوں سے بھی چھپائے نہیں چھپتی ایسی ہی دلفریبی اس نازنین کی صورت میں پائی جاتی تھی جسے اتفاقی حالات نے میرا ہمسفر بنایا تھا۔ کچھ اس طرح کی چھپی ہوئی نجابت اور نفاست اس کے چہرہ میں موجود تھی۔ جوان خاتونوں سے مخصوص سمجھی گئی ہے جنکی تربیت اور پرورش آرام و آسایش کے حالات میں ہوئی ہو۔ بیداری خوبیاں اس کے چہرہ سے حالت خواب میں بھی پوری طرح واضح ہوتی تھیں گو جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے میرے لئے اس کی موجودہ حالت میں اسکے انداز و اطوار سے کسی بات کا صحیح اندازہ کرنا مشکل تھا۔ بحیثیت مجموعی میں اس یقین کو اپنے دل سے خارج نہ کر سکا۔ کہ لباس کی ظاہری کثافت کے باوجود وہ کوئی طبقہ اعلیٰ کی خاتون ہے اور اس کے خارجی حالات کا اس کے باطنی اوصاف سے درحقیقت کوئی تعلق نہیں۔

قریباً پاؤ گھنٹہ اور وہ اسی طرح محو خواب رہی اور اس اثنا میں دن کی روشنی بتدریج واضح اور صاف ہوتی گئی حتےٰ کہ آخر کار اس نے رفتہ رفتہ اپنی موٹی سیاہ آنکھیں کھولیں جن کی جھپکیلی تہ میں ایک دلفریب حلاوت اور شیریں فکر و تشویش کے ساتھ ملی ہوئی پائی جاتی تھی اور گو ہمیں اس گاڑی میں ایک جا بیٹھے کئی گھنٹے گذر گئے تھے۔ تاہم اس وقت جب پہلی مرتبہ ہماری آنکھیں چار ہوئیں تو مجھ کو وہ مست سیاہ آنکھیں اس آہو کے رم کردہ کی آنکھوں مشابہ نظر آئیں جو شکاریوں سے خوفزدہ ہو کر بھاگا ہو۔

باب ۱۰۵۰

رومتہ الکبریٰ

جونہی اس کی نگاہ میری نگاہ سے ملی۔ شرم کی دبی ہوئی سرخی اس کے خوشنما چہرہ پر پھیل گئی۔ اور وہ جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی ساتھ ہی اُس کی آنکھیں گاڑی کے فرش کی طرف جھک گئیں۔ کچھ شک نہیں وہ شرمیلی کی دہشت اور حیا اس کی ہر ادا میں پائی جاتی تھی اور مجھ کو یہ سوچ کر بے حد رنج ہوا کہ کیوں میں نے ایک لحظہ کے لئے بھی اس خیال کو دل میں جگہ دی کہ ایک ایسی پاکباز خاتون کا تعلق کسی جرم یا گناہ سے ہو سکتا ہے۔ لیکن سچ پوچھئے تو میرا یہ افسوس غیر ضروری اور بیجا تھا۔ کیونکہ رات کے اندھیرے میں اس کی صورت دیکھنا یا اس سے کسی بات کا اندازہ کرنا غیر ممکن اور محال تھا۔

آن واحد میں وہ سرخی اس کے رخساروں سے زائل ہو گئی اور اس نے سہمے ہوئے انداز سے چھپی نظروں سے میری طرف دیکھا وہ بھی صرف ایک لمحہ کے لئے بظاہر اتنے میں ہی اس کو پورا یقین ہو گیا کہ میں نے جو تسلی اور تسکین کے الفاظ اس سے کہے تھے وہ ایسے نہ تھے کہ ان پر شک کیا جا سکے میں نے اس سے نرم لفظوں میں پوچھا "کیا آپ نے پوری نیند لے لی؟" اور بعد ازاں کھڑکی سے دیکھ کر یہ بھی اس کو بتایا۔ "کہ اب ہم شہر روما کے پاس پہنچنے لگے ہیں"۔ کیونکہ حد نگاہ پر سینٹ پیٹر کے گرجا کا گنبد بادلوں تک پہنچا ہوا دکھائی دینے لگا تھا۔

"شکر ہے۔ میں پھر ایک بار شہر روما کو دیکھوں گی"۔ اس نے اس طرح

کی دبی ہوئی آواز میں کہا۔ جو بمشکل سنائی دیتی تھی۔ اور اس کے دونوں نازک ہاتھ اندازہ دعا سے مل گئے۔

"کیا میں دریافت کر سکتا ہوں؟" میں نے پوچھا "کہ آپ روما کے کس حصہ میں اترنا چاہتی ہیں یا اور کونسی خدمت ہے جو میں اس جگہ پہنچ کر بجا لا سکتا ہوں؟"

اس نے وحشت آمیز نظروں سے میری طرف دیکھا پریشانی اور غیر یقینی حالت کا اشتراک اس کے چہرہ پر نمودار تھا۔ اس کی حالت اس آدمی سے ملتی تھی جو محسوس کرتا ہو کہ وہ محتاج بے یار و مددگار اور بے گھر ہے۔ لیکن ساتھ ہی کوئی مدعائے خاص سکو درپیش ہو اور وہ اس کی دشواریوں کو بخوبی سمجھ سکتا ہو۔ اس کمسن نازنین کے بھولے بھالے چہرہ پر اس طرح کے آثار پریشانی دیکھ کر میرے دل کو سخت قلق ہوا اور مجھے قدرت کی اس بے رحمی پر بے حد افسوس ہوا کہ اس نے ایک ایسی نازنین کو دنیا کی بدترین مصیبتوں کا تلخ تجربہ حاصل کرنے کے لئے اس حالت تک پہنچایا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میں نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ کہ مجھ سے جو خدمت ممکن ہو دریغ نہ کروں گا۔ آپ کو میری دوستی پر بھروسہ کرنا چاہیئے؟"

گہری ممنونیت کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار ہوئے اور وہ کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے آپ پہلی مرتبہ اس شہر میں آئے ہیں اور اس لئے یقیناً یہاں پر اجنبی ہوں گے؟"

"یہ صحیح ہے" میں نے تسلیم کیا "مگر اس کے باوجود کوئی وجہ نہیں کہ میں آپ کی خدمت نہ کر سکوں میرے پاس کافی روپیہ موجود ہے اور اگر آپ کو کسی طرح کی مالی ضرورتیں درپیش ہوں تو آپ اس سے پوری طرح فائدہ

اٹھا سکتی ہیں"

"صاحب آپ انگریز ہیں اور اس لئے آپ کا مذہب پراٹسٹنٹ ہے" وہ انداز تشکر سے میری طرف دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے بولی "حالانکہ مجھ کو بتایا گیا تھا کہ پراٹسٹنٹ لوگ... لیکن خیر اس ذکر کو جانے دیجئے میں بہت کچھ کہہ سکتی ہوں مگر..."

وہ پھر خاموش ہو گئی معلوم ہوتا تھا۔ جذبات کا ہجوم اظہار خیالات میں مانع ہے چند لمحوں تک وہ رومال سے آنکھیں دبائے چپ چاپ بیٹھی رہی جب اس کے بعد اس نے رومال ہٹایا تو معلوم ہوا کہ رو رہی ہے۔

"بے شک آپ ایک کام میرے لئے کر سکتے ہیں" اس نے آخر کار کہا "کیوں نہ میں صاف صاف کہہ دوں کہ اس شہر میں جہاں ہم اسوقت جا رہے ہیں کوئی گھر ایسا نہیں جس کا دروازہ میری آمد کے لئے کھولا جائے نہ میرا وہاں کوئی دوست ہے جو مجھ کو پناہ دے ساتھ ہی یہ بھی میں کہہ دینا چاہتی ہوں کہ میں جسوقت ان بیرحموں سے چھٹ کر بھاگی تھی۔ جن کے جور و تشدد کی مجھکو شکایت ہے تو میرے پاس ایک پیسہ تک موجود نہ تھا۔ لیکن... یاد آ گیا" دفعتاً وہ کچھ سوچکر کہنے لگی "ایک درخواست میں آپ سے کرتی ہوں مجھ پر آپ کے احسانات بے شمار ہیں تو بھی پوری امید ہے۔ کہ آپ میری وہ ایک درخواست ماننے سے انکار نہ کریں گے اور وہ درخواست یہ ہے کہ آپ شب گذشتہ کے واقعہ کا حال کسی سے بیان نہ کریں حتیٰ کہ اپنے کسی نہایت عزیز دوست سے بھی نہیں۔ کسی موقعہ پر نہیں۔ یہاں تک کہ رازداری کی گفتگو میں بھی آپ اس واقعہ کی طرف بالکل اشارہ نہ کریں"

"اطمینان فرمایئے یہ واقعہ اس قسم کا نہیں ہے کہ میں اس کا ذکر بلا وجہ اوروں سے کرتا پھروں"۔ میں نے جواب دیا کیونکہ ہر چند میں نے تہ کے حالات جاننے کی کوشش نہیں کی۔ تاہم صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کی طبع اتنی نازک ہے کہ وہ خلقت کی چہ میگوئیوں کی تاب نہیں لا سکتی اور اب یہ فرمایئے۔ کہ میں آپ کے لئے کیا خدمت سرانجام دے سکتا ہوں؟ کیا میں کسی اچھے سے ہوٹل میں آپ کے رہنے کا انتظام کر دوں...؟"

"نہیں" اس نے جلدی سے بے تاب ہو کر کہا: "آپ مجھے کسی نہایت ادنیٰ مکان میں رہ کر تھوڑا عرصہ گمنامی کی زندگی بسر کرنے دیں..."

"آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں اجنبی نہیں ہیں"۔ میں نے کہا: "اس لئے فرمایئے میں کس حصہ شہر میں آپ کے لئے جائے سکونت تلاش کر دوں؟"

وہ تھوڑی دیر چپ چاپ سوچتی رہی پریشانی سے ملی ہوئی ذہنی اذیت کی جھلک اس کے خوشنما چہرہ پر موجود تھی اور میں اس کی حالت پر رحم کھائے بغیر نہ رہ سکا۔ دفعتاً ایک خیال اس کے دل میں پیدا ہوا اور وہ خوشی کے پر اُمید لہجہ میں کہنے لگی: "آہ یاد آ گیا ایک جگہ ایسی ہے جہاں میں اپنی مرضی کے مطابق رہ سکوں گی ایک نیک دل بوڑھی عورت میرے بچپن کی کھلائی آجکل رہتی ہے وہ اگر اب تک زندہ ہو تو ضرور مجھے اچھی طرح رکھیگی"

اس نے اس مقام کا نام بتایا جہاں وہ اترنا چاہتی تھی اور چند منٹ کے عرصہ میں گاڑی شہر روما کی حدود میں داخل ہو گئی۔ خاتون نے دوبارہ نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی اور اس طرح گاڑی کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئی کہ کوئی اُسے انتہائی غور و تجسس سے ہی دیکھ سکتا تھا۔ میں نے کھڑکی

سے گردن نکال کر گاڑیبان کو وہ پتہ بتایا جو خاتون نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ اس مقام سے ناواقف ہے اس پر اجنبی عورت نے تھوڑی سی تفصیل اور بیان کی اور جب میں نے وہ مزید واقفیت گاڑیبان کو بہم پہنچائی تو وہ سمجھ گیا کہ اسے کس جگہ گاڑی لے جانی چاہیئے۔

"چونکہ وہ ایک ادنےٰ قسم کی گلی ہے" میری ہمسفر خاتون نے کہا۔ "اس لئے تعجب کی بات نہیں کہ یہ آدمی اس سے ناواقف ہے"

تھوڑی دیر خاموشی رہی اور میں دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ کہ بالفرض وہ بوڑھی عورت جس کی اسکو تلاش ہے اس سے پہلے مر چکی ہو۔ یا کسی دوسری جگہ چلی گئی ہو تو پھر وہ کیا طریقہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گی؟ یا مجھے کیا مشورہ اس کو پیش کرنا چاہیئے؟ انہی فکروں میں بیٹھا تھا۔ کہ اس نے باہر کی طرف دیکھ کر اس گلی کو پہچانا جس سے گاڑی گذرنے لگی تھی اور جو نہ صرف بہت تنگ تھی بلکہ اس کے مکانات بھی ادنےٰ قسم کے تھے یکایک وہ کہنے لگی "بس اب میں آپ سے جدا ہوتی ہوں میں نہیں جانتی کہ میری بوڑھی دایہ زندہ ہو گی یا نہیں۔ لیکن میں بہرحال اس گلی میں اپنے رہنے کی کوئی جگہ ڈھونڈ لوں گی۔ رخصت ہونے سے پیشتر میں نہیں جانتی آپ کی عنایتوں کا شکریہ کس طرح ادا کروں مجھ کو اظہار مدعا کے لئے الفاظ نہیں ملتے ہاں اس کا میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ جو عنایت آمیز فیاضانہ سلوک آج آپ نے مجھ سے کیا ہے۔ اس کو میں تا زیست نہ بھولوں گی اور اس کی یاد مرتے دم تک میرے دل میں قائم رہے گی غیر ممکن ہے کہ میں آپ کے احسانات کو کبھی فراموش کر سکوں"

اس کی آواز جوش سے تھرائی ہوئی اور الفاظ اس کے دل سے نکلے ہوئے

معلوم ہوتے تھے گاڑی چند قدم اور آگے چل کر ٹھہر گئی اور وہ اترنے کے لئے اٹھی رخصت ہونے سے پیشتر اس نے مصافحہ کے لئے اپنا نازک ہاتھ پیش کیا میں نے ہاتھ ملاتے ہوئے نازک پیرایہ میں درخواست کی کہ آپ کو اخراجات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے میرا بٹوہ اپنے پاس رکھئے اس میں شرمانے کی کوئی بات نہیں"۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر کھڑکی کھول کر گاڑی سے اتری اور میری نظروں کے سامنے ایک مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ اندر جانے سے پیشتر پھر ایک بار اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور مجھے اس کی خوشنما آنکھوں میں گہری ممنونیت کے آثار دکھائی دیئے ایک ثانیہ بعد وہ میری نظروں سے پوشیدہ ہو گئی

اب میں نے گاڑی بان کو اس ہوٹل کا پتہ بتایا جسمیں مجھ کو قیام کرنا تھا اور جس کی سفارش اس ہوٹل کے مہتمم نے کی تھی۔ جس میں شہر فلارنس میں ہمارا قیام تھا۔ مجھے اسجگہ رہنے کو ایک اچھا کمرہ مل گیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ ہوٹل ہر طبقہ کے مسافروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ انگریز فرانسیسی اور جرمن سیاح خصوصیت سے زیادہ اس میں رہتے تھے۔ چونکہ مجھ کو لگاتار سفر کرتے کم و بیش چوبیس گھنٹے ہوئے تھے اس لئے میں نیند لینے کی نیت سے اپنے کمرہ میں جاتے ہی لیٹ گیا لیکن بڑی دیر تک آنکھ نہ لگ سکی اس پراسرار حسینہ کی ملاقات اور اس کی پردہ راز میں چھپی ہوئی شخصیت خواب پریشان کی طرح عرصہ دراز تک میرے خیالات میں الجھن پیدا کرتی رہی۔

دوپہر ڈھلنے لگی تھی۔ کہ آخر کار میں اٹھا۔ اور کچھ کھا کر شہر کے بازاروں کی سیر کرنے نکلا۔ جی میں سوچا جو معرفی خط کونٹ آف لورز نے مجھ کو دئے تھے ان کو کل ان شخصوں کو پیش کروں گا۔ جن کے نام وہ مکتوب

تھے۔

رومولس کے بسائے ہوئے اس نہایت قدیم شہر کے بازاروں کا گشت کرتے ہوئے لاتعداد عجیب خیالات میرے دل میں پیدا ہونے لگے۔ یہی وہ سڑکیں تھیں جہاں کسی زمانہ میں ان اکابر سلف کے قدم اٹھے تھے جن کے نام صفحات تاریخ میں نہ مٹنے والی سیاہی سے لکھے جا چکے ہیں۔ اور گو ان کے زمانہ میں وہ عمارتیں جو اب مجھ کو نظر آتی تھیں موجود نہ ہوں گی۔ تاہم یہ امر واقعہ تھا۔ کہ ان کے پاؤں انہی سڑکوں سے گذرے تھے اور یہی نیلگوں آسمان ان کے سروں پر محیط تھا۔ میں نے سوچا جس مقام پر میں چل رہا ہوں وہیں کسی زمانہ میں فیبلس اعظم جس نے اپنے شہر کو برنیس اور گال قوم کے وحشیوں سے نجات دلائی تھی چلا ہوگا۔ انہی بازاروں سے لوگوں کا خیر خواہ سیزر جو بروٹس اور روما کے متکبر رؤسا کے تعصب کا شکار ہوا فاتحانہ انداز سے گذرا ہوگا۔ اور انہی رستوں کی گرد نامہ سپہ سالار پمپی کے پیروں کو آلودہ کرنے کا موجب بنی ہوگی یہ اور ایسے ہی لاتعداد خیالات میرے دل میں پیدا ہوئے۔ لیکن جیسا میں نے پیشتر بیان کیا ہے۔ میرا مقصد چونکہ اس داستان کو غیر ضروری تفصیلات سے لمبا کرنے کا نہیں اس لئے میں ان جزئیات کو نظر انداز کرتا ہوں۔

اس سے اگلے روز مناسب وقت پر میں وہ خطوط لے کر چلا جو میرے دوست کونٹ آف لوورنو نے رخصت کرنے سے پیشتر مجھ کو دیئے تھے ایک چٹھی کونٹ آف لوولی کے نام تھی اور دوسری سینیر الیونیو کے نام یہ دونو کونٹ آف لوورنو کے گہرے دوست تھے۔ انگریزی بڑی روانی سے بول سکتے تھے اور ان کو انگریزوں سے طبعی لگاؤ بھی تھا۔ سچ پوچھو

تو یہی بڑی وجہ کونٹ کے مجھ کو ان کے نام سفارشی چٹھیاں دینے کی تھی۔ میں نے ایک گاڑی کرایہ کی اور سب سے پہلے کونٹ آف ٹولی کے مکان پر گیا۔ پرانی طرز ساخت کی ایک نہایت کشادہ عمارت تھی۔ جس کی اندرونی آرائش میں کچھ ایسی تبدیلیاں کر دیگئی تھیں کہ مکان کے ظاہر و باطن میں بے حد اختلاف تھا۔ لاتعداد وردی پوش نوکر جگہ جگہ موجود تھے۔ انہی میں سے ایک مجھے اپنے ساتھ کئی کمروں سے گذار کر اس لائبریری میں لے گیا جہاں کونٹ آف ٹولی ایک میز کے پاس بیٹھا کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی۔ قامت متوسط لیکن جیسا وہ کھڑا ہوتا تو انداز وقار سے اٹھی ہوئی گردن قامت کی درازی کو اس سے زیادہ ظاہر کرتی تھی جتنی درحقیقت تھی چال ڈھال میں تھی مگر اس کے باوجود کسی طرح کی بیجا نخوت اس میں نہیں تھی۔ ابتدا میں وہ مجھ کو خاموشی پسند نظر آیا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس کی طرف سے عنایت آمیز سلوک کا اظہار ہونے لگ گیا چنانچہ جس وقت میں نے کونٹ آف لوورنو کا دیا ہوا معرفی خط پیش کیا تو اس نے مجھے ایک کرسی پر بیٹھ جانے کے لئے کہا اور بعد ازاں خط کا مضمون پڑھ کر اس کے چہرہ سے رہے سہے سختی کے آثار زائل ہو گئے

خط کا مضمون شروع سے آخر تک پڑھنے کے بعد کونٹ آف ٹولی نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ مجھ کو پیش کیا۔ اور نجھی ہوئی انگریزی میں کہا "جس صورت میں میرے عزیز دوست نے ایسے اچھے لفظوں میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے تو غیر ممکن ہے کہ مجھے آپ سے ملکر خوشی نہ ہو مسٹر ولمٹ آپ ہمارے شہر کی سیر کرنے آئے ہیں اور اس کے طریق و اطوار اور رسم و رواج سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں میں اس کام میں بخوشی آپ کو مدد دوں گا۔ میرا بیٹا... میرا بیٹا کلوتا بیٹا دائی

کونٹ آج اس جگہ موجود نہیں کل وہ آپ کے پاس ہوٹل میں آ سکے گا۔ اور بڑی خوشی سے شہر کے مختلف نظارے آپ کو دکھلائے گا۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ شام کا کھانا آپ یہیں نوش فرمائیے "

میں نے اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد کونٹ مجھے اپنے نگارخانہ میں لے گیا۔ جہاں عہد قدیم کے مشہور اساتذہ کی شہکار تصویریں دیواروں سے آویزاں تھیں یہ تصویریں دکھاتے ہوئے کونٹ آف ٹوولی نے ہر ایک کی تفصیل مجھ سے بیان کی اور میں نے دیکھا۔ کہ اس کی گفتگو اتنی شستہ اور پاکیزہ تھی۔ اور اس کے الفاظ میں تکبر یا نخوت کے آثار یہاں تک مفقود تھے۔ کہ میں دل ہی دل میں اس کے اخلاق کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ایک اور کمرہ میں سنگ تراشی کے بعض نایاب نمونے رکھے تھے کونٹ کی درخواست پر میں نے ان کا بھی معائنہ کیا۔ بعد ازاں وہ مجھے ایک اور کمرہ میں لے گیا جہاں خوراک کی چیزیں سجی تھیں اس طرف جاتے ہوئے میں دل ہی دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ نصف گھنٹہ کے مختصر قلیل میں مجھ کو مصوری اور سنگتراشی کے بارہ میں اس قدر معلومات حاصل ہوگئیں جو شاید برسوں کے مطالعہ کتب سے حاصل نہ ہو سکتیں کچھ شک نہیں سر میتھیو ہیلیٹن کا یہ اندازہ بالکل صحیح تھا۔ کہ انسان سیر و سیاحت اور میل جول سے ہی تجربہ حاصل کرتا اور زندگی کے مختلف پہلوؤں سے پوری طرح واقف ہو سکتا ہے۔

جس وقت میں کونٹ آف ٹوولی کے سامنے لنچ کی میز پر بیٹھا تھا تو اس کے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کی مسز کونٹس آف ٹوولی کو مرے کئی سال ہو گئے اس کے بطن سے صرف ایک ہی لڑکا پیدا ہوا تھا۔ جو اپنے باپ

کے پاس رہتا تھا۔ دفعتاً کونٹ نے مجھ سے پوچھا۔ کیا آپ اس شخص کے کسی اور آدمی کے نام بھی خط لائے ہیں؟ جسپر میں نے سینیر ایولینو کا نام لیا اس نام کو سنکر ایسا معلوم ہوا گویا کونٹ کے چہرہ پر عجیب طرح کے آثار پیدا ہو گئے میں نہیں جانتا یہ میرا وہم تھا۔ یا کیا۔ بہرحال اس طرح کی تبدیلی مجھ کو نظر آئی۔ لیکن وہ جلدی ہی زائل ہو گئی اور میں اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ شاید مجھی کو دھوکا ہوا ہو۔ کونٹ نے اسی طرح عنایت آمیز پیرایہ میں گفتگو جاری رکھی۔ اور میں نے اپنی طرف سے کونٹ آف لودرنو کی زندگی کے عجیب واقعات یعنی اس کا ڈاکوؤں کی جماعت میں شامل ہو کر رہنا آلیو یا سے عشق کرنا مارکو اوبرٹی کی گرفتاری کونٹ کی کوشش سے مارکوئیس آف کاسانو کی رہائی اور گرینڈ ڈیوک کا ازسرنو دونو بھائیوں پر نظر التفات کرنا ساری باتیں بیان کیں قدرتی طور پر مجھے اپنی بھی ان کوششوں کا ذکر کرنا پڑا جو مجھے اس معاملہ میں بطور امداد کرنی پڑی تھیں مگر کونٹ آف لودرنو کی ہدایت کے مطابق یہ بات ظاہر نہ ہونے دی۔ کہ میں کسی زمانہ میں ایک معمولی نوکر کی حیثیت رکھتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں اس ذکر کو بھی نہ چھیڑتا اگر ان باتوں کا کچھ حال اس خط میں درج نہ ہوتا۔ جو میں کونٹ آف لودرنو کی طرف سے کونٹ آف ٹوڈلی کے نام لایا تھا۔ چونکہ اس میں لکھا تھا۔ کہ "آپ اس بارہ میں باقی تفصیلات مسٹر ولمٹ کو زبانی معلوم کر سکیں گے" اس لئے خود کونٹ کی تحریک پر ہی مجھ کو سارا حال بیان کرنا پڑا تھا۔ کونٹ آف ٹوڈلی نے ساری باتیں گہری توجہ کے ساتھ سنیں اور جب میں اپنا بیان ختم کر چکا تو وہ ان واقعات کے مبارک انجام پر اظہار مسرت کرنے لگا تھا کہ یکا

یک دروازہ کھلا اور ایک نوکر چاندی کے تھال پر خط رکھ کر حاضر ہوا۔ نوکر کے چلے جانے کے بعد کونٹ نے خط کے سرنامہ پر نظر ڈالی لیکن پہچانتے ہی اس کے چہرہ پر دبی ہوئی پریشانی کے آثار نمودار ہوئے چنانچہ اس نے معذرت چاہتے ہوئے اس خط کے پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ جو میں نے بڑی خوشی سے دی مگر میں نے دیکھا کہ خط کا مضمون پڑھ کر اس کے چہرہ کی پریشانی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی۔

"مسٹر ولٹ معاف کیجئے" اس نے کھلا خط میز پر اوندھا رکھ کر اس طرح کی تھرائی ہوئی آواز میں جو دبائے نہ دب سکتی تھی۔ حالانکہ وہ اپنی طرف سے ضبط کی انتہائی کوشش کر رہا تھا۔ مجھ سے کہا۔ "مجھے آپ سے مل کر اور آپ کی باتیں سنکر بے حد خوشی ہوئی تھی۔ افسوس ہے۔ کہ حالات کی مجبوری سے مجھ کو اس ملاقات کا خاتمہ پیش از وقت کرنا پڑا ہے۔ لیکن اس کے باوجود..."

"مائی لارڈ" میں نے اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ "میں خود آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع کیا" اور یہ کہتے ہوئے میں رخصت کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں نہیں مسٹر ولٹ یہ نہ خیال کیجئے کہ آپ کی تشریف آوری مجھ پر بار ہے" امیر موصوف نے میرا ہاتھ گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔ "اس کے برعکس مجھے آپ کی آمد سے بے حد خوشی ہوئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ پھر بھی آپ بارگاہ بگاہ آتے رہیں..."

میں نے پھر ایک بار کونٹ کا اس کی عنایت کے لئے شکریہ ادا کیا اور اس بات سے خوش کہ کونٹ آف لوڈونے میرا تعارف ایک ایسے

خوش اخلاق رئیس سے کرایا ٹوولی کے مکان سے رخصت ہوا۔ تاہم رستہ میں میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ وہ کوئی خاص ہی معاملہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے کونٹ نے مجھ کو یکایک رخصت کر دیا۔ اور جس نے اس کے چہرہ پر اس طرح کے آثار اضطراب پیدا کئے دوبارہ گاڑی پر سوار ہو کر میں نے ڈرائیور کو اس مقام کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ جدھر سینیرا ایولینو کا مکان تھا۔ قریباً آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں گاڑی ایک مکان کے سامنے رکی جو بستا چھوٹا مگر ظاہری ساخت کے اعتبار سے کونٹ آف ٹوولی کے محل کے مقابلہ میں عمدہ مال کا بنا ہوا نظر آتا تھا۔ صرف ایک وردی پوش نوکر ڈیوڑھی میں کھڑا تھا جس سے میں نے اس بات کا اندازہ کیا کہ سینیرا ایولینو کونٹ آف ٹوولی کے مقابلہ میں محدود مالی وسائل کا آدمی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کونٹ آف ٹوولی ہزاروں کا مالک ہے تو سینیرا ایولینو کی استعداد سیکڑوں تک محدود ہوگی امر واقعہ یہ ہے کہ ایولینو کا مکان گو ہر طرح سے با آسائش تھا۔ تاہم وہ امیرانہ ٹھاٹ جو کونٹ آف ٹوولی کے محل میں پائے جاتے تھے اس میں موجود نہ تھے۔

نوکر مجھے ایک کشادہ زینہ پر چڑھا کر اوپر لے گیا۔ جس سے آگے ایک لمبی غلام گردش تھی اس کے سرے پر پہنچکر اس نے ایک دروازہ کھولا اور میری آمد کی اطلاع دی میں دو تین قدم آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک اس قسم کا کمرہ ہے جیسا مصور لوگ اپنے فن کے لئے مخصوص رکھا کرتے ہیں ایک دراز قد شکیل نوجوان صبح کا لفیس لباس پہنے برش ہاتھ میں لئے اس جگہ تصویر بنانے میں مشغول تھا مجھے دیکھتے ہی وہ غیر معمولی عجلت کے ساتھ اٹھا اور اس طرح میری طرف کو آیا گویا میری آمد سے اپنے

کام میں خلل اندازی ہوتے دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔ سخت جوش کی حالت میں اٹھ کر وہ تیز چلتا کمرہ سے باہر نکلا۔ اس کی حالت ٹھیک اس آدمی سے ملتی تھی۔ جو اپنی بڑھی ہوئی مصروفیت میں کسی کی آمد سے سخت پریشان ہو گیا ہو۔

یہ حالت دیکھ کر مجھے بے حد افسوس ہوا۔ اور میں یہ سوچ کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ کہ میری آمد سینیرا لولینو کے لئے بار خاطر ہوئی کمرہ سے باہر نکل کر اس نے دروازہ مقفل کیا اور کنجی جیب میں ڈال کر غصہ اور جوش کی حالت فہمائش کے چند الفاظ اپنی زبان میں نوکر سے کہے۔ میں ان کا مطلب تو نہ سمجھ سکا۔ تاہم اندازہ سے معلوم ہوا۔ کہ وہ نوکر کو اس لئے سخت سست کہہ رہا ہے۔ کہ وہ مجھے ساتھ لیکر اس جگہ کیوں آیا۔ اور کیوں اس کے کام میں خلل ہوا؟ اس اثنا میں میں دل گرفتہ ایک جانب کھڑا تھا۔ نوکر کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد وہ میری طرف مڑا اور انداز اخلاق سے گردن کو خم کر کے مجھے ایک اور کمرہ کی طرف لے چلا یہ ایک خوشنما اور آراستہ بیٹھک تھی۔ میں نے کونٹ آف لودرو کی دی ہوئی چٹھی پیش کی جس کو ہاتھ میں لیتے ہی سینیرا لولینو کے چہرہ پر خوشی کی چمک پیدا ہو گئی۔ ساتھ ہی اس کے منہ سے کونٹ آف لودرو کا نام نکلا۔ اس کے بعد انتہائی اخلاق کے ساتھ جو اس سختی کے انداز سے بالکل ہی مختلف تھا۔ جس کا اظہار اس کی طرف سے میری آمد پر ہوا تھا۔ اس نے مجھے ایک کرسی پر بیٹھ جانے کے لئے کہا اور خط کھولکر اس کا مضمون پڑھنے لگا۔

"صاحب آغاز گفتگو سے پیشتر میں اپنے اس گستاخانہ رویہ کی معافی چاہتا ہوں۔ جس کا اظہار آپ کے ہوتے ہوئے مجھ سے اپنے نوکر کے بارہ میں ہوا" اس نے خط کا نصف حصہ پڑھنے کے بعد معذرتی لہجہ میں کہا

"لیکن امر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں اس بے وقوف کو بارہا سمجھا چکا ہوں۔ کہ اگر کوئی صاحب مجھ سے ملنے کے لئے آئیں تو ان کو میرے کام کرنے کے کمرہ میں نہ لایا کرو۔۔"

"مگر بابی سے آپ اس کا ذکر نہ کریں" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "کسی عذر خواہی کی حاجت نہیں"۔ اور یہ کہتے ہوئے میرے اپنے دل کو اس خیال سے بے حد افسوس ہوا۔ کہ میں نے اس کے سخت لہجہ سے کسی غلط رائے کو دل میں جگہ دی۔ کیونکہ اس نے میرا ہاتھ اس گرمجوشی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا اور اس طرح کھلے دل سے عذر خواہی کی۔ کہ میرا دل اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اس نے بڑے عنایت آمیز پیرایہ میں میرا خیر مقدم کیا اور میں نے دیکھا کہ وہ بھی انگریزی زبان اسی قدر شستگی اور روانی کے ساتھ بولتا تھا جس طرح اس کا دوست لوور۔ عمر اس کی چوبیس سال کے قریب تھی میں پیشتر لکھ چکا ہوں۔ کہ وہ دراز قد تھا۔ اب صرف اتنا ہی لکھنا باقی ہے۔ کہ اس کا بدن چھریرا اور اعضا نہایت موزوں تھے۔ آدمی شکیل تھا۔ ایک حد تک اس کے خط و خال میں زنانہ نزاکت بھی پائی جاتی تھی۔ رنگت سپیدی مائل زیتونی بال گھنے اور سیاہ جو اس کی ڈھیلی گوکی کالر پر بھاری گچھوں میں لٹکے ہوئے تھے حالت سکون میں اس کے چہرہ پر خوشی کی ہلکی سی جھلک پائی جاتی تھی۔ تاہم میں یہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ آدمی طبعاً پرجوش ہے اور جس طرح آسانی کے ساتھ غصہ میں بھر جاتا ہے۔ اسی طرح دوستوں سے ملکر اس کو مسرت بھی بہت ہوتی ہے اس کی آواز مدھم اور ہلکی سی غم کی جھلک رکھتی تھی۔ تاہم وہ اس طرح کی آواز تھی۔ جو طلک اٹلی کی آہنگ دار زبان کو ادا

کرتے ہوئے نہایت شیریں اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے بحیثیت مجموعی سنیر ایویلینو ایک ایسا نوجوان تھا۔ جس سے ملکر رسمی تکلفات کے بعد مجھے بے حد خوشی ہوئی۔

میرا ہاتھ سچے جوش سے ہلانے کے بعد اس نے دوسری مرتبہ خط کا مضمون پڑھا۔ اور کہنے لگا "کونٹ آف لورنو کے دوست کو میں اپنا عزیز دوست سمجھتا ہوں اور مجھے ایسے اصحاب سے ملکر بے حد خوشی ہوتی ہے مسٹر ولمٹ آپ نے مجھے سامان تصویر کشی ہاتھ میں لئے دیکھا تھا۔ مگر اس سے نہ سمجھئے گا کہ میں پیشہ ور مصور ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اپنی نوآموزی کی وجہ سے میں اپنی کوششوں کو احباب سے چھپاتا ہوں۔ اور ابھی حال میں میں نے اپنے نوکر کو تاکید کر رکھی ہے۔ کہ وہ کسی شخص کو میری اجازت کے بغیر اس کمرہ میں نہ لائے درحقیقت مجھے اس کام سے ایک طرح کا شوق لگا ہوا ہے یعنی ایسا ہی جیسا کونٹ آف لورنو کو علم طب سے ہے۔ بالفاظ دیگر میں تقریباً ایسا کرتا ہوں۔ مگر تفصیلات کافی بیان ہو چکیں۔ درحقیقت یہ سب میرے اس پہلے رویہ کے عذرات ہیں اور اس لئے اب ان کو ختم کرکے میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے ساتھ چلکر لنچ تناول کیجئے اس کے بعد فرصت میں باتیں کریں گے"

"اس عنایت کا شکریہ" میں نے جواب دیا۔ "لیکن میں ابھی ابھی کونٹ آف ٹوولی کے ہاں کھانا کھا کر آیا ہوں"

یہ بات میں نے سرسری کہی تھی۔ کوئی مدعائے خاص اس کے بیان سے مدنظر نہ تھا۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ الفاظ کے منہ سے نکلتے ہی ایویلینو کے چہرہ پر تاریک بادل چھا گیا۔ اور اس نے اس طرح

منہ پھیر لیا۔ گویا اپنے جوش کو چھپانا چاہتا تھا۔ بعد از وقت مجھے یاد آیا کہ اس سے پہلے جب میں نے کونٹ آف ٹودلی کے روبرو سینیرا یولینو کا ذکر کیا۔ تو اس کے چہرہ پر بھی اس طرح کا اندھیرا بادل چھا گیا تھا۔ اس سے میں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوا۔ کہ ان ہر دو اصحاب میں ضرور کوئی بات ایسی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک کا ذکر دوسرے کے روبرو باعث رنج و تکلیف ثابت ہوتا ہے۔ پس میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ آئندہ اس بارہ میں پوری احتیاط برتوں گا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد جب سینیرا یولینو نے دوبارہ میری طرف دیکھا۔ تو پریشانی کے گہرے آثار گو اس کے چہرہ سے زائل ہو چکے تھے تاہم اس کی آنکھیں تارا بن کر اس طرح سامنے کی طرف لگی ہوئی تھیں گویا وہ میری موجودگی کو بالکل ہی فراموش کر چکا تھا مجھے اپنے دل میں بے حد افسوس ہوا۔ کہ کیوں میں نے کونٹ آف ٹودلی کا ذکر کر کے اس کے دل کو رنجیدہ کیا۔ مگر میں کچھ کہہ بھی نہ سکتا تھا۔ کیونکہ کوئی بات ایسی نہ تھی۔ جس کے لئے میں اس سے معافی مانگتا الٹا میں اپنے جی میں یہ سوچکر ڈرتا تھا۔ کہ اگر میں نے معذرت کے طور پر کچھ کہا۔ تو اس سے یہ خرابی شاید اور زیادہ بڑھ جائے۔

دفعتاً ایولینو نے میرے منہ کی طرف دیکھ کر کہنا شروع کیا۔ "مسٹر ولمٹ پھر ایک بار میں اپنے عجیب طرز عمل کے لئے جسے شاید آپ گستاخی پر محمول کریں۔ معافی مانگتا ہوں۔۔"

اس کے چہرہ کی رنگت بے حد زرد اور آنکھیں آبگوں تھیں صاف نظر آتا تھا۔ کہ اس پر یاس و افسردگی کی حالت طاری ہے اور وہ اپنے جذبات فرو کرنے کی انتہائی کوشش کر رہا ہے۔

"صاحب کسی عذر خواہی کی حاجت نہیں" میں نے اس پر کہا۔ "فی الحقیقت مجھے اندیشہ ہے۔ کہ شاید ناواقفیت میں نے..."

"مسٹر ولمٹ ایک بات میں آپ سے کہتا ہوں" ایولینو نے اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھ کر غمناک نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھ کو معلوم ہے کہ کونٹ آف لوورنو کے کونٹ آف ٹوولی سے ویسے ہی دوستانہ تعلقات ہیں۔ جیسے مجھ سے بلکہ سچ پوچھئے تو کونٹ آف لوورنو سے میری پہلی ملاقات قصر ٹوولی ہی میں ہوئی تھی۔ مگر ان کو بعد کے حالات کا علم نہیں"۔ اس کا لہجہ مدھم اور غمناک تھا۔ اور الفاظ رک رک کر منہ سے نکل رہے تھے۔ ورنہ مجھ کو یقین ہے کہ وہ ضرور آپ کو خبردار کر دیتے۔ تاہم میں بآسانی سمجھ سکتا ہوں۔ کہ آپ کے پاس چونکہ کونٹ آف ٹوولی کے نام کا معرفی خط تھا..." وہ کہتا کہتا رک گیا اور اس کے بعد بات بدلکر بولا۔ "کیا آپ نے کونٹ کے روبرو میرا نام لیا تھا؟"

"جی ہاں" میں نے جواب دیا مگر اپنے جی میں یہ سوچکر افسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ ہماری گفتگو نے کتنا خوشگوار پہلو اختیار کر لیا۔

قریباً ایک لمحہ کے عرصہ تک ایولینو گہری سوچ میں رہا پھر اس نے رکتے پوچھا۔ "میرا ذکر آنے پر کونٹ کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی تھی؟"

"اگر آپ سچ پوچھتے ہیں" میں نے جواب دیا۔ "تو ایک لحظہ کے لئے ان کے چہرہ کی رنگت میں کچھ ایسی تبدیلی ہوئی تھی۔ کہ میں حیرت زدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مگر یہ حالت تھوڑی دیر رہی اور بعد ازاں میں نے

سوچا۔ کہ شاید مجھی کو غلط فہمی ہوئی ہو؟"

"میرے مسٹر ولمٹ جو ہوا ہو چکا" سینیرا ایولینو نے بے تابانہ کہا۔ "صرف ایک بات میں اور عرض کرتا ہوں اس کے بعد ہم گفتگو کا رخ بدل دینگے۔۔ آیندہ اگر اس طرح کا موقعہ پیش آئے تو مہربانی سے۔۔۔"

"صاحب میں آپ کا مطلب سمجھ گیا آپ کے اور ہنرلارڈ شپ کے معاملہ میں آئندہ میں ہمیشہ حزم و احتیاط برتوں گا"

ایولینو نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے دبایا اور اس طرح میرے منہ کی طرف دیکھا۔ گویا گفتگو کے ذاتی پیرایہ اختیار کرنے کا اس کو بیحد افسوس رہے اور وہ میرے وعدہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ پھر بڑے جبر سے کام لے کر اس نے اپنے چہرہ پر اطمینان کے آثار پیدا کئے اور کہا۔ "اب فرمایئے کہ دن بھر کے لئے آپ کا کیا پروگرام ہے؟" گھڑی نکالکر وقت دیکھتے ہوئے "ابھی تین کا عمل ہوا ہے اور ہم ایک دوسرکاری عمارات اور نگار خانوں کا بخوبی معائنہ کر سکتے ہیں آج رات کا کھانا آپ میرے ہاں تناول کریں۔۔۔ بشرطیکہ آپ کسی دوسری جگہ وعدہ نہ کر چکے ہوں؟"

"نہیں آج کے لئے میرا اور کسی سے وعدہ نہیں ہے" میں نے جواب دیا۔

"تو میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے وقت کو ان صاحبوں کے درمیان جن سے آپ کا تعارف ہوا ہے۔ مساوی تقسیم کریں مجھ کو یقین ہے۔ کہ سب لوگ نہ صرف کونٹ آف لودر نو کی خاطر جن کا خط آپ کے پاس ہے۔ بلکہ خود آپ کے حسن اخلاق کی وجہ

سے بھی آپ سے ملکر ضرور خوش ہوں گے؟

وہ تبدیل لباس کی غرض سے تھوڑی دیر کے لئے دوسرے کمرہ میں گیا لیکن فوراً ہی واپس آ گیا دن کا باقی حصہ ہم نے مل کر گذارا رات کا کھانا بے حد پر تکلف تھا۔ اس سے فارغ ہو کر میں جب اپنے ہوٹل کی طرف چلا۔ تو اپنے نئے دوست فرانسسکو ایولینو کی ملاقات سے ہر طرح مطمئن اور خوش تھا۔

اٹھارھویں جلد ختم ہوئی

خونی تلوار

رینالڈس کے بینظیر ناول میسیکر آف گلنکو کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر جاوی ہے جو 1919ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر پوچھنا نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے اتنا خوفناک کہ مؤرخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہیئے جب وطن اور قومی عزت کی تصویر آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ سیاسی مظالم کی نہ بھولنے والی داستان مکمل دو جلدیں ۵۵۸ صفحہ قیمت

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری سائڈ کا ترجمہ

منشی سلیم الدین صاحب لاہوری

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے۔ باپ اپنے چھوٹے بچے کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیلے اور گھونگھریالے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو قطعی فراموش کر دیتا ہے اور فرط امید اس کے لئے باعث مسرت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچے کے لئے دولت کما سکوں اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ انہی ہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھا ہاتھ اتنا قوی ہو جائے کہ اس پر محبت دل میں خنجر بھونک دے گا ہر وقت اسی کیلئے فکرمند اور بےچین رہتا تھا۔ اے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے! نہایت دلچسپ بڑا پر درد غایت درجہ سبق آموز مکمل ۵۱۲ صفحے قیمت للہ ہم سے طلب کیجئے

قواعدِ خریداری

۵۔ (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دے دیتے ہیں۔ کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا ایسی شکایتیں کسی بھی حالت میں قابلِ غور نہیں سمجھی جا سکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکایت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کر سکتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ زیرِ شکایت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں۔ تو عام رعایتی قیمت پر دوبارہ مہیا کر دیئے جائیں۔ لیکن یہ ایک اختیاری رعایت ہے۔ جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جا سکتی ہے۔

۶۔ کچھ اصحاب آغازِ ماہ سے ہی خطوں کا تار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے۔ کہ عدمِ رسی کے خط مہینہ کی ۱۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابلِ اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ ماہوار فہرستِ اس سائز کے ایک سو سے لے کر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸۔ قابلِ ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق مع التخریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کے ساتھ لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں۔ اور نہ کوئی صاحب اس بنا پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شائع نہیں کیا گیا۔

۹۔ ان قواعد کے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے ناول

ذیل میں رینالڈس کے ان ناولوں کی فہرست دی جاتی ہے جو نہایت ارزاں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور طلب کئے جا سکتے ہیں

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۱۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی بنواری لال امتاب	۱۷۰۰	۱۳
" (۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۴۱	۱۳
نظارہ پریستان (۲۵ حصے)	مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن (آخری سلسلہ)	"	۲۲۱۸	۱۳
خونی تلوار (۲ جلدیں)	میسٹر آف مسٹری		۸۵۸	۱۳
باب کاتاتل (۶ حصے)	پیری سائڈ	منشی تسلیم الدین صاحب بلیوری	۵۱۶	۱۳
شام جوانی (۲ جلدیں)	ینگ ڈچس	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	۱۳
زیب حسن	ناسٹر	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	۱۳
نام عزیمت	ہیپ جان	میر کرامت اللہ صاحب انور بریلوی	۴۳۹	۱۳
سوزش عشق	سنشیرس	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۲۰	۱۳
عمر پاش		منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۸۰	۱۳
خانہ الدین لیلی	لیلی یا سٹار آف منگریلیا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	۱۳
مارگرٹ	مارگریٹ	منشی رجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۳
لارنس وزروکھ (۲ جلدیں)	رائی پوس بلاٹ	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	۱۳
سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف	ڈاکٹر لکشمیدت صاحب عابر	۱۴۴	۱۲
روزا کیمبرٹ (۲ حصے)	روزا کیمبرٹ	منشی جے نرائن صاحب وکیل لکھنوی	۳۵۶	۱۳
اسرار	نیکر دیشیر	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	۱۳
دھوکا یا طلسمی ناؤس	ماسٹر ٹو تھیز بک کیپس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۵۲۴	۱۳
سات دشمن	الفرڈ	منشی امجد حسین خانصاحب	۲۱۰	۱۳
رینالڈس کی کہانیاں (۱ حصہ)	متفرق		۲۸۵	۱۳
اسرار مرگ	روز آف دی مرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	۱۳
دیگرد نسیڈا	دیگرڈی دیبرولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۴۴	۱۳
قدیم لندن کے اسرار (۲ حصے)	اولڈ لندن		۴۱۲	۱۳
جمیل کی معشوقہ	فشرمین	لالہ دینا ناتھ صاحب	۵۸	۱۳
سرگذشت (۴ جلدیں)	میری پرائس	سعید نوازش علی صاحب	۱۲۹۵	۱۳

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

جلد ۱۹

گردش آفاق

حیرت انگیز سوشل ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمایئے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) نظارہ پرستان خونی تلوار وغیرہ

مصنف — مارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس

مترجم — تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ ٹو نولکھا لاہور

(طبع سلیم پریس لاہور میں باہتمام مالک دین محمد پرنٹر چھپا اور روشن لال پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا)

قواعد خریداری

۱- اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت مبلغ ہے۔ جو خواہ بذریعہ منی آرڈر یا وی پی پیشگی آنی چاہیئے سابقہ بادشاہی کا کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے سرغورا کے ناولوں کے بھی مستقل خریدار ہیں۔ ان سے بطور رعایت صرف ۱۳ سالانہ لیا جائیگا وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا +

۲- خریداری کسی ایک جلد سے شروع ہو سکتی ہے۔ لیکن قیمت بہر حال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائیگی۔ اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے دیا اُن پرچوں کے مجموعے) مہیا کئے جائیں گے +

۳- سابقہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا۔ تو اس کو بونا فائیڈ آرڈر سمجھ کر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائیگا۔

۴- ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شایع ہو جاتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے نام بابت علاوہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے مگر ممکن ہے چند پرچے رستہ میں ضائع ہو جائیں لیکن اس صورت میں عدم رسیدی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جائے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کر سکتے ہیں (باقی دیکھو ورق صفحہ)

جملہ حقوق بحق لالہ نرائن دت سہگل محفوظ ہیں

حیرت انگیز سوشل ناول

گرد ش آفاق

انیسویں جلد

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کی زبردست تصنیف

جوزف ولمٹ

کا دلکش ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ نظارہ پرستان۔ انصاف وغیرہ

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

انقلاب سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ نرائن دت سہگل پبلشر شائع کیا

حیرت انگیز جاسوسی ناولوں کا سلسلہ

اس دنیا کے ناولوں کے علاوہ ایک اور سلسلہ بہترین جاسوسی ناولوں کے تراجم کا بھی پیش ہوتا ہے اس مطلب کے لئے دنیا کے بہترین مصنفوں کی بہترین کتابیں انتخاب کیجاتی ہیں اور ان کا ترجمہ خاص اہتمام سے کیا جاتا ہے اس صیغہ کے مترجم بھی منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری مترجم گردش آفاق وغیرہ ہیں پس اگر آپ کو عہد حال کے بہترین جاسوسی ناول دیکھنے کا شوق ہو تو ہمارے اس سلسلہ کی بھی مستقل خریداری قبول فرمایئے اسوقت اس سلسلہ میں جو ناول شائع ہوئے ہیں جو طلب کئے جا سکتے ہیں

خونی ہیرا	انقلاب یورپ	شریف بدمعاش	چلتا پرزہ
خونی چراغ	نعلی نواب	منزل مقصود	بحر فنا
سراب زندگی	آتشی کتا	سنہری بچھو	ڈاکٹر نکولا
انمول ہیرا	انصاف	شاہی خزانہ	تلاش کشمیر
نوکر یا مار	گمنام مسافر	مطلبی دنیا	حور ظلمات
ہیروں کا بادشاہ	لعل شب چراغ	نازک کٹار	تبدیل قسمت
خنجر بیداد	قاتل مار	کارنامجات شرلک ہونز	مصری جادوگر
مہر خموشی	آزادی	سنہری لاش	کارنامجات آرسین لوپن
مقدس جوتا	کرنی کا پھل	خونی چکر	زہری بان

اس سلسلہ کا اگلا ناول چڑیا کی تکی خصوصیت سے قابل دید ہوگا۔ اور اس کے بعد کئی اور ناول پیلا ہیرا خونی پتلو۔ ستارہ یورپ وغیرہ سلسلہ وار شائع ہوں گے۔

مخفی نہ رہے کہ یہ ادنے قسم کے ایک یا دو پیسے قیمت کے لچر ناولوں کے ترجمے نہیں بلکہ دنیا کے بہترین مصنفوں کی بہترین تصنیفوں کا نچوڑ ہیں۔

ضرور آپ اس سلسلہ کی قدردانی کریں

گردشِ آفاق

دورِ ثالث

انیسویں جلد

باب ۱۰۶

دی کونٹ آف ٹولی

دوسرے دن دوپہر سے تھوڑی دیر پہلے ہوٹل کا نوکر ایک ملاقاتی کارڈ لایا۔ جس پر دی کونٹ آف ٹولی کا نام درج تھا۔ میں نے کہا اس کو فوراً میرے کمرہ میں پہنچا دیا جائے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ آ گیا۔ مگر مجھ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جو اندازہ میں نے اپنے ذہن میں کونٹ آف ٹولی کے وارث اور اکلوتے بیٹے کے بارہ میں قایم کر رکھا تھا۔ شکل و صورت کے اعتبار سے وہ اس سے بالکل ہی مختلف ثابت ہوا۔ عمر اس کی مشکل سے بیس سال کے قریب تھی قد لمبا جسم بے حد چھریرا مگر اس لاغری میں بھی اس کی بدنی ساخت یا اعضا کی موزونیت میں کوئی نقص نہ تھا۔ سر کے بال سرخ اور چہرہ پر گھنی سیاہ تل تھے گرے رنگ کی چھوٹی آنکھیں مگر دانت ہموار اور بے حد خوشنما تھے۔ لباس اس کا نفیس تھا۔ لیکن نہ ایسا جس کو مذاق سلیم سے گرا ہوا سمجھا جائے۔ فیشن کی پابندی حد ممدوح تک اس میں پائی جاتی تھی وہ ایک تربیت یافتہ نوجوان کی طرح خلق مجسم بنا ہوا کمرہ میں آیا اور اپنا

ہاتھ مصافحہ کے لئے پیش کرتے ہوئے کہنے لگا "یقین کیجئے مجھے کرنٹ آف لوور نوکے دوست سے مل کر بیحد خوشی ہوئی ہے"

وہ اچھی طرح انگریزی بولتا تھا۔ تاہم اس کی نگاہ اور ادا میں ایک خاص قسم کا تکبر اور طفلانہ خواہش نمود شامل تھی۔ گویا اس کی حالت میں رئیسانہ وقار کے ساتھ ملی ہوئی قابل نفرت خود پسندی کا اشتراک تھا۔ لیکن بحیثیت مجموعی وہ بے حد خلیق تھا۔ اور مجھ سے دوستانہ برتاؤ کرتے ہوئے فوراً ہی بے تکلف ہو گیا۔ تاہم اپنی طرف سے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جو خوشی مجھ کو اس کے باپ سے مل کر ہوئی تھی وہ بات اس کی ملاقات میں پیدا نہ ہو سکی۔ ایولینو کی شخصیت نے بھی شروع کے واقعہ ناخوشگوار کے بعد اپنے حسن سلوک سے میرے دل میں نہایت اچھے خیالات پیدا کر دیئے تھے۔ مگر اس نوجوان کی حالت میں ان میں سے کوئی ایک بات بھی پیدا نہ ہو سکی۔ شکل و صورت کے بارہ میں میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ میری امید کے خلاف تھی میرا اپنا اندازہ یہ تھا۔ کہ وہ اپنے باپ کی بہت شکیل و وجیہ ہوگا۔ حالانکہ میں نے دیکھا۔ باپ بیٹے میں خفیف سی مشابہت بھی نہ پائی جاتی تھی۔

"والد نے آپ سے وعدہ کیا تھا" وائی کونٹ نے سرسری گفتگو کے بعد کہنا شروع کیا۔ "کہ میں آپ کو اپنے ساتھ لے جا کر شہر کے مختلف نظارے دکھلاؤں گا اس وعدہ کی تعمیل میں میں حاضر خدمت ہو گیا ہوں گاڑی ہوٹل کے دروازہ پر کھڑی ہے۔ اور میرا وقت آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ ہر چند یہ ہماری پہلی ملاقات ہے تاہم میں چونکہ طبعاً آزاد خیال ہوں اس لئے میری خواہش ہے کہ ہم ہر طرح کے تکلف کو بالائے طاق

رکھ کر اس طرح کا میل جول پیدا کریں گویا ہم عرصہ دراز کے گھرے دوست ہوں۔"

میں نے موقعہ و محل کے اعتبار سے جو کچھ مناسب تھا کہا اور یہ دیکھ کر کہ آدمی طبعاً صاف گو خوش مزاج اور خلیق ہے۔ اپنے جی میں یہ سوچ کر شرم محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ کیوں میں نے اس کے برخلاف کسی تعصب کو دل میں جگہ دی خیر میں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ میرے خیالات کچھ ہی ہوں گفتگو اور میل جول میں میں اس سے دوستانہ برتاؤ ہی کروں گا اور اپنے جی کو یہ کہہ کر سمجھایا۔ کہ ممکن ہے۔ واقفیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ میں اسکو زیادہ چاہنے لگوں۔

ایک شاندار چوپہیہ گاڑی ہوٹل کے باہر کھڑی تھی۔ ہم اس پر سوار ہو کر شہر کے ان مقامات کو دیکھنے چلے جو اس سے پہلے میرے دیکھنے میں نہ آئے تھے راستہ میں وائی کونٹ نے بہت سی باتیں کیں اور مجھ کو اپنے طریق پر بہلانے کی کوشش جاری رکھی تاہم جن عمارات کی سیر ہم نے کی یا صنعت کے جو نمونے ہمارے دیکھنے میں آئے ان کے متعلق میں اس کی گفتگو سے بہت ہی کم علمی فائدہ حاصل کر سکا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وائیکونٹ میں مذاق سلیم کی وہ ترقی اور قوت فیصلہ کی وہ خوبی قطعاً موجود نہ تھی۔ جو اس کے باپ میں پائی جاتی تھی اسی طرح اس میں وہ حسن مذاق اور خوبصورت چیزوں کے سمجھنے کا وہ مادہ بھی نہیں تھا۔ جو فرانسسکا ایلینو میں پایا گیا تھا۔ اس سے بھی زیادہ بہت سی باتوں میں اس کے اندر ایک عجیب طرح کا اوچھاپن موجود تھا۔ ہر چند وہ ایک اعلےٰ تعلیمیافتہ نوجوان تھا مگر اس اعلےٰ تعلیم کی خوبیاں بہت ہی کم اس کے اندر پائی جاتی تھیں

اس کی بعض باتوں سے یہ بھی مجھ کو معلوم ہوا کہ آدمی عشرت پسند ہے اور میں اگر ذرا سی خواہش بھی ظاہر کرتا۔ تو وہ یقینی طور پر مجھے ان مقامات پر لے جانے کے لئے آمادہ ہو جاتا۔ جہاں انیبل کی دلفریب صورت کو اپنے سینہ ہی رکھتے ہوئے میں ہرگز جانے کا آرزومند نہ تھا ایک بات اور بھی جو میں نے اس میں دیکھی یہ تھی کہ وہ غریب لوگوں کا ذکر بڑے ہی حقارت آمیز پیرایہ میں کرتا تھا۔ کئی بار اس نے علانیہ غربا کی کی مذمت اس طریقہ پر کی گویا اس کے نزدیک یہ دنیا صرف آسودہ حال شرفا کی سہولت کے لئے بنی تھی۔ تو بھی جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے اس کے سلوک میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی۔ ان حالات میں میں سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اگر کسی طریقہ پر اس کو معلوم ہو جاتا۔ کہ اس شخص نے کسی زمانہ میں اونے ملازمتیں بھی کی ہیں تو مجھ سے اس کا سلوک اس سے بالکل ہی مختلف ہوتا۔ جیسا کہ اب تھا۔

شہر کے بازاروں کی سیر کرتے ہوئے۔ جب شام ہونے لگی تو اس نے گاڑی بان کو قصر ٹولی کی طرف واپس چلنے کے لئے کہا۔ رستہ میں وہ مجھ سے کہنے لگا "رات کے کھانے پر آپ میرے مہمان ہیں... خاص طور پر میرے۔ کیونکہ والد نے اپنی مجبوری عدم حاضری کے بارہ میں۔ میری معرفت عذر خواہی کی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کل شام ایک ضروری خط کی وجہ سے انہیں فوراً رخصت ہو جانا پڑا... وہی خط جو آپ کی موجودگی میں آیا تھا۔ کام ہرچند اشد ضرورت کا تھا۔ تاہم وہ میری واپسی کا انتظار کرتے رہے کیونکہ انہیں مجھ کو بہت سی ہدایتیں کرنی تھیں۔ اس موقعہ پر یہ خوشگوار فرض بھی میرے ذمہ ڈالا گیا۔ کہ میں کونٹ آف لورنو کے دوست

سے ملکر شہر کے مختلف نظارے اس کو دکھلاؤں ؟

اس اثنا میں گاڑی قصر ٹوولی کے پاس پہنچ گئی تھی۔ وائیکونٹ کے ساتھ ساتھ میں ایک خوشنما آراستہ کمرہ نشست میں پہنچا۔ جہاں بیٹھ کر ہم دونو اس وقت تک باتیں کرتے رہے۔ جتنے کہ داروغہ نے آکر اطلاع دی "خاصہ تیار ہے"

کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف جاتے ہوئے وائیکونٹ نے مجھ سے کہا "میں نے اس تقریب پر کسی دوسرے شخص کو قصداً دعوت نہیں دی۔ کیونکہ میں آپ سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتا تھا۔ پھر دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ موالد نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ آپ اس ملک کی زبان سے بہت کم واقف ہیں اور چونکہ میں یہ دریافت کرنا بھول گیا تھا۔ کہ آپ فرانسیسی بھی بول سکتے ہیں یا نہیں اس لئے یہی مناسب معلوم ہوا۔ کہ اس پہلی ملاقات پر کسی دوسرے آدمی کو نہ بلایا جائے۔ تاکہ ایک دوسرے کی گفتگو نہ سمجھنے کی وجہ سے ناخوشگوار حالات پیدا نہ ہوں لیکن اب چونکہ رستہ میں آپ نے بتایا ہے۔ کہ آپ فرانسیسی بخوبی بول سکتے ہیں اس لئے اگلے موقعہ پر میں ضرور اپنے حلقہ احباب میں سے چند شخصوں کو بلاؤں گا۔ اور مجھ کو یقین ہے۔ کہ عرصہ قلیل میں آپ اس ملک کی زبان پر بھی اچھی قدرت حاصل کر لیں گے"

کھانا جو میز پر لایا گیا ہے عدہ نفیس اور اعلےٰ قسم کا تھا دو وردی پوش نوکر ہماری کرسیوں کی پشت پر مستعد کھڑے تھے جو اشارہ سمجھ کر ہر چیز آن واحد میں حاضر کر دیتے وائیکونٹ کی اشتہا تیز تھی اور اس نے وہ اعلےٰ شراب بھی جو کونٹ آف ٹوولی کے تہ خانوں سے حاصل کی گئی تھی خوب جی کھول کر پی فی الحقیقت اس کو میرے اعتدال پر بڑی حیرت ہوئی

اگرچہ جیسا شیوہ اخلاق تھا اس نے مجھے بسیار نوشی پر مجبور نہ کیا بلکہ میری کسر پوری کرنے کے لئے خود ہی بحجت نوش کرتا۔ ہا۔ اس رات میں جب کھانے سے فارغ ہو کر قصر ڈولی سے رخصت ہوا۔ تو اظہار صداقت کے لئے مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ وائیکونٹ کی سرمستی حد انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کہ شہر روما کے جس ہوٹل میں میرا قیام تھا اس میں غیر ملکی باشندے عموماً آکر رہتے تھے یہی باعث تھا۔ کہ کافی روم میں انگریزی فرانسیسی اور جرمن اخباروں کا معقول ذخیرہ موجود تھا۔ وعوت سے اگلی صبح کو ناشتہ سے فارغ ہو کر میں ایک انگریزی اخبار دیکھ رہا تھا۔ کہ ناگاہ میری نظر ایک خاص خبر پر گئی۔ جس میں نئی فہرست خطابات درج تھی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ لارڈ ایکلسٹن کو ارل کا رتبہ دیا گیا ہے۔ اس نام کو پڑھ کر ان تمام پر اسرار حالات کی یاد میرے ذہن میں تازہ ہو گئی۔ جو ان میاں بی بی کی ذات سے متعلق تھے۔ بلکہ اس سلسلہ میں میرے خیالات کی روان نظاروں کی طرف بھی گئی۔ جو پچھلے دنوں فلارنس میں پیش آئے تھے اس وقت میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ کیا یہ اسرار کبھی حل ہوں گے بھی یا نہیں؟ کیا کسی زمانہ میں میرے لئے یہ معلوم کرنا ممکن ہوگا۔ کہ کیوں لارڈ ایکلسٹن میرا دشمن جانی بنا۔ اور کیا وجہ تھی کہ شیطان صفت لینور اس کے ہاتھوں میں میری ایذا رسانی کا سہل الکار ثابت ہوا؟ میرے خیالات کی رو اس گفتگو کی طرف بھی گئی جو سنٹا ٹرنی ٹاٹا کے پل پر میرے اور کونٹس آف ایکلسٹن کے درمیان ہوئی تھی۔ جس موقعہ پر اس نے مجھے مالی امداد دے کر فراغت و خوش حالی کے درجہ تک پہنچانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

اسکے تھوڑی دیر بعد میں لباس تبدیل کرنے اپنے کمرہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ پہلی منزل کی سیڑھیوں پر ایک مرد شریف اور خاتون سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو دیکھتے ہی جان لیا۔ کہ سر الگزینڈر اور لیڈی کیرن ڈیل ہیں معلوم ہوتا ہے انہوں نے بھی مجھ کو پہچان لیا۔ کیونکہ حیرت اور خوشی کی آوازیں ایک ساتھ ان کے منہ سے نکلیں اور بیرونٹ نے جلدی سے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا بعد ازاں مہ جبیں ایملین نے بھی اپنا دست نازک مصافحہ کے لئے پیش کیا۔ وہ باصرار مجھے اپنے کمرہ میں لے گئے بظاہر وہ میری بدلی ہوئی حالت دیکھ کر نیز ایک اعلےٰ درجہ کے ہوٹل میں میرے قیام کو مدنظر رکھ کر سمجھ گئے تھے۔ کہ ہماری آخری ملاقات کے بعد میری حالت میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔ تاہم مجھ کو از روئے انصاف تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو بھی وہ اسی طرح حسن اخلاق سے پیش آتے جس طرح اب آئے دونو صحت اور آسودہ تھے سر الگزینڈر سابق کے مقابلہ میں زیادہ شکیل اور ایملین زیادہ خوبصورت نظر آتی تھی انہوں نے مجھ کو بتایا۔ کہ ہم کل رات ہی اس شہر میں وارد ہوئے ہیں اور ایک دو روز ٹھہر کر نیپلز کی طرف جائیں گے جہاں ان کا ارادہ چند ہفتے قیام کرنے کا تھا۔ میں نے اپنے دوست مسٹر ڈکنسی کے بارہ میں پوچھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ بہت سی دولت کما کر اب وکالت بند کر چکا ہے۔ پھر لیڈی کیرن ڈیل نے شوخی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ البتہ ڈامنی کلیک مینن اور اس کا دوست مسٹر سالٹ کوٹ ان دنوں اٹلی کی سیر و سیاحت کر رہے ہیں۔ ہم سے وہ شہر فلارنس میں ملے تھے۔ لیکن چونکہ ان کا ارادہ اسجگہ آنے کا بھی ہے۔ اس لئے وہ یقیناً آپ سے ملیں گے۔" انہوں نے

مجھ سے اس بارہ میں کسی طرح کے سوالات نہیں پوچھے۔ کہ تمہاری حالت میں یہ تبدیلی کیونکر واقع ہوئی ہے؟ تاہم میں نے یہ دیکھ کر کہ پیرونٹ اور اس کی بی بی میری ذات سے گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اپنے طور پر مختصر حالات ان سے بیان کئے سارا حال سن کر انہوں نے مجھ کو سچے دل سے مبارک باد دی "مسٹر ولمٹ" سر الگزینڈر کیرن ڈیل نے کہنا شروع کیا۔" میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جس وقت آپ یکایک سکاٹ لینڈ سے چلے آئے تھے تو ان لوگوں کے دلوں کو جنہیں آپ کی ذات سے گہری دلچسپی تھی۔ بعید رنج و غم ہوا۔ اب ان حالات کی تفصیل تو غیر ضروری ہے تاہم یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میری طرف سے ناشکرے پن کا اظہار غیر ممکن تھا۔ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کی بہتری کے لئے بعض خاص تجویزیں سوچی تھیں جن پر آپ کے قیام کی صورت میں یقیناً عمل کیا جاتا۔ لیکن خیر اب اس ذکر کو تازہ کرنے سے کیا حاصل؟ مختصر یہ کہ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر جو واقعی آپ کے شایاں شان ہے ہمارے دلوں کو سچی خوشی ہوئی ہے اور میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ ملکر کھائیں؟

میں نے ان کی دعوت قبول کی پھر عارضی رخصت لے کر اپنے کمرہ میں گیا اور لباس تبدیل کر کے اپنے دوست فرانسسکو ایولینو کے مکان کی طرف ہو لیا جس سے دو دن پیشتر ملاقات کا وعدہ کر چکا تھا۔ اب کی بار نوکر مجھے اس کے تصویر کشی کے کمرہ میں نہ لے گیا۔ جہاں وہ اسوقت بھی مشغول تھا۔ بلکہ اس نے مجھے کمرہ نشست میں بٹھایا۔ اور وہیں تھوڑی دیر کے بعد ایولینو بھی آگیا بعد ازاں ہم ان عمارات کی سیر کرنے گئے جو دیکھنی باقی رہ گئی تھیں معلوم ہوا ایولینو کے پاس کئی مشہور نگار خانوں کے پاس ہیں۔ چنانچہ وہ مجھے ان مقامات

پڑنے گیا۔ ایک بار جب ہم روما کے ایک نامی امیر کی کوٹھی سے اس کی تصویروں کے مجموعہ کا معاینہ کر کے نکلے تو میں نے اپنے دوست وائیکونٹ آف ڈوفی گواس مکان کے دروازے پر اپنی گاڑی سے اترتے دیکھا۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ ایولینو میرے ساتھ ہے۔ تو اس کے چہرہ کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ سرسری طور پر سر کے اشارہ سے مجھ کو سلام کر کے وہ اس قدر اکڑ کر چلتا۔ جس کی اس کا یونا قدر اجازت دے سکتا تھا۔ محل کے اندر داخل ہو گیا اسوقت میری نگاہ بے اختیار ایولینو کی طرف گئی۔ اس کی رنگت لاش کی طرح پیلی ہو رہی تھی۔ اور گہرے اضطراب کے آثار اس کے بدن کے ہر حصہ میں پائے جاتے تھے ایک لفظ تک کہے بغیر اس نے مجھے بازو سے پکڑا اور ایک طرف کو لے چلا۔ مگر میں نے دیکھا۔ اس کا ہاتھ شدت اضطراب سے زور زور سے کانپ رہا تھا۔ اس سے میرے اپنے جی کو بھی گہرا اضطراب لاحق ہوا۔ کیونکہ کوئی شخص اس طرح کے افسوسناک واقعات سے خوشی حاصل نہیں کر سکتا۔

"میرے عزیز دوست" ایولینو نے کئی منٹ کی گہری خاموشی کے بعد مشکل سے اپنے اضطراب پر قابو پا کر کہا۔ "حال کے واقعہ کے بعد میں صرف ایک لفظ کہنا ہی کافی سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ میرے اور خاندان ٹودلی کے درمیان جو ناچاقی ہے اس کا تعلق میرے کسی فعل مذموم سے قطعاً نہیں..."

"صاحب آپ کے کہنے کے بغیر ہی مجھ کو پورا یقین ہے کہ آپ کی طرف سے کبھی کوئی بیجا حرکت عمل میں نہ آئی ہو گی" میں نے کہا۔ "بہر حال میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس ذکر کو لمبا نہ کریں بلکہ یہیں پر چھوڑ دیں۔"

"آپ جو کہتے ہیں درست ہے" ایولینو نے تسلیم کیا۔ "تاہم اپنی صفائی کی خاطر میرے لئے یہ چند الفاظ بیان کرنا ضروری تھا۔ اور اب" اس نے کامل

کون اختیار کرتے ہوئے کہا "ہم اس مضمون پر اور کچھ نہ کہیں گے"
اس کے باوجود میں نے دیکھا۔ کہ اس کی طبیعت دن بھر افسردہ اور اداس رہی۔ جب آخر کار بوقت شام میں اس سے جدا ہوا تو یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ وہ کونسے خاص حالات ہوں گے جو اس خلیق نوجوان اور نامذاں ٹوولی کے درمیان ناچاقی کے اسباب پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوئے اس رات میں نے سر الگزینڈر اور لیڈی کیرینڈیل سے ملکر کھانا کھایا اور وہ وقت بڑی خوشی کے ساتھ گذرا۔

اس کے دوسرے دن وائی کونٹ آف ٹوولی دوپہر کو مجھ سے ملنے کے لئے آیا اور جیسا اس کا معمول تھا بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اپنے ساتھ ان مقامات پر لے جانے کو آمادہ ہوا۔ جن کی سیر ابھی باقی تھی قریباً دس منٹ متفرق معاملات پر باتیں کرنے کے بعد وہ دفعتاً اس طریقہ پر گویا کوئی بھولا ہوا واقعہ اسے "یاد آ گیا ہو کہنے لگا" میرے عزیز مسٹر ولمٹ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ کہ کل سہ پہر آپ سے مصافحہ کے لئے نہ ٹھیر سکا..."

"خدا کے لئے عذر خواہی نہ کیجئے" میں نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ میں اس ناخوشگوار ذکر کو تازہ کرنا نہ چاہتا تھا۔ جس سے ان دو شخصوں میں کشا کشی بڑھ رہی تھی جن کے اندرونی اختلاف سے مجھے حقیقتاً کوئی سروکار نہ تھا جو مجھ سے یکساں حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور جن کے نام جداگانہ معرفی خطوط میں اپنے ساتھ لایا تھا۔

"مگر سنیئے تو" نوجوان امیر نے لہجہ اصرار میں کہا اور میرے روکنے روکنے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا "بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے... یعنی

والد کے اور میرے تعلقات ایولینو کے ساتھ دوستانہ نہیں ہیں۔ چونکہ وہ اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ اس لئے میرا آپ سے گفتگو کرنا غیر ممکن ہوا۔ تاہم وہ ہمارا آپس کا جھگڑا ہے اور اس کا آپ کی ذات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے ایولینو کے ساتھ آپ کے دوستانہ تعلقات سے ہم بُرا نہیں مانتے۔۔۔"

"خیر اب آیئے چلیں" میں نے کسی طرح اس ذکر کو ختم کرنے کے خیال سے کہا "میں ان مقامات کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہوں جن کا ذکر آپ نے کیا تھا۔"

چنانچہ اس کو ساتھ لے کر میں اپنے کمرہ سے اترا اور ہم دونوں وائیکونٹ کی شاندار گاڑی پر سوار ہوئے۔

"والد ابھی تک واپس نہیں آئے"۔ اس نے سرسری لہجہ میں اسوقت کہا جب گاڑی چلنے لگی۔ "اور میرا خیال ہے وہ شاید چند روز تک واپس نہ آسکیں آج صبح ان کا ایک خط آیا تھا۔ جسمیں اُنہوں نے لکھا ہے کہ وہ کام ابھی تک پورا نہیں ہوا جسکے لئے وہ گئے تھے اس خط میں اُنہوں نے آپ کا بھی ذکر کیا اور مجھے تاکیداً لکھا ہے۔ کہ آپ کا خاص خیال رکھوں"

"میں ہز لارڈ شپ کا اس عنایت کے لئے بے حد ممنون احسان ہوں" میں نے جواب دیا "اور ان کے علاوہ آپ کا بھی۔۔۔"

کئی ایک مقامات کی سیر کرنے کے بعد ہم آخر کار ہوٹل کو واپس آگئے اور وائی کونٹ نے میری درخواست پر وہیں کھانا تناول کرنا منظور کیا۔ مگر اس موقعہ پر بھی میں نے دیکھا کہ اس نے شراب کی اتنی ہی زیادہ مقدار نوش کی جتنی قصر ٹوڈلی میں استعمال کی تھی جوں جوں وقت رز کا اثر اسکے دماغ پر ہونے لگا۔ اس نے زیادہ بے تکلفانہ گفتگو شروع کی اور عجیبا کہ اس طرز کے آدمیوں میں عموماً دیکھا گیا ہے شراب پی کر وہ ان معاملات

کا ذکر چھیڑ بیٹھا۔ جس پر اس کے خیالات جمے ہوئے تھے۔ لیکن جس کا ذکر وہ یقیناً عام حالات میں نہ کرتا۔

"میرے عزیز دوست ولمٹ" اس نے شرابیوں کی طرح پھٹی ہوئی نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا "اس دنیا میں امیر و غریب سبھی طرح کے لوگوں کو مشکلات پیش آتی ہیں... لیکن بخدا آپ کے اس ہوٹل میں شراب تو بیحد نفیس ہے۔ گو میں دیکھتا ہوں کہ آپ اسے بہت کم استعمال کرتے ہیں"

"جی نہیں اس کے برعکس میں برابر آپ کا ساتھ دیئے جاتا ہوں" میں نے کہا اگرچہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس کے چار گلاسوں کے مقابلہ میں میں بمشکل ایک آدھ ختم کرتا تھا۔

"خیر کوئی بات نہیں" وائی کونٹ نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اپنا گلاس دوبارہ پُر کرتے ہوئے کہا۔ اور بعد ازاں اپنی کرسی اور آگے سرکا کر کہنے لگا "یاد ہوگا کہ آج صبح میں آپ سے یہ ذکر کرنے لگا تھا... کہ وہ آدمی... غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔ کون..."

"ٹھیریئے میں آپ کے لئے ایک نئی بوتل منگاتا ہوں" میں نے گفتگو کو دوسرے پہلو پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "اور ہاں... یاد آگیا آج سہ پہر ہم نے باربر پینی پیئس میں تصویروں کا جو مجموعہ دیکھا۔ وہ کیسا نادر تھا؟"

"بے شک وہ تصویریں خوب تھیں" وائیکونٹ نے کہا "لیکن میرے خیالات چونکہ اس حادثہ کی طرف لگے ہوئے تھے..."

"حالانکہ میں نے دیکھا۔ آپ ہر چیز سے گہری دلچسپی لے رہے تھے" میں نے

کہا" چنانچہ جب بعد ازاں ہم سنگ تراشی کی صنعت دیکھنے گئے..."

"وہ بھی خوب تھی" وائیکونٹ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا" لیکن میرے خیالات رہ رہ کر اس شخص... فرانسسکو ایولینو کی طرف جاتے ہیں۔ چنانچہ جب میں سوچتا ہوں کہ اس نے کیونکر ایسی جرأت کی..."

"بھئی تازہ بوتل آگئی" میں نے کہا" اب میں آپ کا گلاس پر کر کے آپکی زبانی اس کلیسائی جلوس کا حال سننا چاہتا ہوں۔ جو عنقریب نکلے گا"

"میں اس کا حال آپ کو سناؤں گا" وائیکونٹ نے شرابیوں کی طرح پھر پھر اکر اسی معاملہ کی طرف آتے ہوئے کہا" لیکن ذکر کچھ اور تھا۔ ہاں... یاد آگیا عرصہ قریباً ایک سال کا گذرا سنہ گذشتہ میں غالباً یہی دن تھے۔ کہ ایولینو سے ہمارا بگاڑ ہوا۔ ولمٹ تم تم گہرے دوست ہیں..."

"مائی لارڈ وعدہ کیجئے جس دن جلوس نکلیگا۔ آپ مجھے اپنی گاڑی پر سوار کر کے لے جائیں گے" میں نے پھر ایک بار گفتگو کا رخ بدلنے کی کوشش کر کے کہا۔

"وہ گاڑیوں کی کیا پروا! ایک اور دس کا انتظام کر دیا جائیگا۔ مگر جیسا میں کہہ رہا تھا..."

"صاحب ایک بات ضرور ہے" میں نے از سر نو قطع کلام کر کے کہا" یعنی خدا آپ کتنی ہی شراب پی جائیں اس کا اثر محسوس نہیں کرتے اور اب فرمائیے کیا ہم اس بوتل کو ختم کر دیں یا سیر کرنے چلیں... یا اور جو شغل آپ کو پسند ہو تجویز فرما دیجئے" کیونکہ میں کسی نہ کسی طریقہ پر اس کی توجہ اس ناخوشگوار مضمون سے ہٹانا چاہتا تھا۔ جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ میں اگر اس بارہ میں علانیہ کچھ کہتا تو میرے لفظوں کو گستاخی پر محمول کیا جاتا۔ لیکن دوسری جانب میں ایک

ناخوشگوار جھگڑے میں حصہ لینا بھی نہ چاہتا تھا۔ اگر ان باپ بیٹے کی ایولینو سے عداوت تھی تو یہ ان کا ذاتی معاملہ تھا۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ میں ایولینو سے اس بات کا وعدہ کر چکا تھا کہ کونٹ آف ٹوولی یا اُن کے بیٹے سے اس معاملہ پر کبھی تبادلہ خیالات نہ کروں گا۔ اس لئے میں کسی نہ کسی طریقہ پر بات کو ٹالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بے شک ہم اس بوتل کو ختم کر کے ہی چلیں گے وائیکونٹ نے میرے لفظوں کے صرف اس حصہ کو جو اس کے مفید مطلب تھا۔ زیر بحث لاتے ہوئے کہا۔ "مگر ولٹ میرے دوست... یہ شراب کتنی اعلےٰ ہے... اس کمبخت کو ہرگز زیب نہ دیتا تھا۔ کہ وہ... کیا خوب چمچاتی ہے!... کہ وہ ایک معمولی حیثیت کا آدمی... یہ شخص ایولینو میری... بہن سے شادی کی آرزو کرتا۔ لیکن ٹھیرو میں تم کو سارا حال بتاتا ہوں"

"مائی لارڈ میرے خیال میں..."

مگر فقرہ ناتمام ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ہوٹل کا نوکر یہ اطلاع لے کر آیا کہ قصر ٹوولی سے ایک آدمی وائی کونٹ کے نام اشد ضروری خط لایا ہے نوجوان امیر نے اس کو وہیں طلب کر لیا اور وہ جب حاضر ہوا تو نوکر نے چند الفاظ ملک اٹلی کی زبان میں آواز دبا کر اپنے مالک سے کہے وائی کونٹ نے جلدی سے کچھ جواب دیا۔ اور بعد ازاں اس کو اشارہ رخصت کر دیا پھر اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہنے لگا۔ "افسوس ہے کہ مجھے اس بوتل کو ناتمام ہی چھوڑ کر جانا پڑا لیکن والد خلاف امید واپس آ گئے... حالانکہ میرا اپنا خیال یہ تھا۔ کہ وہ کئی روز کے بعد آئیں گے... کوئی بڑا ضروری کام ہوگا جس کے لئے انہوں نے مجھے یاد فرمایا ہے بس میں جانے پر مجبور ہوں..."

اس نے شراب کا اثر زائل کرنے کو ایک بوتل سوڈا واٹر کی پی پھر مجھ سے ہاتھ ملا کر لڑکھڑاتی چال سے رخصت ہو گیا۔

باب ۱۰۷

ایولینو کی سرگذشت

اس کے دوسرے دن قبل دوپہر میں اپنے کمرہ میں بیٹھا وائیکونٹ آف ٹودلی کے ان بے جوڑ لفظوں پر جو اس نے سینیر ایولینو کے اس کی بہن سے شادی کرنے کی خواہش کے بارہ میں کہے تھے۔ غور کر رہا تھا۔ کہ نوکر ایک رقعہ لے کر آیا۔ معلوم ہوا کہ خود ایولینو نے لکھ کر بھیجا ہے ماحصل اس کا یہ تھا۔ کہ میری طبیعت ناساز ہے۔ اس لئے میں حسب وعدہ حاضر ہونے سے معذور ہوں تاہم میری درخواست ہے کہ ایک دو گھنٹہ کی فرصت ہو تو آپ خود تشریف لائیے۔ میں نے نوکر کو رخصت کیا اور پیدل ہی ایولینو کے مکان کی طرف چلا جس کا فاصلہ ہوٹل سے ڈیڑھ ایک میل تھا رستہ میں رہ رہ کر میرے خیالات اس واقعہ کی طرف جاتے تھے۔ جس کا کچھ حال میں نے وائیکونٹ کی زبانی سنا تھا۔ اور میں یہ سوچکر اپنے دل میں افسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ وائی کونٹ آف ٹودلی نے ایک ایسے مرد شریف کو جو علم و ہنر کے علاوہ حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ فارغ البال اور شریف تھا اور جو کسی زمانہ میں ایک دوست کی حیثیت میں قصر ٹودلی میں آیا جایا کرتا تھا۔ نیز جو ڈیوک آف لٹکنی کے بھتیجے کا گہرا دوست تھا حقارت اور نفرت سے معمولی آدمی کہا۔ حالات فرانسسکو ایولینو کو نہایت اچھی حیثیت میں پیش

کرتے تھے حالانکہ وائی کونٹ کا بیان تعصب کی بو لئے ہوئے تھا۔ پھر ایک بات اور بھی قابل ذکر تھی۔ یعنی وائیکونٹ کے بیان سے پہلی مرتبہ مجھ کو اس حقیقت کا علم ہوا کہ اس کی کوئی بہن ہے۔ مانا کہ اس کے باپ کونٹ آف ٹوریلی نے صاف لفظوں میں یہ نہ کہا تھا۔ کہ اس کے صرف وہی ایک بیٹا ہے۔ تاہم اسکے لفظوں کا جو مطلب میری سمجھ میں آیا۔ کم و بیش یہی تھا۔ کہ اس کے ہاں وائیکونٹ کے سوا اور کوئی اولاد نہیں۔ کیونکہ جیسا ناظرین کو یاد ہوگا۔ اس نے اپنی بی بی کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں اب اپنے بیٹے کے ساتھ بالکل تنہا رہتا ہوں۔ لیکن پھر مجھ کو خیال آیا۔ کہ ممکن ہے وہ خاتون اس سے پہلے مر چکی ہو۔ کیونکہ گو وائیکونٹ کے لفظوں سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ ایک سال پیشتر زندہ تھی۔ تاہم عین ممکن تھا۔ کہ اس ایک سال کے عرصہ میں وہ اس دار فانی سے رحلت کر گئی ہو۔ جس صورت میں سوگ کا زمانہ اس سے پہلے گذرا ہوا سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ میں نے دیکھا ہے برعظم یورپ کے طبقہ امرا میں قریبی رشتہ دار بھی سوگ کی مدت چھ مہینے قرار دیتے ہیں۔

خیر اس طرح کے حالات پر غور کرتا میں ابو لینو کے مکان کے دروازہ پر جا پہنچا نوکر مجھے اس کے کمرہ نشست میں لے گیا۔ جہاں میں نے دیکھا کہ وہ ایک صوفے پر دراز ہے اس کے چہرہ کی رنگت زرد اور پیشانی فکر آمیز تھی اور گو اس نے مجھے آتا دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی تاہم میں اس کے پھیکے تبسم سے بہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ وہ سخت ذہنی اضطراب کی حالت میں ہے۔

"میرے عزیز دوست" اس نے کہا "مجھ کو افسوس ہے کہ آج حسب وعدہ

آپ سے ملنے نہ آسکا اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ اپنی موجودہ حالت میں میں آپ کو ساتھ لے جاکر وہ مقامات دکھا لانے سے معذور ہوں جو آپ کے لئے اسقدر دلچسپی کا موجب ہیں۔ لیکن میں کوئی بات سے آپ سے چھپانا نہیں چاہتا امر واقعہ یہ ہے۔ کہ پرسوں کے واقعہ ناخوشگوار نے... غالباً آپ میرا اشارہ سمجھ گئے ہوں گے..."

"صاحب میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس ذکر کو تازہ نہ کیجئے" میں نے جلدی سے کہا۔ "جب وہ واقعہ ایسا ہی ناخوشگوار ہے۔ تو اس پہ بحث کرنے سے فائدہ؟"

"تاہم میں مجبور ہوں میرے جذبات اظہار کے لئے بے تاب ہیں" ایولینو نے جواب دیا "پس جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں۔ آپ اُسے تکلیف کرکے سن لیں میں ہرگز نہیں چاہتا۔ کہ اپنے رنج و غم کو بیان کرکے اوروں کے لئے تکلیف و پریشانی کا موجب بنوں۔ لیکن جب سے میں آپ سے ملا ہوں۔ کچھ ایسا لگاؤ آپ سے میری طبیعت کو ہو گیا ہے اور آپ کا مزاج مجھے اپنی طبیعت سے اسقدر ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے کہ میں چاہتا ہوں..."

آپ کا فرمانا صحیح ہے" میں نے تسلیم کیا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ "خود میں بھی آپ کے لئے سچی محبت محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے مجھے یہ دیکھ کر بڑا رنج ہوتا ہے۔ کہ آپ اتنے پریشان ہیں"

"مگر سچ کہئے گا مسٹر ولمٹ" ایولینو نے غم انگیز نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا۔ "کیا میرے رنج و غم کا حال آپ سے بالکل پوشیدہ ہے نہیں میں دیکھ سکتا ہوں کہ اس کا حال کسی حد تک آپ کو معلوم ہو چکا ہے

اس کے علاوہ وائیکونٹ آف ٹوریل کے جو عادات مجھکو معلوم ہیں ان کی بنا پر میں یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ پرسوں کے واقعات کے بعد اس نے شراب پی کر آپ کے روبرو وہ قصہ ضرور چھیڑا ہوگا ..."

"چونکہ میں آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا" میں نے کہا "اس لئے عرض کرتا ہوں کہ کل رات وائی کونٹ نے میرے ہاں کھانا کھایا تھا اور گو میں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طریقہ پر اس واقعہ ناخوشگوار کا ذکر تازہ نہ کرے تاہم ..."

"آپ اُسے نہ روک سکے بے شک یہی میرا خیال ہے" ایو لینو نے کہا۔ اور پھر تھوڑے توقف سے "لیکن اگر اس نے وہ قصہ آپ سے بیان کر دیا ہے ..."

"جی نہیں" میں نے قطع کلام کر کے کہا "اس نے پورا حال مجھ سے بیان نہیں کیا محض چند الفاظ کہے تھے تاہم میں درخواست کرتا ہوں کہ اس مضمون کو چھوڑیئے کچھ اور باتیں کریں گے"

"خیر اگر یہ مضمون آپ کے لئے باعث رنج ہو تو میں اس کو جاری رکھنا نہیں چاہتا" ایو لینو نے کہا۔ "لیکن اگر آپ محض میری ذہنی تکلیف کے خیال سے مجھے روکنا چاہتے ہیں تو یقین کیجئے کہ میں وہ قصہ اپنی خوشی سے آپ کو سناتا ہوں۔ کیونکہ آپ میرے دوست ہیں اور اس طرح کی ذہنی پریشانی میں جیسی مجھے لاحق ہے ایک دوست کے منہ سے نکلے ہوئے ہمدردی کے الفاظ باعث تکلیف نہیں موجب تسکین ثابت ہوتے ہیں"

"میرے عزیز دوست" میں نے کہا "ہر چند مجھے آپ سے دلی ہمدردی ہے

تاہم میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کونٹ اور وائیکونٹ آف ٹوہ لی سے میرے دوستانہ تعلقات ہیں انہوں نے ہمیشہ مجھ سے عنایت آمیز سلوک کیا ہے..."

"اطمینان فرمایئے" فرانسسکو ایولینو کے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "میری شان میں کوئی لفظ ایسا نہ ہوگا جسے سُن کر آپ مجھ سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان اصحاب کی دوستی ترک کرنے پر مجبور ہوں بلکہ میں جب اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرتا ہوں تو صاف دکھائی دیتا ہے۔ کہ ان تعلقات کے لحاظ سے جو آپ کے اُن سے اور مجھ سے ہیں نیز اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ غالباً آپ کو کچھ عرصہ اور بھی اس شہر میں قیام کرنے کا اتفاق ہوگا۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ آپ سارے حالات سے واقف ہوں پرسوں کے واقعہ کے بعد جب سے وائیکونٹ نے مجھ سے حقارت آمیز سلوک کیا ہے میرے خیالات قریباً ہر لحظہ اس معاملہ پر لگے رہے ہیں اور آپ بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اس کا مجھ پر کیا اثر ہوا ہے کس طرح وہ میری پریشانی کا موجب اور میری خرابی صحت کا باعث ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے سارے حالات کے اظہار کا فیصلہ کر لیا ہے اگر میں وہ قصہ آپ سے بیان کروں یا آپ اُسے سنیں تو اطمینان فرمایئے کہ اس میں کوئی بات ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہ ہوگی"

میں نے بہت کوشش کی کہ اس ذکر کو روکوں لیکن ایک تو ایولینو کو اس کے بیان پر اصرار تھا۔ دوسرے اس کی باتوں سے میں خود بھی رفتہ رفتہ ان گہرے اسرار سے دلچسپی لینے لگا تھا۔ جو ان دو شخصوں کے کشیدہ تعلقات سے متعلق تھے پس آخر کار میں اس کی حکایت سننے کے لئے

آمادہ ہو گیا۔

"میرا قصہ ایولینو" نے سرگذشت بیان کرتے ہوئے کہا "یہ ایک چھوٹی سی تھیسز کا محتاج ہے میرے والد سویٹا دکٹ یا کے ایک مالدار سوداگر تھے اور میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں انہوں نے مجھے اعلےٰ تعلیم دلائی اور میرا خیال ہے کہ میں نے بھی اس تعلیم سے فائدہ حاصل کرنے میں کوتاہی نہیں کی جب میری عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو والد کو لین دین میں بھاری ٹوٹا آ گیا اور... اور... مختصر یہ کہ وہ دیوالہ نکالنے پر مجبور ہوئے اس آفت ناگہانی کا اتنا گہرا اثر ان کے دل پر ہوا کہ وہ دن رات اٹھتے بیٹھتے اسی واقعہ پر کڑھتے رہتے تھے۔ چنانچہ اتنا غم اس سانحہ کا ان کو ہوا۔ کہ وہ عرصہ قلیل میں ہی اس دار فانی سے رحلت کر گئے اور انہیں میری ماں کی قبر کے پہلو میں جس کی موت چند سال پیشتر ہوئی تھی۔ دفن کر دیا گیا۔ جب انکی وفات پر حساب کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی جائداد سے قرضخواہوں کو روپیہ میں صرف چار آنے مل سکتے تھے۔ اس سے والد مرحوم اپنی نیک نیتی کے باوجود وہ حالات کے زیر اثر تجارتی دنیا میں بدنام ہوئے ان کی موت پر میرے تاؤ نے مجھے اپنا متبنےٰ بنا لیا۔ اس کے پاس دولت بے حساب تھی مگر افسوس والد کی زندگی میں وہ ان کی امداد پر آمادہ نہ ہوا۔ حالانکہ اگر وہ ایسا کرتا تو وہ اس تباہی اور پیش از وقت موت سے یقیناً بچ جاتے خیر میرے تاؤ نے مجھ کو لندن کی ایک اطالوی کوٹھی میں نوکر کرا دیا۔ اور میں قریباً دو سال وہاں رہا اپنے عرصہ قیام میں میں نے انگلستان کی زبان بھی اچھی طرح سیکھ لی وہیں ایک روز یہ اطلاع موصول ہوئی کہ تاؤ کا انتقال ہوا۔ اور میں بلا شرکت غیرے ان کی جائداد کا مالک بن گیا۔ اپنے وطن میں واپس

آکر میں نے سوٹیا وکشیا کے اس مکان پر قیام کیا۔ جس میں تاؤ رہا کرتے تھے اور ان کی جائداد کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔ اگر وہ ساری دولت میرے پاس رہتی تو میں آج بیحد مالدار ہوتا۔ مگر خود عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہوئے والد کو بدنام ہوتے دیکھنا چونکہ مجھ کو گوارا نہ تھا۔ اس لئے میں نے ان کے سب قرضخواہوں کو جمع کرکے ان کے مطالبات کوڑی پیسے سے بے باق کئے بلکہ اُن کی رقموں پر جتنا سود بنتا تھا وہ بھی ادا کر دیا۔ اس طرح بے شمار روپیہ صرف ہوا اور میں فراغت کی حالت سے ایک معمولی آدمی کی حیثیت پر پہنچ گیا۔ جس کے پاس محض معمولی گذارہ باقی رہا تھا۔"

"صاحب آپ کا طرز عمل انتہا درجے قابل تعریف ہے۔" میں نے ابولیتو کی سرگذشت کے اس حصہ سے خوش ہوکر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اور دبا دے ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کا حسن ظن ہے۔" اس نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔ "کیونکہ جو کچھ میں نے کیا از روئے اخلاق میرا فرض تھا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اندازِ ممنونیت سے میری طرف دیکھا۔ "اس کے بعد چند ہفتے میں سوٹیا وکشیا میں رہا۔ بعد ازاں اس شہر میں آکر اسی مکان میں رہنے لگا۔ میرا حلقۂ احباب جلدی ہی وسیع ہو گیا۔ اور مجھے اعلےٰ سوسائٹی میں میل جول کا اتفاق ہونے لگا۔ حالات پیش آمدہ میں گڑے مردے اکھاڑنا چونکہ غیر ضروری تھا۔ اس لئے میں نے کسی سے اس بات کا ذکر نہ کیا۔ کہ میں سوٹیا وکشیا کے فلاں تاجر کا بیٹا ہوں۔ حالانکہ خدا گواہ ہے۔ میری یہ خاموشی کسی وجہ خاص کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ میں صرف اس خیال سے چپ رہا تھا۔ کہ میرے اس بیان کو سن کر لوگ سمجھنے لگیں گے کہ میں نے والد کے

قرضہ کی بے باقی کا جو فرض ادا کیا تھا۔ اس کے ذریعہ سے اس کی نمایش کرنا چاہتا ہوں خیر اسی طرح وقت گذرتا گیا نہ کسی نے میرے آباو اجداد کی نسبت یا میری مالی حیثیت کے بارہ میں تحقیقات ضروری سمجھی نہ میں نے کسی سے اس کا ذکر کیا اس اثنا میں میرا اکثر امیر گھرانوں میں آنا جانا ہو گیا تھا۔ کہ مشہر رہ ما کے بہترین خاندانوں سے میری دوستی ہو گئی اسی سلسلہ میں میری ملاقات کونٹ آف ٹولی سے بھی ہوئی یہ دو سال پیشتر کا واقعہ ہے جب وائیکو نٹ آف ٹولی کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور کونٹ کی دختر انٹونیا کی سولہ سال"

اس آخری نام کے منہ سے نکلتے ہی جسے میں نے پہلی مرتبہ سُنا تھا۔ اور جس کے بارہ میں میں دریافت کیا چاہتا تھا۔ کہ کیا وہ خاتون اب تک زندہ ہے ایو لینو کو گہرا اضطراب لاحق ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر میں خاموش رہا۔ اور اس کو سلسلہ داستان جاری رکھنے دیا۔ تو بھی یہ حالت اس کے اضطراب اور پریشانی کی تھی۔ کہ وہ بڑی دیر تک اس سلسلہ میں کچھ نہ کہہ سکا۔ آخر کار اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔ اور بڑی دردناک نظروں سے میرے منہ کی طرف دیکھا۔ گویا اس ذریعہ سے درخواست کرنا چاہتا تھا۔ کہ اگر میری طرف سے کسی کمزوری کا اظہار ہوا ہو۔ تو آپ مہربانی سے مجھ کو معاف کریں

"جیسا میں بیان کر رہا تھا۔ دو سال گذرے قصر ٹولی میں میرا جانا آنا شروع ہوا۔" اس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "کونٹ آف ٹولی مجھ سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آئے کیونکہ ہمارا تعارف ایک بڑے نامی رئیس کی معرفت ہوا تھا۔ اُس زمانہ میں کونٹ کے چہرہ پر اس طرح کی سختی نمودار نہ تھی۔ جیسی میں نے سُنا ہے اب پائی جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس شہر کے

نامی روسا میں سب سے زیادہ خلیق اور مہمان نواز مشہور تھے البتہ وائیکونٹ اس زمانہ میں بھی سنوخ اور خود پسند لڑکا تھا۔ اگرچہ اپنے باپ کی صحبت یا خاندانی اثرات کی وجہ سے اس کی حالت اتنی بگڑی ہوئی نہ تھی کہ وہ قابل نفرت تصور ہوتا۔ میں نہیں جانتا اس کدورت کی صحیح وجہ کیا تھی۔ لیکن میں نے پہلی ملاقات ہی میں دیکھ لیا کہ وائیکونٹ کو مجھ سے ناقابل بیان نفرت ہے۔ اس کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ مجھ کو سوسائٹی میں اپنا زبردست حریف تصور کرتا۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ میری موجودگی میں لوگ اس کی طرف اتنی توجہ نہیں دیں گے جتنی کی اس کو خواہش تھی حالانکہ خدا شاہد ہے میں نے کبھی اس کو پیچھے ہٹانے یا خود آگے آنے کی کوشش کسی حال میں نہیں کی اور اب اس قصہ کو یہاں تک بیان کرنے کے بعد میں کچھ حال انٹونیا کا بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس رات کا یہ ذکر ہے۔ اس دن پہلی مرتبہ مجھے اسکو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ تاہم جس طرح اس کے بھائی سے پہلی ملاقات میں ہی کشمکش ہو گئی تھی۔ اسی طرح اس پری پیکر کے حسن و جمال کو ایک ہی نظر دیکھ کر گہری ناقابل بیان محبت... ایک نئی طرح کی کشش جسے الفاظ ظاہر نہیں کر سکتے میرے دل میں پیدا ہو گئی میرے عزیز ولمٹ۔ افسوس آپ نے اس خاتون کو نہیں دیکھا۔ اور نہ میرے الفاظ ہی میں طاقت ہے۔ کہ اس کی خوبیوں کا اظہار کر سکیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر میں اس کی خوبصورتی اور خوش ادائی کا حال آپ سے بیان کرنے بیٹھوں تو مجھ کو یقین ہے اصل حقیقت کا عشر عشیر بھی ظاہر نہ کر سکوں گا کیونکہ لفظوں میں طاقت نہیں وہ اس کے جملہ اوصاف کا اظہار کر سکیں پھر اس کے علاوہ یہ اندیشہ بھی دامنگیر ہے۔ کہ میرے جذبات اس لفظی تصویر

کی تکمیل کا موقعہ نہ دیں گے پس میں اختصار کے ساتھ اتنا بیان کرنا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ کہ وہ سولہ سال کی ماہ لقا حسینہ آن واحد میں میرے دل کی مالک بن گئی اور میں اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ ایسی خوش ادا خاتون نہ اس سے پہلے کبھی میرے دیکھنے میں آئی ہے اور نہ آئندہ کبھی آئیگی میرے خیال میں یہ بیان کرنا محض لاحاصل ہے کہ ایک ہی نظر دیکھ کر مجھے اس سے سچی محبت سی ہو گئی۔ یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ ایک نئی طرح کا اثر میرے دلپر طاری ہوا ہے ایک بالکل ہی نئی کیفیت میری روح کی محسوس ہونے لگی ہے۔ اس کی آواز سارے عالم کی آوازوں میں زیادہ خوش آہنگ اور دلفریب تھی اس کی نگاہ میں اس جنت کا نظارہ تھا۔ جس کا حصول ہر مرد ریاضت کش کی منزل مقصود سمجھا گیا ہے آہ اگر واقعی اس باغ عدن کو جو انسان کی جد امجد سے اس کے گناہ اولین کے بعد چھینا گیا تھا خدا نے اپنی رحمدلی سے دوبارہ اس دنیا میں پیدا کیا ہے تو میں کہہ سکتا ہوں اس عدن کا نظارہ مجھے مہروش انٹونیا کی ملاقات کے بعد اپنے سینہ کے اندر نظر آیا۔ کئی ہفتے گذر گئے اور اس اثنا میں میرا قصر ٹوولی میں برابر جانا آنا رہا۔ کونٹ آف لودر نو اس زمانہ میں اسی شہر میں مقیم تھے اور وہ بھی قصر ٹوولی میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ میری دوستی بھی وہیں ان سے ہوئی تھی۔ مجھ کو بیان کرتے شرم محسوس ہوتی ہے۔ تاہم امر واقعہ یہ ہے کہ جب میں نے کونٹ آف لودر نو کو بارہا قصر ٹوولی میں آتے جاتے دیکھا۔ تو میرے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہو گیا۔ کہ شاید وہ میری محبت کے حریف ہیں۔ یعنی شاید وہ بھی اسی مندر کے پجاری ہیں۔ جس کا میں خود پرستار تھا۔ یعنی وہ بھی انٹونیا کو میری طرح چاہتے ہیں۔ تاہم

ایک بات میں بلا اظہار فخر کہہ سکتا ہوں ان خیالات کے باوجود میں نے عہد کر لیا تھا۔ کہ جوش رقابت کے بعید تر احساس کو اس گہری دوستی میں رخنہ انداز نہ ہونے دوں گا۔ جو میرے اور کونٹ آف لوورنو کے درمیان پیدا ہو گئی تھی اس کے تھوڑا عرصہ بعد مجھ کو یقین ہو گیا۔ کہ گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی کا عالیقدر بھتیجا میرا رقیب نہیں بلکہ مشفق اور سچا دوست ہے اور یہ بات بھی میرے دیکھنے میں آئی۔ کہ مہ جبین انٹونیا میرے جذبات سے بالکل ہی بالعلم نہیں یہ تو خیر آپ کو بھی معلوم ہے کہ میں فن تصویر کشی کا شائق ہوں اور کونٹ آف لوورنو بھی اس فن کے قدر دانوں میں سے ایک ہیں چنانچہ تصویروں کا جو ذخیرہ کونٹ کے پاس ہے وہ اس کو دیکھ کر بڑی خوشی محسوس کیا کرتے ہیں بارہا مجھ سے بھی اُن کی اس مضمون پر گفتگو ہوئی تھی اس طرح کے موقعہ پر کونٹ آف لوورنو بھی ہمارے پاس آجاتے تھے ان موقعوں پر جو گفتگو ہم میں ہوتی اس نے انٹونیا کے والد کی نظروں میں میری عزت اور زیادہ بڑھا دی گاہ بگاہ وہ اپنے بیٹے کو بھی اس پارٹی میں شامل کر لینے کی کوشش کرتے۔ اکہ وہ ہماری گفتگو سے فائدہ حاصل کر سکے مگر اس کی عادت تھی دن کے وقت انٹا کھیلنے کی میز پر وقت صرف کرتا اور راتوں کو عیش اڑایا کرتا میں نے کئی موقعوں پر دیکھا۔ کہ وائیکونٹ رفتہ رفتہ عیش پرست ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ وہ اس چھوٹی عمر میں ہی کثرت سے نوشی کا دلدادہ تھا۔ اس کے باپ کونٹ کو یا تو اس کا علم نہ تھا یا شاید وہ قصداً چشم پوشی کرتا تھا ایک بار میرے جی میں آئی کہ کونٹ سے احتیاطاً اس کا ذکر کروں لیکن پھر اس خیال سے رک گیا کہ اگر وائیکونٹ کو براہ راست اس مادہ میں دوستانہ مشورہ دیا جا سکے تو شاید زیادہ موثر ہو مثل مشہور ہے

کہ اگر انسان کسی اندھے کو کنوئیں کی طرف جاتا دیکھے تو اس کو وقت پر خطرہ سے آگاہ کرنا اس کا فرض ہے اس کے علاوہ میں عمر میں بھی اس سے چند سال بڑا تھا۔ پس میں نے سوچا کہ اُسے اس کے مطلب کی بات سے وقت پر خبردار کر دینا بہتر ہوگا۔ جو دسترخوان کی مکھیوں کی طرح تبھی تک اس کے ساتھ تھی جب تک انہیں کھانے کو مل سکتا تھا اور جن کا وقت آزمائش میں اس سے فوراً جدا ہو جانا یقینی تھا۔ یہ سوچکر میں نے ایک روز وائیکونٹ سے ذکر چھیڑا اور وہ بھی اس طرح بے تکلفانہ جیسے دو ہم عمر دوست کیا کرتے ہیں۔

لیکن میری نصیحت سے فائدہ حاصل کرنا تو درکنار وائیکونٹ نے چیں بجبیں ہو کر حقارت سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا: "آپ اپنے کام سے مطلب رکھئے میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں۔ کہ آپ کی ہدائیتوں کی ضرورت ہو۔" میں تو خیر دم بخود رہ گیا۔ تاہم اتنا میں نے جان لیا۔ کہ اس وقت کے بعد وائیکونٹ میرا جانی دشمن بن گیا ہے۔ کشیدگی تو پہلے بھی ہم میں تھی اس روز کے بعد وہ کھلی دشمنی میں بدل گئی۔ گو وہ اس دشمنی کا اظہار کھلم کھلا نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے والد مجھ پر مہربان تھے اور اسکی عداوت مجھے ان کی نظروں سے گرا نہ سکتی تھی۔"

"وائیکونٹ کی طبیعت کو جب سے میں نے دیکھا ہے"۔ میں نے اس موقعہ پر کہا۔ "اس سے یہی پایا جاتا ہے کہ وہ عجیب طرح کا خودسر اور خود رو نوجوان ہے افسوس اس میں اپنے باپ کی سچی مردانگی یا حسن اخلاق بالکل نہیں پایا جاتا۔"

"خیر میں نے اگر اس کی مذمت کی ہے"۔ ایولینو نے جلدی سے کہا "تو اس سے یہ نہ سمجھیئے میں اس کی طرف سے کوئی کدورت اپنے دل میں رکھتا

ہوں دراصل ان باتوں کا اظہار محض واقعات مائیلڈ کو پوری طرح سمجھنے کے قابل ہونے کے لئے ضروری تھا۔ خیر اسوقت کے بعد جب کبھی وقت ملتا نوجوان وائیکونٹ مجھ سے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرنے یا مجھ پر غصہ نکالنے کا موقعہ ہاتھ سے نہ دیتا اور جب میں اس کے جواب میں خاموش رہتا۔ تو اس کا جوش کم ہونے کی بجائے زیادہ تیز ہو جاتا تھا۔ اسی طرح کئی مہینے گذر گئے اس دوران میں میں نے انٹونیا سے اپنے دل کی حالت بیان کرنے کی جرات نہیں کی۔ گو اتنا مجھ کو معلوم تھا کہ وہ اس جوش محبت کی مساوی حصہ دار ہے جو میرے دل میں تھا۔ میں اس خیال سے اس معاملہ پر زیادہ زور نہ دیتا تھا۔ کہ وہ ابھی کمسن ہے اور گو اس کے والد کونٹ آف ٹوولی کے انکار کا اندیشہ قطعاً نہ تھا۔ تاہم میری خواہش تھی۔ کہ اصل حقیقت مناسب وقت گذر جانے پر ظاہر کی جائے فی الحال اتنا ہی کافی تھا۔ کہ وہ اسیقدر مجھ کو چاہتی تھی جتنا میں اُسے ان سب باتوں کے علاوہ یہ خواب راحت اتنا شیریں اور خوشگوار تھا۔ کہ میں اسے حقیقت کی شکل میں لاکر تلف کرنا نہ چاہتا تھا۔ مسٹر ولمٹ عشق صادق کی وہ ایسی دلفریب منزل تھی جس کی خوشیوں سے انسان جتنی مدت چاہے حظ حاصل کرے اکتا نہیں سکتا۔ اور اس سے یہ بھی آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ انٹونیا سے میرا عشق کتنا غیر مادی اور کتنا رفیع الشان تھا! میں اس کو فرشتہ سمجھ کر اس کی پرستش کرتا تھا۔ میرے نزدیک اس کے وجود پر قبضہ پانے کی خواہش ایک نہایت ادنےٰ خواہش تھی جب میں اس سے دُور ہوتا تو میری نگاہ تخیل ہر وقت اس کی تصویر پر جمی رہتی۔ گو آپ یہ سن کر متحیر ہوں گے کہ اس عرصہ میں میں نے کبھی اس کی دلفریب صورت کو تصویر کی شکل میں لانے کی کوشش نہیں کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر میں نے

اس حسن ذی حیات کی بے جان تصویر بنانے کی کوشش کی تو میرا یہ فعل نہ صرف فعل گناہ ہوگا۔ بلکہ میں اس مصنوعی تصویر میں انٹونیا کی اصلی دلفریبیاں بالکل پیدا نہ کر سکوں گا۔ اس طرح کی کوشش کرنا ہی میرے نزدیک محال و غیر ممکن تھا کیونکہ اس فرشتگانہ چہرہ کا عکس جسمیں ساری آسمانی خوبیاں جمع تھیں دنیا کے معمولی اجزا سے تیار کرنے کی کوشش محض لاحاصل تھی۔ کس کے قلم میں طاقت تھی۔ کہ اس حیرت انگیز چمک کو جو انٹونیا کی آنکھوں میں پائی جاتی تھی یا اس فرشتگانہ تبسم کو جو اس کے لب ہائے نازک سے مخصوص تھا۔ تصویر میں پیدا کر سکے ان ساری باتوں سے جو میں بیان کر رہا ہوں غالباً آپ اس گہری محبت اور اس ناقابل بیان عشق کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں جو مجھے کونٹ آف ٹوڈلی کی دختر سے تھا"

"بے شک میں آپ کی محبت کے روحانی پہلو کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں" میں نے ہلکی آواز سے جواب دیا۔ کیونکہ ایولینو کے بیان نے مجھ پر اس گہری محبت کی حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیا تھا۔ جو مجھ کو اینسل سے تھی اور جو اس فاضی اور بے تر جوش سے بالکل مختلف تھی۔ جو کسی زمانہ میں بدنصیب لیڈی کیملنتھ نے میرے دل میں پیدا کیا تھا۔

"چند ماہ روما میں قیام کرنے کے بعد" فرانسسکو ایولینو نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میرے دوست کونٹ آف لوورنو رخصت ہو گئے۔ لیکن جدا ہونے سے پہلے ہمنے اپنی سچی اور نہ مٹنے والی دوستی کا اقرار کیا۔ کیونکہ بہت سی باتیں ہمارے طبائع میں ایک دوسرے سے ملتی تھیں ہمارا مذاق بھی۔ ایک جیسا تھا حتے کہ ہمارے اندر ایک دوسرے کے لئے عجیب طرح کی غیبی کشش پائی جاتی تھی۔ کونٹ آف ٹوڈلی کو لوورنو کی رخصت کا بے حد رنج

دخم ہوا اور میرا اُن کے مکان پر اور بھی زیادہ جانا آنا ہو گیا۔ کونٹ آف لودر نو کی رخصت کے تھوڑا عرصہ بعد نوجوان وائیکونٹ فیلیز کا سفر کرتے چلا گیا۔ اور وہاں سے سیدھا صحلی جا پہنچا۔ اس طرح وہ کئی ہفتے گھر سے باہر رہا اس دوران میں انٹونیا سے میرے میل جول نے اور ترقی کی اور جیسا کہ میں نے پیشتر بیان کیا ہے کونٹ آف ٹوولی بھی اس سلسلہ میں کبھی میری خوشی میں حائل نہ ہوئے بارہا ایسا ہوتا کہ میں انٹونیا کے ساتھ تنہائی میں ملتا۔ چنانچہ اسی طرح کے ایک موقع پر میں نے انٹونیا کے روبرو اپنی محبت کا اظہار کیا۔ کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے۔ کہ اس نے بھی ایسے طریقہ پر اس کا جواب دیا جس سے میری حوصلہ افزائی ہوئی آہ۔ وہ دلفریب نظارہ اب تک میری آنکھوں پھرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ سارے واقعات کل ہی پیش آئے تھے ہم قصر ٹوولی سے ملحق کشادہ باغ میں گفتگو کر رہے تھے۔ شام کا راحت خیز سہانا سماں تھا۔ آفتاب حد مغرب پر غروب ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن چھتنارے درختوں کی چھاؤں نے اس کی رخصتی شعاعوں کو اندر آنے سے روکا ہوا تھا۔ ہوا پھولوں سے مہکی ہوئی تھی۔ اور ہر طرف گہرا سکوت تھا۔ غرض وہ اس طرح کا پراسرار لیکن طرب انگیز سماں تھا۔ جو دو دلوں سن دلوں کے اقرار محبت کے لئے موزوں سمجھا جا سکتا ہے۔ ہر چند میں اپنے دل میں پہلے بھی جانتا تھا۔ کہ انٹونیا کو مجھ سے عشق ہے۔ تاہم جب میں نے لفظی اقرار کو اس کے مُنہ سے سنا تو اتنی خوشی مجھ کو ہوئی جس کو ضبط کرنا محال تھا۔ وہیں اس کے قدموں میں دوزانو ہو کر میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا۔ اور جوش محبت کے ساتھ کہا۔ کہ میں کبھی اپنے الفاظ یا افعال سے اس دل نازک کو مجروح نہ کروں گا جس نے دبے ہوئے لفظوں میں مجھ سے اقرار محبت کیا تھا مسٹر ولمٹ وہ میری زندگی کا سب سے

زیادہ مسرت انگیز لحظہ تھا گو اس سے پہلے بھی مختلف اوقات میں انٹونیا کی صحبت باعث راحت ثابت ہوئی تھی تاہم یہ موقعہ ان سب سے زیادہ فرحت بخش تھا۔ اچھی طرح یاد ہے کہ اس روز مکان پر واپس آکر میں اس صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور دل میں سوچنے لگا۔ کہ جو کچھ ہوا کیا امر واقعہ ہے یا میں نے کوئی راحت انگیز خواب دیکھا ہے۔ جس سے بیدار ہو کر مجھے سخت مایوسی ہوگی؟ کچھ اس طرح کی حالت مجھ پر طاری تھی۔ کہ میں اپنی راحت کے امکان پر شک کرنے لگتا تھا۔ اپنے آپ کو بہتیرا سمجھانے کی کوشش کرتا لیکن اس کے باوجود یقین نہ آتا تھا۔ کہ میں اس ماہ طلعت حسینہ کی محبت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر سکوں گا۔ اچھی طرح یاد ہے کہ قریباً ایک گھنٹہ کے عرصہ تک میں چپ چاپ اور بے حرکت کسی سنگی بت کی طرح صوفے پر بیٹھا رہا۔ گویا اپنے ارد گرد دیکھنے سے بھی ڈرتا۔ اور تیز سانس لینے کی جرأت نہ کر سکتا تھا کہ مبادا وہ خواب راحت جو میری نظروں کے سامنے تھا تلف ہو جائے آخر کار بڑی دیر کے بعد میں اپنے جی کو اس بات کا یقین دلانے میں کامیاب ہوا کہ یہ سب اصل حقیقت اور امر واقعہ ہے اور کچھ میں دیکھ رہا ہوں خواب یا افسانہ نہیں وہیں دوزانو ہو کر میں نے خدا کا شکریہ ادا کیا جس نے اپنی لامحدود رحمت سے مجھے اسقدر خوشی حاصل کرنے کا موقعہ دیا کچھ اس طرح کا جوش اس وقت میرے سینہ میں تھا جس کو میں خود ہی بہتر سمجھ سکتا ہوں مگر جس کے اظہار کے لئے مجھے الفاظ نہیں مل سکتے ایک لحظہ کے لئے بھی اس قسم کا یاس افزا خیال میرے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ کہ میری پُرجوش اُمیدیں شاید مایوسی میں بدل جائیں یا کسی طریقہ پر ان کا تلف ہونا ممکن ہو۔ حالانکہ افسوس۔۔۔ ایسا ہوا"

اتنا کہہ کر فرانسسکو نے ایک ہاتھ سے اپنی خوشنما پیشانی تھام لی

اور منہ کو ذرا سا پھیر کر قریباً ایک لمحہ چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس کے بالمقابل میں بھی غمناک صورت بنائے رحم آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسوقت یہ خیال اپنے آپ میرے دل میں پیدا ہوا۔ کہ اگر میری اپنی وہ آرزوئیں اور امیدیں جو انیل کی ذات سے وابستہ تھیں اسی طرح تلف اور ضائع ہو جائیں۔ اگر اس بدنصیب شخص کی طرح مجھے بھی مایوسی کا سامنا ہو تو کس قدر افسوسناک اور تکلیدہ میری حالت ہو جائے اس طرح زندگی کے دن گذارنے بھی غیر ممکن ثابت ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی دہشت کی تھرتھری میرے بدن میں پیدا ہوئی ہیبتناک اندیشے میرے دماغ میں ظاہر ہونے لگے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ حالت کتنی ناخوشگوار ہو جاتی اگر عین اس وقت فرانسسکو ایولینوز سر نو اپنی سرگذشت شروع کر کے میرے خیالات کی رو کو دوسری طرف نہ پلٹ دیتا۔

"اس کے بعد میں" اس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "دو یا تین ہفتے گذر گئے اور اس عرصہ میں انٹونیلے کے اقرار محبت کی پیدا کردہ خوشی ہر وقت میرے دل میں قائم رہی اس ناقابل بیان راحت کی حالت میں دن گھنٹے اور گھنٹے منٹ ہو کر گذر رہے تھے۔ اتنے میں انٹونیلے سے میری ملاقات کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ اب اس کی عمر سترہ سال کے قریب تھی اور میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب مجھے اس ذکر عزیز کو اس کے والد کے روبرو شروع کرنے میں تامل نہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے خود انٹونیلے سے بھی اس کا ذکر چھیڑا کہ اب میرا ارادہ اس راز کو۔۔۔ اگر اسے کسی طرح راز سمجھا جا سکتا تھا۔ کونٹ آف ٹوولی پر ظاہر کر دینے کا ہے اس نے شرما کر گردن جھکا لی اس کے رخساروں پر سرخی چھا گئی اور اس طرح لجاتے ہوئے اس نے ایک دبے ہوئے اشارہ سے مجھے ایسا کرنے کی اجازت دی بعد ازاں وہ اپنے

کمرہ میں چلی گئی۔ اور میں نشست گاہ میں کونٹ آف لوڈلی کے پاس گیا کونٹ اسجگہ موجود تھا۔ اس نے حسب معمول میرا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ اس روز اس کا برتاؤ پہلے سے بھی زیادہ عنایت آمیز تھا۔ حوصلہ پاکر میں نے انٹونیا کے متعلق سارا حال بیان کیا۔ یعنی میں نے بتایا کہ جب سے ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے گہری محبت ہم میں پیدا ہو چکی ہے۔ محض اس کی کمسنی کی باعث میں نے یہ ذکر اب تک آپ سے نہ چھیڑا تھا۔ میں نے اپنی دلی کیفیت خود انٹونیا کے رویہ سے بھی ظاہر کی تھی جس نے میری درخواست کا جواب بصورت اثبات دیا ہے اب میں آپ سے وہ منظوری حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں جو ہماری صادق محبت کو کامیابی کی منزل تک پہنچا سکتی ہے۔ کونٹ آف لوڈلی نے عنایت آمیز توجہ سے میرا حال سنا۔ اور جب میں بیان کر چکا۔ تو میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ملائم لفظوں میں کہنے لگا۔ میرے عزیز تم سے بہتر کوئی داماد نہیں جس کے حوالہ اپنی بیٹی کی راحت کر کے میرے دل کو اطمینان ہو۔ مگر ایک اس طرح کا فیصلہ کن جواب دینے سے پہلے جسے وعدہ کی صورت میں سمجھا جا سکے۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں ایک چھوٹی سی ضابطہ کی کارروائی ہونی لازم ہے۔ اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں میرے لفظوں سے تمہارے چہرہ پر مایوسی کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔ اطمینان رکھو وہ محض ایک سرسری کارروائی ہے اور میں اس کی اصل حقیقت بھی تم سے چھپانا نہیں چاہتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کارڈینل انٹونیا گریونیا میری بیٹی کے دھرم پتا ہیں وہ بے حد مالدار ہیں اور ایک سے زیادہ موقعوں پر مجھ کو بتا چکے ہیں۔ کہ ان کے انتقال پر ان کی ساری دولت انٹونیا کے حصہ میں آئے گی۔ ان حالات میں جیسا کہ تم آپ

نکھ سکتے ہو اس نازک معاملہ میں کارڈینل کی رائے لینا ضروری ہے۔ پس میں ان سے مشورہ حاصل کرنے پر مجبور ہوں تاہم اطمینان رکھو کہ وہ ہرگز انکار نہ کریں گے۔ کیونکہ حال جس چیز کو ملتوی کرتا ہوں اسکو وہ کسی طرح نامنظور نہیں کر سکتے مجھکو پورا یقین ہے کہ میری ذاتی حالت سننے کے بعد وہ فوراً اپنی منظوری صادر کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے فی الحال وہ روما سے باہر گئے ہیں مگر جیسے ہی واپس آئے میں یہ معاملہ ان کے پیش کروں گا اس اثنا میں میں تم کو اطمینان دلاتا ہوں۔ کہ کسی طرح کے اضطراب یا مایوسی کو دل میں جگہ دینے کی حاجت نہیں بلکہ اس کی بھی میری طرف سے اجازت ہے کہ تم باقاعدہ میرے مکان پر آتے رہو۔ یہ الفاظ تھے جو کونٹ آف ٹولی نے مجھسے کہے اور ان کو سن کر وہ اضطراب جو میرے دل کو لاحق ہوا تھا فوراً زایل ہو گیا۔"

اتنا کہہ کر ایولینو پھر ایک بار چپ ہوا لیکن جلدی ہی تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "میرے عزیز دوست آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس کے بعد چند روز تک کتنی بھاری خوشی میرے دلکو حاصل رہی انٹونیا کے والد کا جو اسے بیحد منظوری کا درجہ رکھتا تھا۔ اس نے ولیکونٹ سے مشورہ لینے کے بارہ میں کوئی ذکر نہ چھیڑا تھا۔ بلکہ یہاں تک کہا تھا۔ کہ کارڈنیل گریمونیا کی منظوری بھی محض ضابطہ کے لئے ہے۔ کیونکہ ان کا جواب ضرور تمہارے حق میں ہوگا اب میں ہر روز کئی گھنٹے انٹونیا کے پاس رہتا۔ رفتہ رفتہ ہمارے تعلقات زیادہ قریبی ہوتے گئے میں اس کے مزاج سے بخوبی واقف ہو گیا اس کی معصومیت اور حسن اخلاق کا سارا حال مجھ کو اچھی طرح معلوم تھا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ وہ مجھ سے اتنی ہی گہری اور سچی محبت رکھتی تھی۔ جس کی موجودگی کسی شادی شدہ مرد و زن کی زندگی کو اس دنیا میں بہشت بنا

سکتی ہے لیکن میں اپنی سرگذشت کو غیر ضروری طور پر لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے جو خوفناک سانحہ اس کے تھوڑا عرصہ بعد پیش آیا اس کا ذکر کرتا ہوں۔ انہی ایام میں سینٹ پیٹر کے گرجا سے پادریوں کا ایک بہت بڑا جلوس نکلنا تھا۔ کیونکہ تقدس مآب پوپ کی اس تقریب پر کوئی رسم ادا کرنی تھی کونٹ آف لڈولی نے ایک خط کارڈینل کو اس سے پیشتر لکھ دیا تھا۔ جس کا جواب انہی دنوں موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ میں اس جلوس کے موقعہ پر ضرور آؤں گا۔ اور رات کا کھانا آپ ہی سے ملکر کھاؤں گا کونٹ نے اس کھانے پر مجھ کو بھی دعوت دی۔ تاکہ اس ذریعہ سے کارڈینل سے میرا تعارف ہو جائے کیونکہ میں پیشتر اس سے ناواقف تھا خیر وہ دن آگیا۔ اور میں نے حالات کو قطع انداز کر کے یہ بیان کرنا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ میں کونٹ اور اسکی دختر کے ہمراہ رسم کے موقعہ پر گرجا گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر آیا تو رات ہونے لگی تھی۔ میں لباس تبدیل کر کے قصر لڈولی کو روانہ ہوا تو نہیں جانتا۔ کیوں میرا دل اس زور سے دھک دھک کرتا تھا۔ شائد اس لئے کہ میری قسمت کا فیصلہ عنقریب ہونے والا تھا۔ اس کے باوجود میرے سینہ میں خوشی اور امید کا احساس غالب تھا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ میری راحت حد یقین تک پہنچی ہوئی تھی۔ کیونکہ امید میں تو پھر بھی شک کا امکان پایا جاتا ہے حالانکہ میرے دل کو پورا یقین حاصل تھا۔ قصر لڈولی میں پہنچا۔ تو مجھے براہ راست کمرہ نشست میں پہنچایا گیا۔ جہاں کارڈینل گریونیا اس سے پہلے تشریف لا چکے تھے اور کونٹ اور انٹونیا بھی ان کے پاس بیٹھے تھے۔ اس سے پیشتر میں نے گرجا میں کارڈینل کی صورت دیکھی تھی مگر چونکہ میں کسی قدر فاصلہ پر تھا۔ اس لئے ان کے چہرہ کے خط و خال پوری طرح دیکھنے کا موقعہ نہ ملا

تھا۔ اب جو پاس سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو میں نے معلوم کیا۔ کہ گہری سنجیدگی اور امارت کا تبحر ان کے چہرہ پر موجود تھا۔ گو ان سب باتوں سے ملی ہوئی ہلکی سی فیاضی کی جھلک بھی پائی جاتی تھی۔ عمر ان کی اسی سال کے قریب تھی لیکن صحت ہر لحاظ سے اچھی اور ذہنی قوا پوری طرح مضبوط تھے کونٹ نے میرا تعارف کیا۔ تو کارڈینیل صاحب حسن اخلاق سے پیش آئے۔ اس کے بعد جب تھوڑی دیر ہماری گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ تو ان کے چہرہ پر فیاضی کے آثار نے تبحر کی علامات کو بڑی حد تک مغلوب کر دیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد نوکروں نے اطلاع دی کہ کھانا تیار ہے چنانچہ ہم کمرہ طعام میں چلے گئے چونکہ کوئی دوسرا مہمان موجود نہ تھا۔ اس لئے ہم چاروں یعنی میں کارڈینیل کونٹ آف ٹوسکی اور انٹونیا میز کے گرد بیٹھے میں انٹونیا کے عین پاس بیٹھا۔ اپنے جی میں میں نے سمجھ رکھا تھا۔ کہ اب اس معاملہ کی تکمیل میں کوئی تفصیل باقی نہیں رہی انٹونیا میری ہو چکی اب کسی طرح کا اندیشہ مجھے دل میں نہ لانا چاہیئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کارڈینیل کا سلوک مجھ سے ٹھیک اس قسم کا تھا۔ جیسا اس آدمی سے کیا جاتا ہے۔ جسے عنقریب اپنے خاندان کا جزو سمجھا جانا ہو۔ تاہم ایک بات میں نے دیکھی جو یہ تھی۔ کہ کارڈینیل کا کونٹ آف ٹوسکی پر بہت گہرا رسوخ تھا اس سے مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ کیونکہ مجھ کو معلوم تھا۔ کہ کونٹ بڑے مضبوط ارادہ کا آدمی ہے اس کے خیالات کا میلان گو مذہب کیتھولک تھا۔ تاہم کسی طرح کا غیر معمولی جوش یا مذہبی دیوانگی کا اثر اس میں نہ پایا جاتا تھا۔ اس کے باوجود جیسا میں نے کہا ہے میرے لئے کسی اندیشہ کو دلمیں جگہ دینے کا موقعہ نہ تھا۔ بلکہ میں یہاں تک سمجھے ہوئے تھا۔ کہ کونٹ نے اس نہایت ضروری معاملہ پر پہلے ہی سب حال کارڈینیل سے کہہ دیا ہوگا

اور عجب نہیں کہ انٹونیا کے مالدار دھرم پتا نے اپنی منظوری بھی صادر کر دی ہو"

یہاں تک پہنچ کر ایولینو نے ایک آہ سرد کھینچی اور تھوڑے توقف کے بعد اس طرح سلسلہ داستان جاری رکھا۔

"جب کھانا ختم ہوا اور نواکھات کا دور آیا۔ تو کونٹ آف ٹوولی نے انٹونیا کو اشارہ سے رخصت کر دیا۔ اس کے جاتے ہی میں نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ اب وہ مبارک فیصلہ جس کا انتظار تھا۔ مجھ کو سنایا جائے گا میرا اندازہ غلط بھی ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ کونٹ آف ٹوولی نے مجھ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا" میرے عزیز فرانسسکو اپنے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق میں نے انٹونیا سے تمہاری شادی کا ذکر نہایت نفس سے کر دیا ہے۔ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ کہ تم بے عیب چال چلن۔ کے شریف الطبع نوجوان ہو۔ بہترین سوسائٹی سے تمہارا تعلق ہے اور تم ایسے ایسے خاندان کے نام لیوا ہو۔ جس کا خون ہمیشہ سے پاک اور جس کی شرافت مسلمہ چلی آتی ہے" جسوقت یہ الفاظ کونٹ آف ٹوولی کے منہ سے نکل رہے تھے۔ تو پاک خون اور شرافت کا ذکر سن کر میں بے اختیار چونکا اور نفرت کی لہر مجھے اپنے سینہ میں پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔ اس لئے نہیں کہ ان لفظوں سے مجھے کسی طرح کی دہشت تھی۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور انٹونیا کا بھائی فرشتہ نخوست کی مانند نمودار ہوا۔ اس سے وہ گفتگو جو میری ذات سے اتنا گہرا تعلق رکھتی تھی عارضی طور پر رک گئی باپ اور بیٹے میں باتیں ہوئیں اور آخر الذکر نے کارڈینل کو سلام کیا واپسی کونٹ کی دلیسی کچھ اس غیر متوقع تھی۔ یعنی عین اس موقع پر جب میری زندگی کے اہم ترین سوال کا حل درپیش تھا۔ اس کی آمد اتنی عجیب

تھی کہ محض اس کی صورت دیکھتے ہی ایک عجیب طرح کا اضطراب مجھے زخمی ہو گیا
اس کے علاوہ یہ بھی میں نے دیکھا۔ کہ وائیکونٹ جس وقت دروازہ کے باہر کھڑا
تھا۔ تو وہ الفاظ جو اس کے باپ کے منہ سے نکل رہے تھے اس کے کانوں
میں بھی پہنچے اور اس کے ساتھ ہی کینہ اور رجوش کی سیاہی اس کے چہرہ
پر چھا گئی۔ جس کو دیکھ کر مجھے اپنا دل سینہ بیٹھتا معلوم ہوا اپنے باپ سے
بغلگیر ہو کر اور کارڈینل کو سلام کر کے اس نے میرے سلام کا جواب دینے کی
پروا نہ کرتے ہوئے نخوت آمیز سرد نظروں سے میری طرف دیکھا عین اس
موقعہ پر اس کے باپ نے کہا "بیٹا کیا بات ہے تم سینیر ایولینو سے مصافحہ
نہیں کرتے جو عنقریب تمہارے بہنوئی کا درجہ حاصل کیا چاہتے ہیں"۔ اسپر
وائیکونٹ نے کہا "انٹونیا مجھے میڈیسیوں پر ملی تھی اس نے شرماتے اور
لجاتے ہوئے مجھ سے بغلگیر ہو کر وہ تمہارے حالات بیان کئے ہیں جو میری
عدم موجودگی میں پیش آئے تھے۔ اما جان ان حالات کو سن کر مجھے بڑی حیرت
ہوئی"۔ وائیکونٹ کے منہ سے نکلے ہوئے ان لفظوں نے ہم تینوں پر مختلف
اثرات پیدا کئے یعنی کونٹ خشمگیں کارڈینل متعجب اور میں بے چین ہو گیا
"اما جان میرا خیال تھا" وائیکونٹ نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا "کہ آپ
میری بہن کی شادی کسی ایسے شخص سے نہ کریں گے جو شریف خاندان سے نہ
ہو۔ اپنی حال کی سیاحت میں مجھے سوئیاوکشیا جانے کا اتفاق ہوا تھا
اس جگہ بعض ایسی باتیں اتفاقاً مجھ کو معلوم ہوئیں جن کو اس موقعہ پر بیان کرنا
میرا فرض ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ میں خود ان حالات کو بیان کروں میری
رائے میں بہتر ہوگا۔ کہ یہ آدمی" یہ کہتے ہوئے اس نے حقارت آمیز نظروں
سے میری طرف دیکھا۔ "یہ آدمی اپنی زبان سے اقرار کرے کیا وہ سوئیاوکشیا

کے اس دیوالیہ تاجر کا بیٹا نہیں ہے جو قرضخواہوں کا لاکھوں روپیہ کھا کر مرا تھا؟"

ان لفظوں کو سن کر ایسا معلوم ہوا۔ گویا کسی نے زہر میں بجھتا ہوا خنجر میرے سینہ میں بھونک دیا ہو۔ میں اپنی جگہ سے بے تابانہ اُٹھا غصہ اور جوش سے میرا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ "مائی لارڈ" میں نے کہا۔ "بے شک میں اس تاجر کا بیٹا ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جسوقت روپیہ مجھ کو ملا۔ میں نے اس کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے سارے قرضخواہوں کا حساب کوڑی پیسے سے بے باق کر دیا" "دیکھ لیجئے" وائیکونٹ نے اپنے سر کو اندازِ تکبر سے خم کر کے کہا۔ "یہ شخص اصل حقیقت اپنے منہ سے تسلیم کرتا ہے۔ اور اس کی ریاکاری اس سے ظاہر ہے کہ اس نے اپنے بارہ میں کسی طرح کے حالات نہ آپ سے اور نہ کارڈنیل صاحب کے روبرو بطور خود بیان کئے۔" کونٹ آف ٹولی کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے قہر آلود نظروں سے میری طرف دیکھا۔ مگر میں نے ضبط کر کے کہا "مائی لارڈ اجازت دیجئے کہ میں صحیح حالات آپ کے روبرو بیان کروں۔ مجھ کو یقین ہے۔ انہیں سن کر آپ کا اطمینان ہو جائیگا" "مگر اس نے کہا۔ "بس کسی بیان کی حاجت نہیں۔ جو کچھ میرے سننے میں آچکا وہی کافی ہے۔ میں سخت افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے تمہیں اپنے مکان پر آنے کی اجازت دی۔ اتنا رنج و غم میرے دلکو ہے کہ میں شاید اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ استعمال کرتا۔ اگر یہ خیال دامنگیر نہ ہوتا۔ کہ میری اپنی غلطی تھی۔ کہ شروع میں ہی جب تم نے شادی کی درخواست کی تو میں نے تمہاری نسبت پوری تحقیقات کرنے کا فرض ادا نہ کیا۔" اتنا کہہ کر اُس نے مجھے رخصت ہو جانے کا اشارہ کیا۔ میری حالت دیوانوں کی سی

ہو رہی تھی۔ میں نے دوبارہ زور دیکر کہا۔ کہ مجھے جوابدہی کا موقعہ ضرور ملنا چاہیئے مگر کونٹ نے یہی کہا۔ کہ تم نے چونکہ پیشتر اپنے آپ صاف بیانی نہیں کی۔ اس لئے غیر ممکن ہے۔ کہ اب ایسا کرو۔ پس تمہارا رخصت ہو جانا ہی بہتر ہے ایک عجیب طرح کا جوش مجھ پر طاری ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس جوش میں بعض سخت الفاظ بھی میرے منہ سے نکلے اور میں نے اس سلسلہ میں یہاں تک کہا کہ میں خواہ کسی حیثیت کا آدمی ہوں بہرحال میرے اخلاق اس کینہ توز بزدل سے ہزار گنا بہتر ہیں جس نے میری خوشی میں رخنہ انداز ہونے کو چھپا ہوا وار مجھ پر کیا ہے۔ اس پر کونٹ آف ٹولی کا غصہ بھی بھڑک اٹھا۔ اس نے کہا "تم سخت نالائق آدمی ہو۔ تم پورے بدمعاش ہو۔ تم نے جھوٹے اور فرضی طریقوں پر اس سوسائٹی سے میل جول کیا جس کی شرکت کے تم ہرگز لائق نہ تھے" بیٹے نے بھی باپ کی طرفداری کے بہانہ سے خوب ہی دل کے بخارات نکالے اور کئی ایک بیجا باتیں کہیں میرے جوش کا کیا ٹھکانا تھا۔ ایک بار تو جی میں آئی تھی۔ کہ اس فتنہ پرداز شخص کو وہیں جان سے مار کر اپنی بھی جان ضائع کر دوں لیکن پھر یہ سوچکر رہ گیا۔ کہ وہ آخر انٹونیا کا بھائی ہے اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ بڑی مشکل سے روکا کاؤنٹ اب تک خاموش تھا۔ اب اس نے بھی اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "نوجوان آدمی اگر تم میں شرافت اور انسانیت کا ذرا سا مادہ بھی باقی ہے تو بہتر ہے اس مکان سے چلے جاؤ جہاں تمہاری موجودگی ہر شخص کو ناپسند ہے" اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا حال محض سپنے کی طرح یاد ہے میں نہیں جانتا کس طرح اندھا دھند چلتا۔ میں اس مکان سے باہر نکلا کسی طرح دیوانگی کی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور کس طرح آخر کار جب میرا

جوش قدرے کم ہوا۔ تو میں صوفہ پر لیٹ کر سسکیاں لینے۔ چھاتی کوٹنے بال نوچنے اور آہ و بکا کرنے لگا"

اتنا کہہ کر فرانسسکو پھر تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گیا۔ لیکن داستان کے اس حصہ نے اس کو اتنا متاثر کر دیا تھا۔ کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے ہیں اس کی داستان گہری دلچسپی اور ہمدردی کے ساتھ سن رہا تھا۔ کئی لمحوں تک وہ گذرے ہوئے واقعات کی یاد سے اتنا متاثر رہا۔ کہ الفاظ اس کے منہ سے نہ نکل سکے لیکن آخرکار اپنے جوش پر قابو پا کر اس نے پھر ایک بار کہنا شروع کیا۔

"میرے عزیز دوست ولمٹ الفاظ میں طاقت نہیں کہ میری اسوقت کی حالت زار کو ظاہر کر سکیں بڑی مشکل سے میں جب اپنے خیالات کو یکجا کرنے کے قابل ہوا تو یہ تلخ حقیقت رونما ہونے لگی۔ کہ جو کچھ پیش آیا وہ کوئی ہیبتناک خواب نہیں بلکہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے انٹونیا ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا کر دیگئی! کیونکہ اس کے باپ کی منظوری کے بغیر ہماری شادی غیر ممکن تھی۔ یہ حالت مجھ پر دیوانگی کا اثر پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن جب اس کے علاوہ وہ طعنے بھی یاد آئے جو قصر ٹوڈلی میں مجھ کو دیئے گئے تھے۔ تو میرا خون مارے جوش کے کھولنے لگا افسوس کس طرح ان لوگوں نے مجھے گالیاں دیں اکس طرح دھوکے باز اور جعلساز کہا کس طرح میرے خاندان کی مذمت کی اور چور یا بھک منگے فقیر کی طرح دھکے دیکر گھر سے نکالدیا۔ بڑا رنج اس بات کا تھا۔ کہ میں اس توہین کا بدلہ کسی طریقہ پر نہ لے سکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں انٹونیا کے باپ یا اس کے بھائی سے ڈویل لڑتا تو دنیا اس خیال سے مجھ کو برا کہتی۔ کہ اس نے اس

لڑکی کے خیالات کا بھی پاس نہ کیا۔ جس کی محبت کا وہ دعوے دار تھا۔ اس کے علاوہ ممکن تھا۔ کہ وہ لوگ اس بنا پر ڈویل لڑنے سے انکار کر دیتے۔ کہ امرا کی حیثیت میں وہ ایک معمولی آدمی کے مقابلہ پر آنا کسر شان سمجھتے ہیں۔ دن رات سوتے جاگتے ان باتوں کی یاد میرے سینہ میں کسک پیدا کرتی تھی کونٹ اور اس کے بیٹے کے طرز عمل نے مجھے اس بات سے لاپروا بنا دیا تھا۔ کہ مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے اب جائز اور ناجائز کی کوئی تمیز میرے دل میں باقی نہ تھی۔ اتنا مجھ کو معلوم تھا۔ کہ انٹونیا مجھے چاہتی ہے۔ اور حالات پیش آمدہ میں وہ بھی میرے لئے بے قرار ہوگی پس اگر میں اسے اپنے ساتھ فرار پر آمادہ کر سکوں تو عین ممکن ہے کہ ہم خانہ شادی کے ذریعہ سے اس کے باپ اور بھائی کی مخالفت کے باوجود مرد و زن کی حیثیت حاصل کر سکیں ان خیالات نے کچھ امید افزائی کی چنانچہ وہ رات میں نے اپنے کمرہ میں بے تابانہ ٹہلتے اور کئی کئی تجویزیں سوچتے گذاری آخر کار جب دن نکلا اور میں نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی تو چہرہ کی رنگت اتنی زرد تھی۔ کہ میں اپنی صورت نہ پہچان سکا تعجب اس بات کا ہے کہ اتنے بھاری جذبات کے باوجود میں کیونکر ویرانگی کی حالت سے محفوظ رہا۔ دوسرا سارا دن میں نے اپنے مکان پر ہی گذارا آخر جب رات ہوئی۔ تو میں ایک کھلا لبادہ پہن کر قصر ٹوولی کی طرف چلا وہاں تھوڑی دیر کے بعد کونٹ آف ٹوولی کا وہ نوکر مجھ سے آملا۔ جس کے بارہ میں پیشتر اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ اس کو اپنی سوچی ہوئی تجویز کا ذریعہ کار بناؤں گا۔ وہ کونٹ کے نوکروں میں سے ایک تھا جو ہمیشہ مجھ سے بڑے ادب سے پیش آتا تھا۔ اور جس کو میں نے بارہا انعام و اکرام بھی دیئے تھے۔ اسکی

بہن انٹونیا کی کنیزوں میں سے ایک تھی اس آدمی نے وعدہ کیا کہ میرا خط اپنی بہن کے ذریعہ سے انٹونیا کو پہنچا دیگا۔ چونکہ خط میرے پاس لکھا لکھایا تیار تھا۔ اس لئے وہ میں نے اس کو دیدیا۔ اور خود اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے عرصہ میں وہ جواب لے کر آگیا اس خط کا لہجہ نرم۔ محبت آمیز لیکن غمناک تھا۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جو اندازہ میں نے انٹونیا کے عشق کا کیا۔ وہ غلط نہیں نکلا۔ خیر اس طریق پر خط و کتابت کی راہ پیدا ہوگئی تو یہ سلسلہ آئندہ بھی قائم رہا۔ چنانچہ دوسرے خط میں جو انٹونیا کی طرف سے موصول ہوا۔ درج تھا۔ کہ میں گو ہر طرح تمہارے کہنے پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ میرے باپ اور بھائی کی طرف سے میری نقل و حرکت کی نگرانی بے حد سختی کے ساتھ جاری ہے اس کے باوجود اس کے فرار کی سب تیاریاں مکمل تھیں۔ میں نے اپنی طرف سے نوکر کو سمجھایا۔ کہ بالفرض ان لوگوں نے تم کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا۔ تو میں تمہیں اور تمہاری ہمشیرہ کو اپنے پاس رکھ لوں گا۔ اور اس پر بخوشی رضامند ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے وعدہ کیا کہ میں پچھلے دروازہ کی کنجیاں حاصل کرکے رکھ لوں گا۔ اور وقت مقررہ پر ہم لوگ اس راہ سے نکل آئیں گے۔ بعد ازاں ایک اور خط انٹونیا کی طرف سے آیا۔ جس میں درج تھا۔ کہ اب میں ہر طرح تیار ہوں۔ اور صرف موقعہ کی تلاش ہے۔ اس سے اگلی رات کو بارہ اور ایک بجے کے درمیان میں نے قصر ٹوولی کے عقبی دروازہ پر ایک چوسپہ گاڑی تیار رکھی اور اس مبارک لحظہ کا انتظار کرنے لگا۔ جب پیاری انٹونیا مجھ سے بغلگیر ہوگی سارے پہلو سوچکر یہی بہتر سمجھا گیا۔ کہ نوکر اور اس کی بہن بھی ہمارے ساتھ ہی ساتھ فرار ہوں۔ ہم

روما کی سرحد سے گذر کر ٹسکنی پہنچ جائیں۔ اسجگہ ایک پادری رسم شادی ادا کردے اور بعد ازاں کونٹ آف لودرنو کی وساطت سے انٹونیلے کے باپ سے مصالحت کی کوشش کی جائے یہ تجویزیں میں نے اپنے دل میں سوچ رکھی تھیں۔ مگر افسوس قسمت نا مہربان تھی میری آرزوؤں میں سے ایک بھی بر نہ آئی جس وقت میں باغ کے دروازہ کے پاس کھڑا دھڑکتے دل سے آتے ہوئے قدموں کی چاپ سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ دفعتاً ایک آواز دیوار کے اس طرف یہ کہتے سنائی دی "سینیر ابولینو کیا آپ کھڑے ہیں؟" "ہاں" میں نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا اضطراب کئی گنا بڑھ گیا۔ "تو مہربانی سے واپس تشریف لے جایئے کیونکہ سارا حال معلوم ہوگیا۔ اگرچہ اس میں ہمارا قصور کچھ نہ تھا۔ جایئے اسی میں سلامتی ہے"۔ میں نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی اس آدمی کو پے در پے آوازیں دیں لیکن معلوم ہوا کہ وہ اتنی بات کہتے ہی رخصت ہوگیا۔ کیونکہ پھر نہ اس کی صورت دکھائی دی نہ اس نے میری باتوں کا جواب دیا۔ مجبوراً میں نے گاڑی وہیں سے رخصت کی اور مایوس و دل گرفتہ مکان کی طرف لوٹا وہ رات جس قلق و اضطراب میں بسر ہوئی اس کا حال بیان کرنا بعث ہے مختصر یہ کہ دوسرے دن قریباً ڈھائی بجے سہ پہر کو وہی نوکر میرے مکان پر آیا۔ اور اس کی زبانی سارے حالات معلوم ہوئے اس نے مجھ کو بتایا۔ کہ اس کی بہن اور انٹونیا سفر کے کپڑے پہن کر رخصت کے لئے تیار تھیں کنجی بھی حاصل کرلی جاچکی تھی اور نوکر اس انتظار میں تھا۔ کہ کب اسکی بہن تیاری کا اشارہ لیکر آئے اور کب ہم رخصت ہوں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ آگئی اور نوکر دروازہ کھولنے زینہ سے اترنے لگا۔ لیکن جسوقت دروازہ کے پاس پہنچا۔ تو سیڑھیوں کے اوپر وائیکونٹ کی آواز سنائی دی

جو انٹونیا کو اس کے فرار کی تیاری پر ملامت کر رہا تھا۔ اس کے فوراً بعد کونٹ کی اپنی آواز بھی سنائی دی اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ اب اور کچھ نہ ہو سکے گا کم از کم اس کی اطلاع ضرور کر دینی چاہیئے اسقدر حالات بیان کرنے کے بعد نوکر نے مجھ سے کہا "آج صبح کارڈینل گریلو نیا مکان پر آئے تھے اور وہ دو ڈھائی گھنٹے کونٹ سے باتیں کرتے رہے۔ پھر لیڈی انٹونیا کو طلب کیا گیا۔ اس کے بعد کیا باتیں ہوئیں اس کا حال مجھے معلوم نہیں۔ البتہ جب کارڈینل رخصت ہونے لگا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ لیڈی انٹونیا بھی اس کے ساتھ گاڑی پر سوار ہو کے رخصت ہو گئیں" ان حالات کو سنکر جو بے تابی مجھ کو ہوئی اس کا حال اندازہ سے بہتر جانا جا سکتا ہے سخت پریشان ہو کر میں نے پوچھا "کیا تم کو معلوم ہے وہ لوگ اسے کس طرف کو لے گئے؟" مگر اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ کہ مجھے بالکل معلوم نہیں صرف اتنا ہی جانتا ہوں۔ کہ گاڑی وہاں سے چلکر پہلے کارڈینل کے مکان پر گئی وہاں سے کونٹ کے نوکر اور گاڑی بان کو واپس بھیج دیا گیا اور ان کی جگہ کارڈینل کے دو نوکروں نے لے لی پھر گاڑی کسی نامعلوم منزل کو چلی گئی" جب مجھ کو انٹونیا کی روانگی کا حال معلوم ہوا۔ تو تھوڑی دیر کے لئے جنوں کی سی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی۔ دنیا میری نظروں میں اندھیر ہو گئی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ کیا کروں اور کس طرف کو جاؤں بڑی مشکل سے ضبط کر کے میں نے اس سے پوچھا "کیا جب انٹونیا رخصت ہوئی تو تم وہیں موجود تھے؟" اس نے جواب دیا "جی ہاں مگر چونکہ ان کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ اس لئے میں ان کی صورت نہ دیکھ سکا کارڈینل نے ان کو اپنے بازو کا سہارا دے رکھا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ لیڈی کے

الفاظ کہنا جانتا تھا۔ اندازہ سے کہتا ہوں۔ کہ وہ سخت ہی غمزدہ اور پریشان تھیں"۔ "افسوس! افسوس!" میں نے سخت غم و غصہ کی حالت میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا "کس قدر بے رحم وہ لوگ ہیں کہ جنہیں دو جانوں کے تڑپانے میں لطف حاصل ہوتا ہے"۔ اسوقت یہی جی چاہتا تھا۔ کہ خودکشی کرلوں مگر نوکر کے سمجھانے سے قدرے سکون آیا۔ پھر اس نے کہا۔ "لیڈی انٹونیا کی رخصت کے تھوڑی دیر کے بعد کونٹ نے مجھے اور میری بہن کو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا۔ اسمیں کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں۔ کہ تم فرار کی تیاری میں شریک تھے۔ تاہم میں اس شرط پر تم کو معاف کرتا ہوں کہ اسواقعہ کا حال کسی دوسرے کو معلوم نہ ہو"۔ ہمنے تعمیل کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو اطلاع دینا چونکہ فرض تھا۔ اس لئے یہاں چلا آیا ہوں۔ میں نے اس کی وفاداری کا شکریہ ادا کیا اور انعام دیکر رخصت کیا۔ پھر حالت جوش میں یہ معلوم کرنے کی کوشش شروع کی کہ کارڈینل گریونیا انٹونیا کو گاڑی پر بٹھا کر کس مقام کی طرف لے گیا۔ سب سے پہلے میں گریونیا پیلس پہنچا۔ اور نوکروں کو بہت سا لالچ دے کر دریافت حال کی کوشش کی مگر بے سود کسی نے اس مقام کا نام نہ سنا تھا۔ جدھر چلنے کے لئے کارڈینل نے گاڑیبان سے کہا تھا۔ اور نہ کوئی شخص اندازہ سے ہی بیان کرسکا۔ کہ وہ کس طرف کو گئے ہیں بڑی دیر تک میں پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر پھرتا رہا۔ کئی کئی طریقوں پر کھوج لگانے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ ملول و دل گرفتہ مکان پر واپس آیا اس جگہ ایک خط آیا ہوا رکھا تھا۔ کھولکر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ کونٹ آف ٹولی نے بھیجا ہے اسمیں درج تھا کہ تم نے لیڈی انٹونیا کو بھگالے جانے کی جو شرمناک کوشش

کی تھی اس کا سارا حال معلوم ہو گیا۔ اب اسے بعض رشتہ داروں کے ساتھ ایک دور افتادہ ملک کو بھیج دیا گیا ہے۔ جس کا حال کبھی تم معلوم نہ کر سکو گے روانگی سے پیشتر اس نے اپنے منہ سے سب باتوں کا اقرار کیا اور معافی کی طلبگار ہوئی۔" خط کے آخری حصہ میں لکھا تھا۔ کہ اگر تم میں شرافت کا ذرا سا جوہر بھی باقی ہو۔ تو مناسب ہے کہ تم اس واقعہ کا حال کسی پر ظاہر نہ کرو۔ بس میرے عزیز دوست یہ سارے حالات ہیں اس وقت کے بعد ایک سال کا عرصہ گذر چکا ہے لیکن پھر مجھے کبھی انٹونیا کی صورت دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ نہ اس کا کوئی حال مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ فرانس کے کسی حصہ میں رہتی ہے یا روس کے دور افتادہ جنگلات میں۔ لیکن گو اُسے مجھ سے جُدا ہوئے اتنا لمبا عرصہ گذر گیا ہے تاہم اسکی تصویر ہر وقت میرے خانۂ دل میں بستی ہے اور تا زیست یونہی رہے گی کیونکہ اس کی یاد کبھی فراموش نہیں ہو سکتی۔ اس وقت کے بعد میں نے اس کی تصویر بھی تیار کر لی ہے۔۔۔"

"آہ" میں نے اس خیال سے خوش ہو کر کہا۔ کہ شاید اسقدر حالات بیان کرنے کے بعد وہ مجھے اس نازنین کی تصویر بھی دکھا دے گا۔ جس کا وہ پرستار تھا۔ "اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ کہ اس کی خوبصورتی کو بصورت تصویر لانا آپ کو اس لئے ناپسند تھا۔۔۔"

"یہ صحیح ہے" ایولینو نے غم انگیز لہجہ میں جواب دیا۔ "جب تک وہ اپنے باپ کے مکان پر رہتی تھی۔ اور مجھے اس سے ملنے کا اتفاق ہوتا تھا میں حقیقتاً اس کی تصویر بنانے کے خیال کا مخالف تھا۔ لیکن اب جبکہ ہمیں اسقدر بے رحمی کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا ہے

تو اس کی صورت دیکھنے کا اس کے سوا اور کوئی ذریعہ میرے پاس نہیں کہ اس کی تصویر میری نظروں کے سامنے رہے۔ چنانچہ واقعات مذکورہ کے چند ہفتے بعد جب رفتہ رفتہ میرا دل اس صدمۂ عظیم سے بحال ہونے لگا۔ تو خیال آیا کہ تھوڑی بہت قابلیت تصویر کشی کی مجھ میں ہے اگر اس سے کام لے کر اس صورت کو جو ہر وقت میرے سینہ کے اندر بستی ہے صفحہ قرطاس پر لانے کی کوشش کی جائے تو خوب ہو۔ مسٹر ولمٹ میں نے اس تصویر کی تیاری پر بڑی محنت کی ہے۔ کیونکہ یہ ایک شوقیہ کام تھا۔ یہی باعث ہے کہ میں ایک ایسی تصویر تیار کرنے میں کامیاب ہوا ہوں جو اگرچہ ممکن ہے اس فن کے استادوں کی نظر میں بہت اعلےٰ نہ ہو۔ تاہم جہاں تک میری قابلیت کا تعلق ہے وہ میرے ہنر کا بہترین نمونہ سمجھی جا سکتی ہے۔ فی الحقیقت میرا خیال ہے۔ کہ اگر ہندوستان کی ساری دولت مجھ کو پیش کی جاتی تو میں اس سے آدھی اچھی تصویر بھی تیار نہ کر سکتا۔ اس تصویر کی تیاری کے دوران میں بارہا مجھ کو پر اسرار طریقہ پر اپنے سینہ میں امید کا احساس ہونے لگا ہے اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوا ہوں کہ جب ہماری محبت ناقابل فنا اور دائمی ہے تو غیر ممکن ہے کہ کوئی طاقت ہمیں ایک دوسرے سے جدا رکھ سکے اگر خدا نے ہم دونوں کی زندگی برقرار رکھی تو شاید کوئی دن آئے جب ہم پھر ایک دوسرے سے مل سکیں لیکن مقابلہ میں ایسا بھی وقت آتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے ایولینو کی آواز مدہم اور غم انگیز ہو گئی "جب میں بالکل مایوس ہو جاتا ہوں اور جب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راحت و امید میری زندگی کے دائرہ سے ہمیشہ کے لئے نکل گئیں اور اب انٹونیا کبھی مجھ کو نہ ملے گی۔"

"نہیں نہیں" میرے عزیز دوست میں نے جلدی سے کہا۔ "اس طرح یاس

کو دل میں جگہ نہ دیجئے عشق کا دوسرا نام ہی امید ہے اور وہ قادر مطلق یقیناً اتنا بے رحم نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے دو شخصوں کو سزا دے جنہوں نے اپنی عمر میں کوئی برا کام نہیں کیا میرے دوست یاد رکھو ہم اپنی زندگی میں بارہا تکلیفیں اٹھاتے ہیں مگر وہی تکلیفیں آخر کار ہماری بہتری کا ذریعہ ثابت ہوتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے انسان ان خوشیوں سے بہتر حظ حاصل کر سکتا ہے جو انجام کار اس کے حصہ میں آئی ہیں دنیا کے سبھی دکھ اور سکھ عارضی ہیں اور جس طرح رات کے بعد دن کا آنا یقینی ہے اسی طرح رنج و راحت کا ساتھ بھی اٹل سمجھا جا سکتا ہے"

ایولینو نے میرے الفاظ بڑھتی ہوئی حیرت اور گہری توجہ کے ساتھ سنے پھر میرا ہاتھ دبا کر کہنے لگا "مسٹر ولمٹ آپ کے لفظوں نے میرے تن مردہ میں نئی جان ڈالدی ممکن ہے آپ کا اندازہ صحیح ہو لیکن پھر میں سوچنے لگتا ہوں کہ اگر میری آرزوئیں واقعہ میں بر آئی ہیں تو اس کا ذریعہ کیا ہوگا۔ یہ تو نہ میں نے اس سے پیشتر بھی مانا ہے اور نہ آئندہ مانوں گا کہ انٹونیا نے اپنے باپ کے روبرو اس محبت سے انکار کیا۔ جو ہمیں ایک دوسرے سے ہے تاہم بڑا سوال یہ ہے کہ حالات پیش آمدہ میں میری مراد آخر کار کیونکر بر آئے گی"

"میرے دوست" میں نے مسکراتے ہوئے کہا "آپ کے سوال کا جواب دینا مشکل ہے کیونکہ یہ ایسی باتیں ہیں جن کا بھید نہ انسان نے پہلے کبھی پایا اور نہ پائے گا قدرت کے طریقے عجیب و پر اسرار ہیں اور فہم انسانی کبھی ان کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ تاہم اگر آپ سوچیں اور غور کریں تو لاتعداد واقعات آپ کو ایسے یاد آئیں گے کہ جو باتیں شروع میں بے حقیقت اور غیر متعلق معلوم ہوتی تھیں وہی رفتہ رفتہ ایسے حالات کا پیش خیمہ ثابت

ہوئیں جنہوں نے واقعات کا رنگ بالکل ہی بدل دیا۔ یہ قدرت کے کام کرنے کے طریقے ہیں۔ پس اطمینان رکھو کہ اگر آپ کی محبت آج نا امیدی اور یاس کے سیاہ ترین بادلوں میں چھپی ہوئی ہے تو وہ وقت دور نہیں جب امید کا آفتاب پوری تمازت سے چمکنے لگے گا۔ اور آپ کے دل کو از سر نو خوشی حاصل ہوگی پس مایوسی کو دل میں جگہ نہ دیجئے اور خدا پر بھروسہ رکھئے۔"

"مسٹر ولٹ آپ کی باتیں بزرگانہ نصیحت کا درجہ رکھتی ہیں" اپولینو نے میرے لفظوں سے تسکین پاکر کہا "معلوم ہوتا ہے اس چھوٹی عمر میں آپ نے بہت سا دنیاوی تجربہ سیکھا ہے" پھر دفعتاً کچھ سوچکر اس نے کہا مگر ایسا تو نہیں ہے۔ کہ آپ نے بھی میری طرح عشق کیا ہو۔ اور شروع میں اس عشق میں ناکامی ہوئی ہو اور اب آپ کو پوری امید حاصل ہو کہ آپ کی مراد بر آئے گی؟"

"میرے دوست یہ صحیح ہے بے شک میں نے اپنی عمر میں محبت کی ہے اور میں اس عقیدہ کا پابند ہوں کہ مجھے اس عشق صادق میں کبھی ناکامی ہوگی کسی دوسرے موقعہ پر میں آپ کو اپنی سرگذشت سناؤں گا۔ اور آپ دیکھینگے کہ میری زندگی کن پراسرار حالات سے گذری ہے بارہا مجھے مجھ کو مایوسیوں نے گھیر رکھا تھا۔ جب میرے لئے امداد کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ تو قدرت نے خود بخود ایسے سامان مہیا کر دیئے۔ کہ میں ساحل عافیت پر پہنچ گیا۔ بہرحال ان باتوں میں فہم انسانی کچھ سوچنے یا صحیح اندازہ کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اس معاملہ کے متعلق جس کا حال آپ نے بیان فرمایا غالباً آپ نے کہا تھا۔ کہ اس نازنین کی تصویر آپ نے مکمل کرلی ہے..."

"ہاں اور میں کسی روز وہ تصویر ضرور آپ کو دکھاؤں گا۔ لیکن آج اس کا

موقعہ نہیں میرا رنج و غم اس حد انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ کہ اگر میں آپ کو وہ تصویر دکھانے لگا تو میرے دل کو اور بھی بھاری صدمہ پہنچے گا۔ اس لئے فی الحال معاف کیجئے میں پھر کسی روز آپ کو اپنی تصویر کشی کے کمرہ میں لے جاؤں گا جو وہی ہے۔ جہاں آپ کی پہلی ملاقات پر میرا نوکر غلطی سے آپ کو لے گیا تھا۔ اس سلسلہ میں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقعہ پر میں اسی تصویر کی تکمیل میں مشغول تھا۔۔۔"

"اور میں آپ کے اس کام میں حائل ہوا۔ اس کا مجھے بے حد افسوس ہے بخدا اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا۔ کہ آپ کس مقدس کام میں مشغول ہیں۔۔۔"

"خیر اس کا ذکر چھوڑیئے" فرانسسکو نے کہا "میرے نزدیک وہ دن بڑا مبارک تھا۔ جب آپ آئے آپ کی دوستی سے میرے دل کو بے حد تسلی ہوئی ہے اور مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ کہ میں نے آپ کو اپنے راز دل سے آگاہ کیا۔ آپ کی ہمدردی کو میں نہایت قیمتی تصور کرتا ہوں"

میں نے ایولینو کا ہاتھ گرمجوشی سے دبایا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد رخصت ہوا۔ کیونکہ میں بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ کہ ان واقعات کے اظہار سے اس کے جی کو جو رنج و غم پہنچا اس کا تدارک خلوت و تنہائی ہی بہتر کر سکتی ہے۔

باب - ۱۰۸

پرانے دوستوں سے ملاقات

ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے میں ان سارے حالات پر جو فرانسسکو کی زبانی معلوم ہوئے تھے، غور کرتا رہا اور اب مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ شہر روما کے امیر

کتنے متکبر اور مغرور ہیں کہ ایک معزز تاجر کی اولاد کو بھی اپنا ہم پلہ نہیں سمجھتے ان تعصبات کو مدنظر رکھتے ہوئے نیز یہ جان کر کہ کونٹ آف لوونی کی عمر انہی حالات میں گذری تھی میں خاص طور پر اس کو اس بارہ میں قصوروار نہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ اس نے ایولینو سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا لیکن گو کئی ایک باتیں اس کے حق میں تھیں تاہم دوسری جانب اس حقیقت کو فراموش کرنا غیر ممکن تھا کہ اگر یہ شخص ایک امیر ابن امیر نسلی تعصبات سے بالاتر ہو کر محض ان اعلےٰ اوصاف کا خیال کر کے جو ایولینو میں پائے جاتے تھے اسے اپنی فرزندی میں قبول کرتا تو میری نظروں میں اُس کی عزت کتنی زیادہ بڑھ جاتی رہ گیا اس کا فرزند ارجمند یعنی وائیکونٹ تو اس کے برخلاف ان واقعات کو سُن کر میرے دل میں بے حد غم و غصہ پیدا ہوا تھا کہ وہ مجھے قابل نفرت معلوم ہونے لگا۔ اس نے اس معاملہ میں انتہائی کینہ توزی اور سفاہت کا ثبوت دیا تھا۔ اور میں ان باتوں کے لئے اسے ہرگز معاف نہ کر سکتا تھا۔ لیکن بڑا سوال یہ پیدا ہوا۔ کہ انٹونیا کدھر گئی؟ دنیا کے کس حصہ میں اس کو بھیجا گیا؟ اور کیا یہ اپنی عزیز بیٹی سے علیحدگی کا اثر تھا۔ کہ گذشتہ سال ڈیڑھ سال کے عرصہ نے اس کے باپ کے چہرہ پر فکر و سنجیدگی کے آثار پیدا کر دیئے تھے۔

دو بجے بعد دوپہر کا عمل تھا۔ کہ میں ہوٹل میں پہنچا۔ روز تازہ ترین انگریزی اور فرانسیسی اخبارات دیکھنے کے لئے کافی روم میں گیا۔ عین اسوقت میں نے دیکھا کہ ہوٹل کے دو ویٹر ٹرے پر بھنی ہوئی ایک میز کیطرف جا رہے تھے میز کے دونو طرف دو شخص آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ نوکروں میں سے ایک نے ایل اور پورٹ شراب کی متعدد بوتلیں جو اس ہوٹل میں انگریز سیاحوں

کے لئے خصوصیت سے رکھی جاتی تھیں اٹھائی ہوئی تھیں دوسرے کے ہاتھوں پر خوان پوش سے ڈھکا ہوا ایک چوڑا تھال تھا۔ جس سے نفیس کھانوں کے مہک آتی تھی۔ پہلے تو میں نے ان دو شخصوں کو سرسری طور پر دیکھا۔ لیکن جب اس نوکر نے جو آگے آگے چل رہا تھا۔ انگریزی شراب کی بوتلیں میز پر رکھیں تو ایک پہچانی ہوئی آواز یہ کہتے سنائی دی "بالکل صحیح! بالکل ٹھیک! اور اب میرے دوست سالٹ کوٹ ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ لوگ اس ملک میں کس طرح کی شراب مہیا کرتے ہیں"

لفظوں کو سنتے ہی معلوم ہو گیا۔ کہ یہ تو میرے بہت پرانے مہربان ڈاکٹر ہنی کلیک ہیں ... نہ تو بہ مسٹر کلیک مینن آف کلیک مینن آکنش ہیں۔ اور ان کے بالمقابل ان کا گہرا دوست مسٹر سالٹ کوٹ تشریف فرما ہے اول الذکر کی عمر اب ۷۵ سال کے قریب تھی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا۔ کہ اثرات زمانہ نے اس کی حالت میں بہت کم تبدیلی پیدا کی ہے۔ کیونکہ اس کی شکل و صورت بالکل ویسی ہی تھی جیسی مدت گذری میں نے اس کو متقگلن میں دیکھی تھی۔ اس کی مصنوعی بالوں کی ٹوپی سابق کی طرح پیٹن کے رنگ کی۔ چہرہ بدستور چڑا چکلا اور گول اور دوہری ٹھڈی چوڑے سپید گلو بند میں کسی قدر چھپی ہوئی تھی۔ کیا مجال وہ اس زمانہ کے مقابلہ میں جب وہ ہائی لینڈ کے والئے ریاست کی میز پر نفیس کھانا کھایا کرتا تھا۔ ذرا بھی لاغر ہوا ہو وہی اس کے چہرہ کی سرخ رنگت تھی اور وہی اس کے بدن کی فربہی پھر اس کے علاوہ اسکے چہرہ پر ویسی ہی سنجیدگی کے آثار بھی موجود تھے جیسے پیشتر ہوا کرتے تھے۔ اور بدستور سابق وہ بلاس کی چٹکی لے کر کسی بھٹ بڑے پیسے کی مانند اپنی کرسی پر گردش کرنے لگتا تھا۔ اس کا لباس بھی سابق کی مانند

کسی پادری یا طالب علم کے لباس سے مشابہ تھا۔ یعنی سوٹ کی رنگت سیاہ کوٹ کے نیچے بہت لمبا چاک واسکٹ کی جیبیں کشادہ اور ٹانگوں میں گھٹنوں تک کی برجس جس کے نیچے سیاہ جرابیں تھیں نہ اس کے دوست مسٹر سالٹ کوٹ کی حالت ہی اس زمانہ کے مقابلہ میں بدلی ہوئی تھی۔ جب لندن کے ایک ہوٹل میں پہلی مرتبہ میرا اس سے تعارف ہوا تھا اختلاف اگر کچھ تھا۔ تو یہ کہ اس چہرہ کی رنگت اب اور بھی زیادہ سرخ اور چند یا کا وہ مقام جس کے بال اڑے ہوئے تھے پہلے سے بہت زیادہ چمکیلا تھا ورنہ لباس اس کا وہی تھا جس کی رنگت نمک اور سیاہ مرچوں کی آمیزش سے ملتی تھی یعنی گرے فلٹ کی بنی ہوئی ٹوپی۔ گرے رنگ کا گلوبند۔ گرے جرابیں اور گرے رنگ کے دستانے گرے ہی رنگ کی ٹوپی میں رکھے ہوئے تھے۔

"صاحب مجھے آپ سے ملکر بے حد خوشی ہوئی ہے"۔ میں نے مسٹر کلیک منین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "مجھے سر الگزینڈر اور لیڈی کیرنڈیل کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ کہ آپ اپنے دوست مسٹر سالٹ کوٹ کے ساتھ..."

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک" ڈامنی نے جیسا اس کی عادت تھی میرا ہاتھ بڑے تپاک سے اپنے ہاتھ میں لے کر اس طرح کی غیر یقینی حالت میں میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا گویا وہ نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کہ میں کون ہوں اور اس نے کہاں مجھ کو دیکھا تھا۔ "ہاں یاد آگیا... تم میرے نوجوان دوست... تم لیمرٹ آف ٹن ٹوس کویشن ڈیل کے بھتیجے مسٹر ٹامس شینک سپنڈلز ہو تمہارے چچا اور میں اکٹھے پڑھا کرتے تھے... یا ٹھیرو شاید مجھی کو دھوکا ہوا ہو... یعنی ممکن ہے تم اس کے چچا... یا اس کے دادا ہو..."

"ڈامنی کیا لغو کہتے ہو" مسٹر سالٹ کوٹ نے زور کا قہقہہ مار کر کہا۔

اُس نوجوان کی عمر بیس سال سے زیادہ نہیں... اور تم اُسے اپنے ہم جماعت دوست کا دادا بیان کرتے ہو۔ ہوا ہو! ہوا!"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" مسٹر کلیک منین نے بلاس کی بڑی سی چٹکی ناک میں ٹھونستے ہوئے کہا۔ "لیکن یاد آ گیا یہ وہ نوجوان ہے۔ جس نے اس وقت میری امداد کی تھی۔ جب چند اوباش قسم کے لڑکوں نے میرے کوٹ کی دم کو رسّی باندھ کر اس کے ساتھ ٹین کا لوٹا باندھا تھا... میرے خیال میں وہ میرے کوٹ کی دم ہی ہوگی۔ کیونکہ اور تو کسی طرح کی دم میرے بدن پر نہیں ہے..."

"ڈامنی تم شاید بھولتے ہو" مسٹر سالٹ کوٹ نے کہا۔ "میرے اپنے خیال کے مطابق یہ وہ نوجوان ہے جس سے قریباً ایک سال پیشتر ہماری ملاقات ہولبورن کے ایک ہوٹل میں ہوئی تھی... ہاں مجھ کو پورا یقین ہے۔ کہ آپ وہی ہیں۔" یہ کہہ کر مسٹر سالٹ کوٹ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اس زور سے ہلایا۔ کہ ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ میری کہنی میں اس طرح درد ہوتا رہا گویا پھلوانی کی کسرت میں کوئی جوڑ اکھڑ گیا ہو مگر تشریف رکھیئے مسٹر ولیمز... ولمٹ۔ میرے خیال میں مسٹر ولمٹ ہی آپ کا نام ہے۔"

"بالکل صحیح بالکل ٹھیک" ڈامنی نے پھر ایک بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "غالباً اس نوجوان کا نام جوشوا ولمٹ ہے... لیکن نہیں جوشوا اس کا نام نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نام کے صرف ایک آدمی سے میری ملاقات ہوئی تھی اور اس کا پورا نام جوشوا ڈرمل ڈونا تھا۔ جسے بھیڑیں چرانے کے جرم میں حوالات بھیجا گیا تھا۔ حالانکہ ہمارا یہ نوجوان دوست ایسا نہیں معلوم ہوتا جس نے کبھی کسی کی بھیڑیں چرائی ہوں... اوہو! اب یاد آ گیا۔ یہ تو وہی

جزف ولمٹ ہے جس نے... کیا وہ تمھیں تھے جس نے مسٹر ڈنکنسبی کو سراگز نیڈر کیرن ڈیل کے اغوا میں مدد دی تھی؟"

"ڈامنی خدا کے لئے اس جھک جھک کو بند کرو" مسٹر سالٹ کوٹ نے کہا۔ "میں دیکھتا ہوں کہ ترقی عمر کے ساتھ ساتھ تمہارے خیالات کی الجھن زیادہ بڑھتی جا رہی ہے..."

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک" ڈامنی نے کہا "اور یہ وہی بات ہے جو میں نے بیوہ گلن بکٹ سے کہی تھی جب وہ کھڑکی سے پیچھے گر پڑی اور اس کی بلی بھی جو یہ دیکھنے کھڑکی کے پاس گئی تھی۔ کہ وہ کسی جگہ گری ہے اس کے عین اوپر جا رہی... یا نہیں میں بھول گیا پہلے بلی گری تھی۔ اس کے پیچھے بیوہ گلن بکٹ بھی نیچے گر پڑی کیا یہ ٹھیک ہے؟"

مسٹر سالٹ کوٹ نے ایک اور قہقہہ بڑے زور کا لگایا اس کے بعد کہنے لگا "آیئے مسٹر ولمٹ بڈھے ڈامنی کی بے معنی گفتگو تو کبھی ختم نہ ہوگی حضرت اب بالکل سٹھیاتے جا رہے ہیں۔ کبھی آپ بیوہ گلن بکٹ کا راگ گاتے ہیں کبھی مسٹر ڈنکنسبی سے سراگز نیڈر کیرن ڈیل کا اغوا کراتے ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ آپ نے بڑی دلیری سے کام لے کر حسین و مہ جبین امیلین کے فرار میں مدد دی تھی۔ مگر بیٹھیے اور لنچ تناول کیجئے"

"ہاں ہاں لنچ تناول کیجئے" ڈامنی نے بھی انہی لفظوں کو دوہراتے ہوئے کہا "کیونکہ ابھی رات کے کھانے تو وقت نہیں آیا..."

"حالانکہ کھانے کی مقدار اتنی ہی زیادہ ہے جتنی رات کو ہونی چاہیئے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے صاحب آپ کیا فرماتے ہیں" مسٹر سالٹ کوٹ نے جیسا اسکی

عادت تھی قہقہہ مار کر کہا "یہ تو محض چھوٹا سا نقل ہے" اور یہ کہتے ہوئے اسکی نگاہ ان چھ سات شراب کی بوتلوں اور نفیس کھانوں کی لاتعداد پلیٹوں کی طرف گئی جو میز پر رکھی ہوئی تھیں "مسٹر ولمٹ" پھر اس نے کہا "یقین کیجئے کہ چھ بجکر کے عمل پر میں اور ڈامنی رات کے کھانے کے لئے اتنے ہی تیار ہوں گے جتنے اب لنچ کے لئے ہیں"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" مسٹر کلیک مینین نے کہا "جیسا میں اپنے دوست سینڈی میک ڈیبل سے کہا کرتا تھا... یا ٹھیرو یہ سینڈی کا ذکر نہیں بلکہ میرے دوست بیلی آڈل ہیڈ سکیٹ گیلو گیٹ ایبر ڈین کا واقعہ ہے وہ ایڈن برگ کی گھاس منڈی میں بیوی گلن بکٹ کے مکان پر میرے ساتھ ہی کھانا کھایا کرتا تھا لیکن وہ کیا بات تھی جو میں نے اس سے کہی... افسوس فی الحال مجھے بھول گئی خیر میں یاد کر کے بتاؤں گا" اور اتنا کہہ کر مسٹر کلیک مینین نے کھانے کی ایک پلیٹ اٹھا کر یہ معلوم کئے بغیر کہ اسمیں کیا چیز ہے آدمی سے زیادہ اپنے روبرو تھال میں الٹ لی۔

مسٹر سالٹ کوٹ کے بار بار کہنے پر میں بھی وہیں ان کے برابر بیٹھ گیا۔ اور کھانے کو کہا کرنے لگا۔ حالانکہ درحقیقت مجھے اشتہا بالکل نہ تھی کیونکہ فرانسسکو ایولینو کی حکایت نے مجھے بے حد افسردہ کر دیا تھا۔ میں اس اثنا میں مسٹر سالٹ کسی اطالوی کھانے کو بڑی رغبت سے ڈسکس کرتا رہا۔ آخر کم و بیش ایک سیر چیز معدہ میں ڈال لینے کے بعد اس نے حیرت سے یہ سوچنا شروع کیا۔ کہ اس کھانے کو کیا کہتے ہیں

"بالکل صحیح! بالکل!" ڈامنی نے بھی اپنے سامنے رکھی ہوئی چیز کو

حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا: "اور خود میری سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ کیا ہے۔ ہیگس یہ نہیں اور نہ کالپس ہی ہے سکاچ سٹور یہ بھی اس طرح کا نہیں ہوتا اور اس عجیب و غریب ملک میں کسی کو ٹراؤٹ پکانا تو شاید بالکل نہیں آتا ممکن ہے یہ بھٹا ہوا سور کا بچہ ہو مگر... کیا بات ہے مجھے اس کی دم نظر نہیں آتی اور اس طرح کا سور میں نے صرف ایک بار دیکھا تھا۔ جس کی دم ندارد تھی۔ یعنی اس زمانہ میں جب میں ایرو آف ٹن ٹوس کو لیشن ڈیل کا مہمان تھا۔ البتہ بیوہ گلن بکٹ سے میں نے اس سور جب اس کی بلی کھڑکی سے گری۔ اور اس نے ایک بھنا ہوا خرگوش مجھ کو دیا تھا۔ تو اس سے میں نے کہا تھا... لیکن وہ کیا بات تھی۔ جو میں نے اس سے کہی تھی فی الحال مجھے یاد نہیں۔ وہ میں پھر سوچکر تم کو بتاؤں گا" اور اتنا کہہ کر بڈھے ڈامنی نے قریباً ڈیڑھ پاؤنڈ ایل چڑھا کر ایک اور کھانے کی طشتری اپنی طرف کھینچ لی۔

"کہیئے مسٹر ولسٹ آپ کب سے یہاں ٹھیرے ہیں؟" سالٹ کوٹ نے ڈامنی کی لایعنی بکواس پر دھیان نہ دیتے ہوئے پوچھا۔ "اوہ آپ کو یہاں آئے کئی دن ہو گئے حالانکہ ہم آج ہی آکر پہنچے ہیں مگر اس ہوٹل میں یہ لوگ کیا پورٹ اور شیری نہیں رکھتے؟"

"فرمایئے کیا آپ بڑا گرجا دیکھنے نہ جائیں گے؟" میں نے گفتگو کے مضمون کو کھانے کی چیزوں سے کسی اور سوال کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"فی الحال نہیں" مسٹر سالٹ کوٹ نے جواب دیا "مگر ہاں اس ہوٹل کی چارپائیوں میں کھٹمل تو نہیں ہیں؟"

"آپ کا لیٹرم کے کھنڈر ضرور دیکھیئے" میں نے بڑھتے ہوئے جوش کے

ساتھ کہا "قابل دید چیز ہے"۔

"کیا اس ہوٹل میں انگریزی نمونہ کی پلم پڈنگ بھی ملتی ہے؟" مسٹر سالٹ کوٹ نے پوچھا۔

"پھر اس کے علاوہ شہر میں لاتعداد عجائب خانے اور تصویر گاہیں ہیں ان سب کی زیارت کرنی چاہیئے"۔ میں نے اس کی باتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور کیا سکاٹ لینڈ کی اصلی وہسکی بھی یہاں ملتی ہے؟" مسٹر سالٹ کوٹ نے پوچھا "اور یہ لوگ رات کو بستر بھی گرم کرتے ہیں یا نہیں؟"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک" ڈامنی نے کہنا شروع کیا۔ "جب تک بستر گرم نہ ہو میں سو نہیں سکتا پھر اس کے علاوہ میں جب یہاں آیا ہوں تو پیرس سے بھی مل کر جانے کا ارادہ ہے۔ لیکن ہاں یہ تو کہیئے میں نے سنا تھا اس ملک میں لہسن کا حلوا خوب پکاتے ہیں ... میرے خیال میں طحسن ہی کا ہوگا پیاز کا تو نہیں کیونکہ جس فرانسیسی سیاح نے ہم سے اس کا ذکر کیا اس کے منہ سے لہسن ہی کی بو آتی تھی۔ اور اس سلسلہ میں یہ بھی یاد آ گیا کہ ایک روز جب بیوہ گلن بکٹ کے منہ سے جن شراب کی تیز بو آتی تھی تو میں نے اس سے کہا تھا۔ "لیکن سالٹ کوٹ تم کو وہ دن یاد ہوگا۔ جب تمہارا منہ بیوہ گلن بکٹ کے منہ کے بالکل پاس تھا۔ اور میں بڑی کوشش کے باوجود یہ معلوم نہ کر سکا۔ کہ تم اس سے کیا کہہ رہے تھے۔ اس واقعہ کو قریباً بیس سال گذر گئے اس وقت کے بعد میں نے بارہا اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تم اس کے منہ کو ناک لگا کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ کیا درحقیقت اس سے کسی طرح کی بو آتی ہے یا نہیں؟"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات تھی" اس کے دوست نے ٹالنے کے لئے کہا۔ اور ساتھ ہی مجھے آنکھ سے اشارہ کیا۔ پھر اس کے بعد وہ کہنے لگا "مسٹر ولمٹ کیا بات ہے آپ کھاتے کچھ نہیں ابھی تک آپ نے سٹوٹ کا پہلا گلاس بھی ختم نہیں کیا کیا آپ کوئی زیادہ ہلکی چیز پسند کریں گے ... اچھا کھٹیریئے میں ایک بوتل پورٹ کی منگاتا ہوں بشرطیکہ وہ اس ہوٹل میں موجود ہو"

میں نے اس کو روکنے کی بہت کوشش کی اور آخر بڑی مشکل سے ایسا کرنے میں کامیاب ہوا۔ تاہم اس کو میرے اس بیان سے بھاری صدمہ پہنچا کہ میں دوپہر کو کسی قسم کی شراب نہیں پیتا۔ اس کے باوجود چونکہ وہ طبعاً نیکدل تھا اس لئے اس کا رنج جلدی ہی زائل ہوگیا جب میں نے اس کے اصرار پر سوڈا واٹر کی ایک بوتل میں ایک چھوٹا گلاس ہلکی شراب کا ملا کے پینا منظور کیا اس کو اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ میں نے اس کے کہنے پر کچھ نہ کچھ پی لیا۔

لنچ کھانے کے بعد میں ڈامنی کلیک مینین اور سالٹ کوٹ کو شہر کے مشہور مقامات کی سیر کرانے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ کہ ایک فرانسیسی گائیڈ جو انگریزی اچھی طرح بول سکتا تھا کمرہ میں داخل ہوا۔ اس وقت تک میں یہ سوچکر حیران ہو رہا تھا۔ کہ یہ دونو آدمی صرف اپنے ملک کی بولی جانتے ہوئے کیونکر ممالک غیر کا سفر کر سکتے ہوں گے۔ مگر اب اس آدمی کی آمد نے واضح کر دیا کہ وہ اس کی رہبری میں مختلف شہروں کی سیر کرتے پھرتے تھے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ مسٹر کلیک مینین کو پچھلے دنوں کچھ دولت ورثہ میں ملی تھی اور سالٹ کوٹ کو بھی کافی گذارہ حاصل تھا۔ اس طرح وہ دونو

ایک رہبر کی خدمات کے اخراجات بسہولت برداشت کر سکتے تھے پس یہ معلوم کرنے کے بعد کہ وہ اس شخص کے ساتھ شہر کے مختلف مقامات کی اچھی طرح سیر کر سکیں گے میں نے خود ان کے ساتھ چلنے کا ذکر نہ چھیڑا اور وہاں سے چلا آیا۔ صبح جب وہ آئے تو مجھے اس بات سے خوشی بھی حاصل ہوئی کہ میں ان کے ساتھ جانے پر مجبور نہ ہوا کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ سینٹ پیٹر کا گرجا دیکھنے سے بہت زیادہ ان کی خواہش اس شہر کے ان مقامات کی سیر کرنے کی تھی۔ جہاں کھانے اور پینے کی عمدہ چیزیں میسر آتی ہوں اور کالیشریم کے کھنڈر دیکھتے ہوئے ان کے خیالات یقیناً شراب کی بوتلوں کی طرف لگے ہوئے ہوں گے آدمی ہر چند نیک باطن اور شریف تھے تاہم مجھے ان سے طبعی لگاؤ نہ تھا اور ان کے ساتھ رہ کر میرا قیمتی وقت ضرور ضائع ہوتا۔ پس کچھ اس قسم کا نیم دلانہ وعدہ کرنے کے بعد کہ میں رات کے کھانے پر آپ سے ملوں گا میں ان سے رخصت ہوا۔

قریباً یقین کا عمل ہو گیا تھا۔ کہ میں پھر ایک بار شہر کے بازاروں کی سیر کرنے چلا کوئی خاص مدعا پیش نظر نہ تھا نہ میں کسی خاص عمارت ہی کو دیکھنا چاہتا تھا۔ پس میں نے سوچا آج اس شہر کے بازاروں کی بے مدعا سیر کرنی چاہیئے اس سیاح کی مانند جو باگ چھوڑ کر گھوڑے کو اس کی مرضی پر چلنے دیتا ہے میں نے بھی اپنے پاؤں کو جدھر وہ اُٹھنا چاہتے تھے اُٹھنے دیا۔ میں کئی بازاروں سے گذرا کئی جگہ کھڑکیوں کے سامنے رکا۔ کئی ایک پرانے گرجے اور قدیم عمارتیں دیکھیں اس کے بعد معلوم ہوا کہ میں رستہ بھول گیا۔ حیران ہو کر سوچنے لگا۔ کہ شہر کا یہ کونسا حصہ ہے مگر اس حالت میں بھی یہ خیال میرے لئے باعث تسکین تھا۔ کہ جب ضرورت ہو گی گاڑی

کرایہ کہ کے اپنے ہوٹل کا پتہ دوں گا اور فوراً وہاں پہنچ جاؤں گا۔ رفتہ رفتہ بازار تنگ ہونے لگے اور میں گردونواح کے حالات سے یہ نتیجہ نکالے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ یہ شہر کا وہ حصہ ہے جسمیں غریب لوگ بستے ہیں۔

میں ایک دواساز کی دوکان کے پاس سے گذر رہا تھا۔ جو نہایت ادنےٰ اور کثیف اور شہر کے بے حد غریب حصہ میں واقع تھی۔ یعنی بالکل ایسی ہی جیسی رومیو اور جولیٹ کے تماشہ میں دکھاتے ہیں کہ یکایک شدھ بھاشن کے انگریزی میں گفتگو کرنے کی آواز میرے کانوں میں آئی اور کچھ تو اس خیال نے کہ دور افتادہ ملک میں اپنے وطن کی بولی بہت پیاری معلوم ہوتی ہے اور کچھ اس لئے بھی کہ اس گفتگو کا ماحصل مجھ پر تھا۔ میری توجہ اس کی طرف لگ گئی۔

ایک عورت مرد سے کہہ رہی تھی "ٹام کیا ہوا اگر یہ ہمارا آخری سکہ ہے ہمیں اس کو اس غریب کی دوا پر خرچ کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ہم اگر ایک دن کا فاقہ کرلیں تو بھی مرجائیں گے۔ لیکن اس کا بغیر علاج کے مرجانا یقینی ہے تمہاری تنخواہ غالباً پرسوں تک مل جائے گی..."

"بہت اچھا جین مجھے کب عذر ہے" مرد نے اس کے جواب میں کہا میں نے دیکھا دونو مرد عورت بے حد غریب تھے اول الذکر کوئی انسٹم کا بڑھئی معلوم ہوتا تھا۔ جیسے گلیوں میں تھوڑا تھوڑا کام کرتے پھرا کرتے ہیں گلے میں فلالین کی بنی ہوئی ڈھیلی جاکٹ۔ سر پہ کاغذ کی بنی ہوئی ٹوپی نیچے تہ بند اور پتلون کی جیب سے نکلا ہوا فٹ رول... عمر اس کی چالیس سال کے قریب تھی اور عورت کی جس کے بارہ میں میں نے اندازہ سے معلوم کیا۔ کہ اس کی بی بی ہے ۳۵ سال کے لگ بھگ تھی۔ لیکن غریب

ہوتے ہوئے بھی اس کا لباس صاف ستھرا تھا۔ اور اس کے چہرہ پر فیاضی کی علامات پائی جاتی تھیں جو خوبصورتی سے ہزار درجہ بہتر چیز ہے۔ وہ دوا ساز کی دوکان میں داخل ہوا چاہتے تھے۔ کہ میں نے پاس جاکر کہا "معاف کیجئے میں آپ کے کام میں حارج ہوتا ہوں۔ لیکن آپ لوگوں کی گفتگو چونکہ اتفاقاً میرے سننے میں آگئی..."

مرد نے ٹوپی چھو کر سلام کیا اور عورت نے بھی میری طرف دیکھا معلوم ہوتا تھا۔ دونو ایک ہموطن سے ملکر بہت خوش ہوئے ہیں۔

"مجھے آپ کی باتوں سے دلچسپی ہے" میں نے جلد سے کہا۔ آپ کی گفتگو نے ثابت کر دیا۔ کہ آپ دونو رحمدل ہیں۔ اور یہ دیکھ کر کہ آپ ہر طرح کی مشکلات میں بھی کار خیر سے دریغ نہیں کرتے میں خود بھی اس کام میں کچھ حصہ لینا چاہتا ہوں غالباً ہماری کوئی ہموطن عورت بیمار ہے۔ جس کی مدد آپ کرنا چاہتے ہیں"

"جی نہیں" مرد نے جواب دیا۔ "وہ اسی ملک اٹلی کی رہنے والی ایک خاتون ہے"

"مگر اس کا کیا مضائقہ؟" عورت نے جلدی سے کہا "وہ آخر ہماری بہن ہے خواہ کسی ملک کی رہنے والی ہو"

میں اس غریب عورت کے منہ کو تکنے لگا کتنی فیاضی کتنی سیر چشمی قدرت نے اس میں پیدا کی تھی۔ کہ اس انتہائی غریبی میں بھی وہ بنی نوع انسان کی امداد کے لئے آمادہ تھی! ایسی کشادہ دلی اور فیاضی قدرت کے صرف چیدہ نیک بندوں میں ہی پائی جاتی ہے سچی عیسائیت کی مثال اور کہاں دیکھی جائیگی۔

"تاہم وہ کون ہے؟" میں نے پوچھا پھر یہ سوچکر کہ شاید وہ بہت سخت بیمار ہو میں نے اس گفتگو کو کم کرنے کے خیال سے کہا "ذرا ٹھیریئے میں دوا تیار کرالوں اس کے بعد اس مکان کی طرف جاتے ہوئے جس میں وہ ٹھیری ہے۔ ہم اس کے بارہ میں گفت گو کریں گے کیا نسخہ آپ کے پاس ہے؟"

"جی ہاں" مرد نے جواب دیا۔ "ہم نے ایک ڈاکٹر کی منت سماجت کرکے اسکو اس کو دکھایا تھا۔ مگر اس ملک میں انگلستان کی طرح ڈاکٹر لوگ اپنے پاس سے دوا تیار کرا کے نہیں بھیجتے۔ اس لئے دوا حاصل کرنے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے"

میں کاغذ ہاتھ میں لے کر دوکان کے اندر گیا۔ دوا ساز نے نسخہ پڑھ کر زبان میں کچھ کہا۔ اس ملک میں رہتے ہوئے مجھے اس زبان میں تھوڑی سی شُد بُد ہو گئی تھی۔ پس میں نے اس کو بتایا۔ کہ میں اس زبان میں گفتگو تو نہیں کر سکتا البتہ جو قیمت آپ اس دوا کی لینا چاہتے ہوں کہہ دیجئے۔ اس پر وہ مرد جس کا نام ٹام تھا۔ آگے بڑھا۔ معلوم ہوا وہ اس ملک کی زبان بخوبی بول سکتا تھا خیر چند منٹ کے عرصہ میں دوا تیار ہو گئی اور میں نے اس کی قیمت اپنے پاس سے ادا کی بڑھئی نے مجھ سے کہا۔ کہ "خوش نصیبی تھی۔ آپ آگئے۔ کیونکہ جو قیمت اس دوائی کی لی گئی ہے۔ وہ ہماری پونجی سے بھی زیادہ تھی"

بھازاں جب ہم دوکان سے نکلے تو وہ کہنے لگا "اگر آپ کو فرصت ہو تو ہمارے ساتھ ساتھ مکان تک چلئے کیونکہ غریب عورت وہیں بیمار پڑی ہے وہ تو کہیئے گھر کی مالک عورت نے بھی محض اس لئے اب تک اسے مکان میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ کہ اس نے ایک ایسے شخص کا نام لیا تھا۔ جس سے گھر کی مالک عورت واقف ہے۔ ورنہ وہ اس کو بیمار ہوتے ہی گھر سے نکال

دیتی اور اس ملک کے ہسپتال محتاج خانوں سے کسی طرح بہتر نہیں ہیں"۔
بڑھئی اور اس کی بی بی ایک نہایت ادنیٰ مکان کے کھلے دروازہ کے پاس ٹھہر گئے۔ جس کی بناوٹ مجھ کو پہچانی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور اس کے بعد دفعتہً ایک ہیبت ناک خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ میں نے تیز نظروں سے چاروں طرف دیکھا بے شک شہر کا یہ حصہ میرا دیکھا اور جانا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے بڑھئی اور اس کی بی بی سے بے تابانہ کہا "مہربانی سے جلدی کیجئے اور بتایئے وہ بیمار عورت کہاں ہے؟"
وہ میرے اس فوری جوش کا مطلب تو نہ سمجھ سکے تاہم انہوں نے ٹھیر کر سوالات پوچھنا بھی غیر مناسب سمجھا۔ غرض وہ مجھے ساتھ لے کر ایک تنگ و تاریک سنگی ڈیوڑھی سے گذرے اور اندھیرے زینہ پر چڑھنے لگے۔ دوسری منزل پر پہنچکر عورت نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں جس میں بمشکل ضروریات زندگی موجود تھیں ایک معمولی سی چارپائی پر وہی موجبین اجنبی خاتون پڑی ہے۔ جسے میں اپنے ساتھ گاڑی پر سوار کر کے اس شہر میں لایا تھا!
"اُف۔ میرے خدا" میں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "یہ تو وہی ہے!"
"صاحب کیا آپ اس سے واقف ہیں؟" مرد اور عورت دونوں نے یک زبان ہو کر پوچھا۔
"مجھے اس کا حال بہت کم معلوم ہے"۔ میں نے جواب دیا۔ "لیکن ایسا نہ بھی ہوتا۔ تو اس طرح کی حالت میں میرا فرض تھا۔ کہ اس کی امداد کرتا۔ فی الحال وہ پڑی سوتی ہے۔ اس لئے میں اس کو بیدار کرنا نہیں چاہتا" اور یہ کہہ کر میں کمرہ سے باہر نکل آیا۔

غور کرنے پر یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ میں اپنی شخصیت ظاہر نہ ہونے دوں۔ سفر کی اس قابل یاد رات کو جب تک ہم اکٹھے رہے اس نے اپنے آپ کو راز کے پردہ میں چھپائے رکھا تھا۔ حتےٰ کہ اس نے اپنا نام بھی مجھ کو نہ بتایا تھا۔ پھر جب ہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو اس کا خیال تھا۔ کہ ہم دونو کبھی نہ ملیں گے۔ چنانچہ اس نے کوئی ایک لفظ بھی اس قسم کا نہ کہا تھا۔ جس سے مجھے اس کی دوبارہ تلاش کا حوصلہ ہوتا یا میں اس کی خیریت پوچھنے ہی جاتا۔ یہی باعث تھا۔ کہ اس دن کے بعد مجھے اپنے طور پر کبھی اس مقام کی طرف جانے کا حوصلہ نہ ہوا آج بھی محض اتفاقات نے اس جگہ پہنچا دیا۔ پس سارے پہلو سوچکر اور یہ جان کر کہ اس کی اپنی خواہش یہ تھی۔ کہ میں دوبارہ اس سے نہ ملوں۔ بہتر معلوم ہوا کہ میں اپنا آپ ظاہر نہ کروں یعنی جب وہ ہوش میں آئے تو اسے بالکل معلوم نہ ہو کہ اس کی دوا کا انتظام کس نے کیا تھا۔ یہ نتیجہ تھا۔ جس پر میں تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد پہنچا۔

"نیک عورت" میں نے بڑھئی کی بی بی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم اس کا خیال رکھو اور جس طرح ڈاکٹر نے دوا دینے کے لئے کہا تھا۔ اس کے مطابق عمل کرتی ہو۔ میری آمد یا موجودگی کے بارہ میں اس عورت سے اگر وہ بیدار ہو تو بالکل ذکر نہ کرنا میں تمہارے شوہر سے کچھ باتیں کیا چاہتا ہوں اطمینان رکھو۔ کہ اس غریب کے متعلق خاطر خواہ انتظام کر دیا جائیگا۔"

میرے لفظوں کو سن کر بڑھئی اور اس کی بی بی نے بڑھتی ہوئی حیرت سے میری طرف دیکھا۔ اور ان کی آنکھوں میں شک کے آثار پیدا ہو گئے معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہیں میرے برخلاف کچھ بدگمانی ہو گئی ہے۔ اور میری رائے میں ایسا ہونا قدرتی بھی تھا۔ کیونکہ جس وقت سے میں اس جگہ آیا میرا طرز

بڑھتی ہوئی بے تابی کا اظہار ہونے لگا تھا۔ پس میں نے جلدی سے یہ کہہ کر ان کا اطمینان کرایا۔ کہ "تم لوگوں کو شک ہونا قدرتی ہے۔ اور مجھے اس سے کوئی ناراضگی بھی نہیں اس کے باوجود میں خدا کو حاضر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے اس نوجوان خاتون کے بارہ میں کبھی کوئی بے جا حرکت اپنی عمر میں نہیں کی وہ فرشتوں کی طرح نیک ہے۔ وہ نیکی کا مجسمہ ہے! اس لئے جو بدگمانیاں تمہارے دلوں میں پیدا ہوئی ہیں سراسر بے بنیاد ہیں"!

اس سے بڑھیا اور اس کی بی بی دونوں کے چہروں پر نئی رونق آگئی۔ اور انہوں نے اپنے عارضی شکوک کے لئے مجھ سے معافی مانگی۔ میں نے ان کو تسلی دی اور کہا "حالات پیش آمدہ میں آپ لوگوں کا شک کرنا قدرتی تھا"۔ بعد ازاں عورت تو مریضہ کو دوا دینے اس کمرہ میں چلی گئی اور اس کا شوہر مجھے اپنے ساتھ پاس والے کمرہ میں لے گیا سامان اس کمرہ کا بھی ویسا ہی غریبانہ تھا۔ تاہم ہر ایک چیز صاف ستھری نظر آتی تھی ان کی موجودہ مفلوک الحالی میں یہ ایک بڑی مبارک بات تھی جیسا کہ بعد ازاں معلوم ہوا۔ وہ بے اولاد تھے اور بچوں کی پرورش کا بوجھ ان کے سر پر نہ تھا۔

اس کمرہ میں پہنچکر بڑھئی نے نوجوان عورت کے متعلق سارے حالات اختصار کے ساتھ بیان کئے کہنے لگا۔ "قریباً چھ دن کا عرصہ ہوا کہ ایک سفری گاڑی صبح کو اس مکان کے دروازہ پر آکر ٹھیری اور یہ عورت اس سے اتری تھی۔ گاڑی اس کے بعد ہی چلی گئی۔ اور خاتون نے اندر آکر ایک بوڑھی عورت کے متعلق دریافت کیا۔ جو پیشتر اس مکان میں رہا کرتی تھی۔ لیکن جو کچھ عرصہ سے نرس بنکر کسی دور افتادہ مقام پر کسی شریف گھرانے میں چلی گئی تھی یہ خبر سن کر اس خاتون کو گہرا اضطراب ہوا پہلے تو وہ شش و پنج میں پڑ گئی۔

اس کے بعد کہنے لگی۔ کہ مجھے رہنے کے لئے یہیں ایک کمرہ دے دو خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو نہ اس نے اپنا نام بتایا نہ کسی طرح کے سوالات کا جواب دیا گھر کی مالک عورت بھی اس کو نہ جانتی تھی نہ اس کے پاس اسباب تھا اور نہ روپیہ۔ مگر اس نے وعدہ کیا۔ کہ جو رقم میرے ذمہ ہو گی میں اسے کوڑی پیسہ سے بے باق کر دوں گی مالک مکان عورت کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ پھر یہ بھی اس نے دیکھا۔ کہ شکل وصورت کے اعتبار سے وہ کوئی اس قسم کی عورت نہ تھی جو فریب دینا جانتی ہو پس اس نے ایک کوٹھڑی اُسے رہنے کے لئے دیدی اس میں قیام کرتے ہی وہ سخت بیمار ہو گئی۔ اس کو بخار آنے لگا۔ حتیٰ کہ اس نے ہذیان کرنا شروع کر دیا۔ ہمیں اس کی حالت پر رحم آیا۔ جو مدد ہو سکی ہم نے کی حتےٰ کہ ساری ساری رات اس کے سرہانے بیٹھے رہتے تھے۔ آخر جب بخار ہلکا نہ ہوا اور ہذیان بھی بڑھتا گیا۔ نیز یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ اس شہر میں کوئی اس کا رشتہ دار ہے یا نہیں تو میں ایک ڈاکٹر کی منت سماجت کر کے اُسے لے آیا اسی نے وہ نسخہ لکھ کر دیا تھا۔ جو آپ نے ازراہ عنایت تیار کرایا پھر اپنے بارہ میں اس شخص نے بیان کیا۔ کہ بلیغرڈ میرا نام ہے کئی سال گذرے لندن کا ایک ٹھیکہ دار مجھے اپنے ساتھ یہاں لایا تھا۔ کیونکہ اس نے اس شہر کے مضافات میں ایک عمارت کا ٹھیکہ لیا تھا۔ جب ٹھیکہ کی میعاد ختم ہو گئی۔ تو میں اس کے بعد اس خیال سے رہ گیا کہ شاید یہاں کافی مزدوری مل سکے۔ انہی دنوں میری شادی اس ٹھیکہ دار کی ایک خادمہ سے ہو گئی مگر حالات خلاف امید پیش آئے کام ملنا دشوار ہو گیا۔ مزدوری گھٹتی گئی۔ اس طرح ہم اپنے وطن کو واپس جانے کے قابل نہ رہے۔ جس طرح ممکن ہوتا ہے تھوڑا بہت کما کے اپنا پیٹ پال لیتے ہیں اب اس نوجوان خاتون کا خیال ہے۔ خدا کرے

وہ شفایاب ہو جائے کیونکہ ہم سے اس کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی"۔
سارا حال سننے کے بعد میں نے اپنی طرف سے اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہ سمجھی اور نہ اُن حالات کا ذکر کیا جن میں اس خاتون سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ بڑھئی صاحب سے میں نے کہا کہ میں تم کو ڈاکٹر کی فیس کا روپیہ دیتا ہوں۔ ممکن ہے۔ وہ اس کے بغیر ساتھ آنا منظور نہ کرے پس یہ فیس اس کو پیشگی دے کر اپنے ساتھ لے آنا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر سمیت واپس آگیا ڈاکٹر کو بھی جب اپنی فیس مل گئی تو اخلاق مجسم بن گیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ "آپ اس خاتون کے بارہ میں صاف صاف کہیئے اس کی حالت کیسی ہے؟" اس نے بیان کیا کہ "تپ بہت تیز ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے دماغ کو کوئی بھاری صدمہ پہنچا ہے جس کی وجہ سے یہ حالت پیدا ہوئی ہے تاہم احتیاط اور توجہ سے علاج جاری رکھا تو صحت یاب ہو جائیگی"۔ اس کے جواب میں میں نے کہا۔ "آپ پوری تندہی سے اس کا علاج کریں میں آپ کے معاوضہ سے دریغ نہ کروں گا"۔ پھر یہ بھی میں نے پوچھا۔ کہ حالت موجودہ میں اس کو کسی ہوٹل میں یا کسی دوسرے مقام پر لے جانا بہتر ہوگا یا نہیں؟ مگر جیسا میرا اپنا خیال تھا ڈاکٹر نے ایسا کرنے کی بالکل صلاح نہ دی پس میں نے اس سے درخواست کی کہ آپ یہیں اس کا علاج جاری رکھیں جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے یہ گفتگو اس بڑھئی کی معرفت ہوئی تھی۔ کیونکہ میں اس ملک کی بولی اچھی طرح نہ بول سکتا تھا۔ ڈاکٹر کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس عورت کے بارہ میں کچھ سوالات مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے۔ مگر میری طرف سے بے حسی کا اظہار دیکھ کر وہ اشارہ سمجھ گیا۔ اور فوراً ہی اُٹھ کر مریضہ کو دیکھنے چلا گیا۔ بعد ازاں میں نے بلنچرڈ کی معرفت اس سے کہلوایا۔ کہ جب یہ عورت ہوش میں آئے تو میرا

ذکر اس کے روبرو نہ کیا جائے۔ کیونکہ جب اس کو معلوم ہوگا کہ ایک نامعلوم اجنبی اس کی حالت پر رحم کھا کے اس کا علاج کر رہا ہے تو بے حد پریشان ہوگی بعد ازاں میں نے بیئرر کو بلا کر نقدی سے بھرا ہوا بٹوہ اس کو دیا اور تاکید کی کہ اس سے مریضہ کی ضرورت کا سامان خرید لانا۔ بلکہ یہ دیکھ کر کہ مریضہ کی حالت خطرناک ہے یہ بھی اس سے کہا کہ کمرہ کے سامان میں جس اضافہ کی ضرورت ہو دریغ نہ کرنا۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے اس روپیہ کا کچھ حصہ ان میاں بی بی کو ذاتی اخراجات کے لئے بھی دیا بلکہ ان کی آیندہ امداد کا وعدہ بھی کیا دوبارہ اس بات کی ہدایت کرنے کے بعد کہ مریضہ کے ہوش میں آنے پر میرا ذکر ہرگز ہرگز اس سے نہ کیا جائے میں اس مکان سے رخصت ہوا اور کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر ہوٹل چلا آیا۔

باب۔۱۰۹

مزے کی دعوت۔ مقابلہ

پراسرار خاتون کے حالات میرے لئے عجیب طرح کی الجھن کا باعث ثابت ہو رہے تھے۔ جتنا زیادہ میں اس راز کو حل کرنے کی کوشش کرتا اتنا ہی اسکی پیچیدگی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر وہ کون تھی؟ وہ کیا مقام تھا۔ جس سے وہ بھاگ کر آئی؟ اور وہ لوگ کون تھے جن کو وہ اپنا دشمن بیان کرتی تھی؟ پھر وہ کیسے حالات تھے جن میں ایک ایسی تعلیم و تربیت یافتہ اور ظاہرا شریف النسب خاتون کو اسقدر مفلسی میں مبتلا ہونا پڑا؟ ان سب باتوں کے علاوہ یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ کیا روئے زمین پر کوئی اس کا دوست یا رشتہ دار ہے یا نہیں؟ کیوں وہ ان سب کو چھوڑ کر اس بوڑھی خادمہ کو

تلاش کرنے گئی جو بدقسمتی سے اس کو مکان پر نہ ملی اور جس کو نہ پاکر اتنا بھاری
مقدمہ اس کو ہوا کہ وہ بیمار ہوگئی۔ وہ کونسی وجوہات تھیں جنکو مدنظر رکھ کر وہ روما پہنچنا چاہتی تھی
ضرور کوئی خاص ہی مقصد اسکو درپیش ہوگا جس کے لئے وہ اسجگہ آئی تھی۔ اگر واقعہ میں ایسا ہوتا تو یہ سمجھنا
بہت دشوار نہ تھا۔ کہ اپنی فوری بیماری کی وجہ سے وہ مقصد جو اسکو درپیش تھا پورا نہ ہوسکا۔

انہی خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا میں ہوٹل کے دروازہ پر پہنچا۔ کار سے
اترا اس وقت یاد آیا۔ کہ میں نے رات کا کھانا ڈامنی کلیک منین اور مسٹر
سالٹ کوٹ سے مل کر کھانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن میرا دل کچھ اسقدر بجھا ہوا
اور افسردگی اتنی غالب تھی کہ نہ تو اول الذکر کی احمقانہ گفتگو اور نہ اس کے دوست
کی مذاقیہ باتوں کا شوق دل میں باقی تھا۔ پس میں نے فیصلہ کیا۔ کہ رات کا کھانا
اپنے کمرہ میں منگا کر وہیں علیحدگی میں کھالوں گا۔ اور نوکر کی معرفت ان دونو کو
کہلا بھیجوں گا۔ کہ میں ایک خاص مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا لیکن
جسوقت میں سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ دونو حضرات۔ کلیک
منین اور سالٹ کوٹ بازو میں بازو ڈالے سامنے سے چلے آتے ہیں سالٹ کوٹ نے
دیکھتے ہی میرا بازو پکڑا اور پرشور آواز سے کہنے لگا "او ہو کیا آپ اب تشریف لائے
ہیں؟ ذرا جلدی سے ہاتھ منہ دھو آیئے۔ کیونکہ کھانا میز پر آیا ہی چاہتا ہے ہمیں
تو اندیشہ تھا۔ کہ آپ کسی کام کی وجہ سے رہ گئے لیکن شکر ہے مایوسی کی نوبت
نہیں آئی جلدی سے جایئے ورنہ کیجئے"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک! ڈامنی نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا" میرے
دوست سالٹ کوٹ نے گھنٹہ بھر کی محنت سے... شاید گھنٹہ بھر ہی ہوگا
گو میرا خیال ہے کہ سب بات ایک ہی منٹ میں ہوئی تھی... لیکن خیر صحیح وقت
سوچکر بتاؤں گا... اور ہاں اس سلسلہ میں یاد آگیا۔ کہ ایک دن اسی طرح میں نے

بیوہ گلن بکٹ سے کہا تھا۔۔۔"

"ڈامنی خدا کے لئے اس جھک جھک کو چھوڑو" سالٹ کوٹ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "مسٹر ولمٹ! بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں چونکہ اپنے وطن سے آئے کافی عرصہ ہو گیا۔ اس لئے آج پلم پڈنگ کو جی چاہتا تھا۔ ہوٹل والوں سے ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس قسم کے کھانے سے اسی طرح ناواقف ہیں جیسے بمبئی کے حبشی جیسے میرا دوست ڈامنی کسی ایک فقرہ کو بھی پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح ہوٹل کے باورچی نے اس معاملہ میں لاعلمی ظاہر کی تاہم میرے سمجھانے سے وہ اس بات پر آمادہ ہو گیا۔ کہ اگر ترکیب اس کو بتادی جائے تو وہ پڈنگ تیار کر دیگا۔ چنانچہ میں نے کاپڈ کی معرفت سارا حال اس کو سمجھا دیا یعنی کس طرح آپ جوش اور کشمکش لیموں اور رنگترہ کا چھلکا۔ شکر اور نشاستہ ان چیزوں کو ملا کر۔۔۔"

"بالکل ٹھیک" ڈامنی نے کہنا شروع کیا۔ "لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ جو ایک بار بیوہ گلن بکٹ نے۔۔۔"

"خیر آپ جلدی کیجئے" مسٹر سالٹ کوٹ نے کہا "کھانا کافی روم میں پرسا جائیگا وہیں جسقدر جلد ممکن ہو تشریف لے آیئے"

اس قدر اصرار کے بعد میرے لئے انکار غیر ممکن ہو گیا علاوہ بریں طبع انسانی کے اس عجیب انقلاب کے اثر سے جو بیدار فہم ہے میں اس خیال سے خوش بھی ہوا کہ موجودہ دل گرفتگی میں بات چیت کا موقعہ ملے گا اپنے کمرہ میں جاکر میں نے جلد جلد لباس بدلا اور کافی روم پہنچا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد کھانا لایا گیا۔ اور گو میں دیکھ چکا تھا۔ کہ ان لوگوں نے دوپہر کو خوب شکم سیر ہو کر کھایا تھا تاہم اس موقعہ پر بھی کھانا کافی مقدار میں حاضر تھا۔ میں اس گفتگو

کھا ذکر کر کے جو اس موقعہ پر ہوئی داستان کے اس حصہ کو غیر ضروری طور پر لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر یہ کہ اس موقعہ پر مڈسے ڈامنی نے حسب معمول بہت سی واہیات کہانیاں سنائیں۔ لاتعداد قصے اپنے دوست بیلی آڈل ہیڈ۔ بیوہ گلن بکٹ۔ اس کی بلا اور لیڈی آف ٹن ٹوس کو لیش ڈیل کے بارہ میں چھیڑے حالانکہ مکمل ایک کو بھی نہ کیا مقابلہ میں مسٹر سالٹ کوٹ کی گفتگو زیادہ تر سامان اکل و شرب کے متعلق جاری رہی رفتہ رفتہ وہ وقت آیا جب پلم پڈنگ کی پلیٹ میز پر لائی جاتی تھی مسٹر سالٹ کوٹ اس کی آمد کی خوشی میں زور زور سے ہاتھ ملتا تھا اور ڈامنی کلیک منین کو بھی اس کے سلسلہ میں کئی ایک حکایتیں اس زمانہ کی یاد آگئیں جب وہ بیوہ گلن بکٹ کے ہاں کھانا کھاتا تھا۔

آخر کار غیر معمولی تاخیر کے بعد نوکر سنجیدہ صورت بنائے داخل ہوا۔ مگر اس کو دیکھتے ہی سالٹ کوٹ نے بے تابانہ کہا۔

"اماں یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک" ڈامنی نے کہا۔ "یہ تو ٹھیک اسی طرح مشورہ معلوم ہوتا ہے جیسا بیوہ گلن بکٹ نے۔۔۔"

"لیکن ممکن ہے" میں نے بھی نوکر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے برتن کو دیکھ کر کہا "کہ باورچی نے پڈنگ تیار کر کے پلیٹ پر رکھنے کی بجائے اس پیالہ میں ڈال کر بھیجدی ہو"

"کم از کم اس کی مہک تو بالکل ایسی ہے جیسی ہونی چاہیئے" مسٹر سالٹ کوٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نوکر نے گہری سنجیدگی کے ساتھ برتن میز پر رکھ دیا۔

ڈھکنا اٹھا کر مسٹر سالٹ کوٹ نے ایک نظر برتن کے اندر ڈالی اس کے

بعد خوفناک کراہٹ کے ساتھ اپنے چہرہ پر گہرے اضطراب کے آثار لئے کرسی کی پیٹھ پر جھک گیا۔ اس کی ہنسوڑ طبیعت بھی اس کی موجودہ پریشانی رفع کرنے میں مدد نہ دے سکی۔ اس کی صورت صاف بتلا دیتی تھی۔ کہ کوئی ناگہانی آفت نازل ہوئی ہے۔ ڈامنی کے اپنے چہرہ پر بھی حیرت اور پریشانی کے آثار نمودار تھے۔ مگر اس موقعہ پر وہ انتہائی کوشش کے باوجود کوئی ایسا قصہ بیان نہ کر سکا جو موقعہ کے حسب حال ہوتا مارہ گیا۔ میں تو اس چیز کو دیکھ کر جو پیالہ کے اندر تھی۔ میں انتہائی کوشش کے باوجود ہنسی ضبط نہ کر سکا۔ کیونکہ پلم پڈنگ کے بدلے ایک سیاہ رنگ کی سیال چیز کپڑوں کے دھونون سے مشابہ اس میں بھری تھی نیری ہنسی نے مسٹر سالٹ کوٹ پر بھی طلسمی اثر کیا یعنی اس کی خوش طبعی بحال ہوئی اور اس نے ایک پر زور قہقہہ لگایا۔ اس کے ساتھ ہی مسٹر کلیک منین کو بھی ایک نا تمام قصہ اس بارہ میں یاد آ گیا۔ کہ ایک موقعہ پر بیوہ گلن بکٹ نے کوئی ایسی ہی چیز تیار کر کے اسے دی تھی۔ اس کے بعد آن واحد میں سارا بھید کھل گیا۔ یعنی مسٹر سالٹ کوٹ کو یاد آیا۔ کہ گو اس نے پڈنگ کے اجزا پوری طرح باورچی کو سمجھائے تھے۔ تاہم وہ یہ کہنا بھول گیا۔ کہ ان کو کپڑے میں باندھ کر جوش دینا چاہیئے نتیجہ یہ ہوا کہ باورچی نے سب چیزیں کھولتے پانی میں ڈالدیں اور یہ عجیب طرح کا مرکب ہمارے لئے بھجوا دیا۔

غرض وہ پیالہ جوں کا توں واپس بھیجدیا گیا اور اس کمی کو مسٹر کلیک منین اور سالٹ کوٹ نے کھانے کی باقی چیزوں پر ہاتھ صاف کر کے بوجہ احسن پورا کیا۔ بڑی دیر تک ہم اس واقعہ پر ہنستے رہے اتنے میں نواکھات کا دور آیا اور مسٹر سالٹ کوٹ کی سرپرستی میں پیمانہ نے بھی گردش شروع کی گو میرا خیال ہے کہ میں اس میں اتنا حصہ نہ لے سکا جتنا میرے دوستوں نے لیا۔

ہم اس کام میں مشغول تھے۔ کہ ایک سفری گاڑی کے ہوٹل کے باہر ٹھیرنے کی آواز سنائی دی اور چند منٹ کے عرصہ میں ہوٹل کا ایک نوکر ایک فربہ اندام عورت کو ساتھ لئے داخل ہوا۔ جس سے اس نے فرانسیسی میں درخواست کی کہ "آپ چند منٹ یہیں تشریف رکھیئے آپ کے رہنے کا کمرہ صاف کرایا جاتا ہے"۔ عورت نے اہل سکاٹ لینڈ کی بولی میں جواب دیا۔ کہ وہ اس بے ہودہ زبان کو نہیں سمجھ سکتی البتہ اس نے کہا کہ "میں اپنے گھر والے کے انتظار میں یہیں بیٹھوں گی"۔ عمر اس کی ۵۰ سال کے قریب تھی بدن موٹا چہرہ انتہا درجے سرخ اور وہ لاتعداد گرم کپڑوں میں لپٹی ہوئی تھی۔ آتشدان کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر وہ ٹھیک اس طرح بیٹھ گئی۔ جس طرح سرکس کے کھیل میں گھنٹی بیٹھا کرتا ہے بات بالکل معمولی تھی۔ مگر جب میری نگاہ اس فربہ اندام عورت سے ہٹ کر ڈامنی کلینک۔ منین کے چہرہ کی طرف گئی تو مجھے اس کے چہرہ کے بدلے ہوئے انداز سے بے حد حیرت ہوئی۔ معمولاً اس کی عادت تھی کرسی کی پشت پر جھکا ہوا بے مدعا نظروں سے سامنے کی طرف دیکھتا یا آنکھیں بند کر کے پڑا رہتا تھا۔ مگر فی الحال اس کے چہرہ پر جوش عظیم کے آثار نمودار تھے وہ آگے کو جھکا ہوا بیٹھا تھا۔ آنکھیں فربہ اندام عورت کے چہرہ کی طرف لگی تھیں اور اس کی عام حالت ظاہر کرتی تھی کہ دوڑ کر اس کی طرف جانا چاہتا ہے۔

"کیوں حضرت کیا بات ہے؟" مسٹر سالٹ کوٹ نے جو اس تبدیلی سے کچھ کم متعجب نہ تھا۔ ڈامنی سے پوچھا اور اس کے بعد میری طرف مڑ کر کہنے لگا۔

"میرے خیال میں آپ کا دھیان بیوہ گلن بکٹ پر لگا ہے"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی نے کہا۔ اور اس طرح کرسی سے اچھل کر گویا

اس کا پیندا لوہے کی مانند گرم ہو حالت جوش میں تیز چلتا اس مقام کی طرف گیا جہاں وہ خاتون بیٹھی تھی۔

اس سے پیشتر کہ کوئی اس کے ارادہ سے واقف ہو سکتا۔ بلکہ اس سے بھی پیشتر کہ ہمارے منہ سے کوئی کلمہ اعتراض نکلتا۔ اس نے پاس جا کر دونو بازو فربہ اندام خاتون کی گردن میں ڈال دیئے اور اپنے ہونٹوں سے اس کے سرخ رخسار کو پرشور بوسہ دیا۔ جس کی تڑاخے دار آواز کمرہ میں گونج پیدا کرتی چاروں طرف پھیل گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ یہ آواز سنائی دیتی بند ہوتی ویسی ہی ایک اور گونج کمرہ میں پھیلتی سنائی دی جو فربہ اندام خاتون کے ڈامنی کے منہ پر زور کا تھپڑ لگانے سے پیدا ہوئی تھی آوازیں یکساں پرشور تھیں فرق اگر تھا تو محض یہ کہ پہلی ڈامنی کے ہونٹوں سے پیدا ہوئی تھی اور دوسری خاتون کے زوردار ہاتھ کی ہتھیلی سے سخت پریشان ہو کر ڈامنی لڑکھڑاتا دو قدم پیچھے ہٹا۔ اس کے ساتھ ہی عورت نے زور زور سے چیخیں مارنی شروع کر دیں عین اس موقعہ پر ایک سن رسیدہ مرد جو فربہی میں اس خاتون کا عین مقابل تھا۔ کمرہ میں داخل ہوا اس کے سر پر ایک عام سفری ٹوپی تھی۔ اور بھاری شال اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ جس نے اس کے چہرہ کا زیریں حصہ ناک تک ڈھک رکھا تھا ایک بہت بڑا کوٹ اس نے اپنے گلے میں پہنا ہوا ایک اور لبادہ بغل میں ایک کمبل بازو پر اور دوسرے ہاتھ میں دو لپیٹے ہوئے چھاتے تھے جن میں سے ایک ریشم اور دوسرا سوت کا بنا ہوا تھا۔ جس وقت اس نے اپنی بی بی کو چیخیں مارتے سنا۔ تو چھتریاں اور کپڑے جو اس کے پاس تھے وہیں فرش زمین پر ڈال دیئے ایک ثانیہ کے عرصہ تک وہ پریشان نظروں سے اپنی ستم رسیدہ بی بی کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد کسی کل کی ہم آہنگی سے ڈامنی

کی پیٹھ اور بغلوں اور چھاتی پر پے در پے گھونسے مارنے شروع کر دیئے یہ حالت دیکھ کر میں اور سالٹ کوٹ مدد کے لئے دوڑے میں نے تو مرد کا جوش ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور سالٹ کوٹ عورت کو تسلی دینے میں مشغول ہوا۔

"میڈم اس کا خیال نہ کیجئے" مسٹر سالٹ کوٹ نے اس سے کہا "وہ تو کسی دودھ پیتے بچہ کی مانند بالکل بے ضرر ہے"

"لیکن اس مردود نے کیا سمجھ کر مجھ کو بوسہ دیا!" خاتون نے پرجوش لہجہ میں کہا۔

"میڈم میرے اپنے خیال میں اس سے کچھ ہرج واقع نہیں ہوا" سالٹ کوٹ نے سمجھایا "ایک ایسی قبول صورت خاتون جیسی آپ ہیں اس تعریف کے بیشتر ثبوت حاصل کرنے کی ضرور عادی ہوگی جو دیکھنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے"

عورت نے، جو قدرے قلیل مسکرانا ضروری سمجھا کہنے لگی "خیر یہ عذر جو آپ پیش کرتے ہیں کسی حد تک معقول ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ اب میرا شوہر اس شخص کو زیادہ سزا دینا ضروری نہ سمجھے گا۔ تاہم میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس آدمی کو مجھ پر کس کا دھوکا ہوا؟"

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی نے اپنے رخساروں اور بدن کے دوسرے حصوں کو سہلاتے ہوئے پریشان نظروں سے ادھر ادھر دیکھ کر کہا "اگر آپ بیوہ گلن کیٹ نہیں ہیں تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس طرح کی مشابہت کبھی میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔ شاید آپ اس کی روح ہوں... لیکن نہیں یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کبھی کسی روح نے اس زور کا تھپڑ نہ مارا

ہوگا۔ جیسا آپ نے مجھے مارا ہے۔"

"میڈم امر واقعہ یہ ہے۔" مسٹر سالٹ کوٹ نے کسی طرح معاملہ کو رفع دفع کرنے کے خیال سے کہنا شروع کیا۔ "میرے دوست کی بینائی میں کچھ فرق ہے اس کے علاوہ کھانا کھانے کے بعد اس کے حواس بھی صحیح حالت میں نہیں رہتے خیر اس کی طرف سے میں ادب آپ سے معافی مانگ لیتا ہوں..."

"آپ اس کی زحمت نہ کیجئے۔" عورت نے جو طبعاً نیک باطن تھی نرم کلام کرتے ہوئے کہا۔ "میرا تو خیر کچھ نہیں بگڑا تاہم..."

"جی میرا اپنا خیال یہی تھا" مسٹر سالٹ کوٹ نے مودبانہ کہا کیونکہ ایسی عورت آج تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی جو پوسٹر دینے سے مرگئی ہو۔"

اس اثنا میں میں غضبناک شوہر کا غصہ فرو کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہو گیا تھا۔ بارے کہہ سن کر ہم نے ڈامنی کلیک مینین سے معافی منگوائی اتنے میں نوکر اطلاع لے کر آیا۔ کہ نئے مہمانوں کے لئے کمرہ تیار ہو گیا۔ میاں بی بی رخصت ہو گئے اور ہم دوبارہ اپنی نشستوں پر جا بیٹھے اس وقت ڈامنی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "مجھ سے بے شک غلطی ہوئی۔ لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ عورت بیوہ گلن بکٹ ہی ہوتی اگر وہ اس سے پہلے مر نہ چکی ہوتی۔"

اس طرح وہ واقعہ ختم ہوا جس میں مسٹر کلیک مینین نے اپنی عمر میں شاید پہلی اور آخری بار ایک ہیرو کا پارٹ ادا کیا تھا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد میں اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

دوسرے دن دوپہر سے ذرا سی دیر پہلے میں قصر ٹولی کی طرف جا رہا تھا کہ رستہ کے موڑ پر خود کونٹ آف ٹولی سامنے سے آتا ہوا ملا۔ وہ پیدل ہی

چلا آتا تھا اور اس کی تیزی رفتہ رفتہ ظاہر کرتی تھی۔ کہ کسی اشد ضروری کام پر جا رہا ہے میں نے ٹوپی اٹھا کر سلام کیا اور حسب معمول کچھ گفتگو کیا چاہتا تھا۔ کہ اس نے نخوت سے گردن کھینچکر عجیب طرح کی نظروں سے میری طرف دیکھا۔ جس میں سختی اور ملامت کی جھلک شامل تھی اس کے بعد کچھ کہے بغیر آگے کو نکل گیا حیران و ششدر میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور بڑی دیر تک یہ سوچکر حیران ہوتا رہا کہ اس بدلے ہوئے تیور کا کیا مطلب ہو سکتا ہے پھر یکایک ایک اور خیال میرے دل میں پیدا ہوا یعنی میں نے سمجھ لیا کہ اسے کسی طریقہ پر میری سابقہ ادنے ملازمت کا حال معلوم ہو گیا ہے اور اسے اس بات کا غصہ ہے کہ کیوں میں نے اپنے آپ کو ایک مرد شریف کی حیثیت میں پیش کرکے اس سے میل جول کیا۔ خیر یہ سوچکر میں اس کے پیچھے جانے اور کیفیت طلب کرنے سے باز رہا۔ تاہم اس سے جو ذلت اور شرمساری مجھ کو ہوئی وہ محتاج بیان نہیں جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے اس واقعہ کے بعد میں نے قصر ٹولی کی طرف جانے کا خیال دل سے نکال دیا۔ اور ایک اور راہ پر چلتے ہوئے یہ کہہ کر اپنے جی کو تسلی دینی شروع کی کہ ایولینو کی معرفت جو حالات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں ان کی بنا پر مجھے اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ کونٹ آف ٹولی میں انتہا درجہ کا غرور ہے اور جب کبھی اس کو معلوم ہوتا کہ میرے صحیح حالات کیا ہیں تو وہ یقینی طور پر ایسا ہی سلوک مجھ سے کرتا۔

میں نے اپنے خیالات کو اور اور باتوں کی طرف لگانے کی بہت کوشش کی مگر اس ذلت کے احساس کو جو ہو چکا تھا دل سے زائل نہ کر سکا۔ اسی حالت میں قریباً ایک گھنٹہ شہر روما کے بازاروں کا گشت کرتا پھرا۔ آخر کار خیال

آیا کہ سینیر ایولینو کے مکان پر چلنا چاہیئے۔ شاید اس کی گفتگو سے جی بہلے۔ میں اس راہ پر چلا جا رہا تھا۔ کہ ناگاہ سامنے سے وائیکونٹ آف ٹوبولی کی گاڑی نظر آئی پہلے جی چاہا۔ کہ ایک طرف ہٹ جاؤں اور اس بات کا بہانہ کروں کہ میں نے اسے دیکھا ہی نہیں لیکن پھر خیال آیا کہ ایسا کرنا بزدلی میں داخل ہوگا۔ میں نے اپنی عمر میں کوئی فعل ایسا نہیں کیا۔ جو باعث شرم ہو۔ اور اگر میں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ ملازمت میں بسر کیا ہے تو یہ ایسی بات نہیں جس کے لئے شرمسار ہونے کی ضرورت ہو محنت اور شفقت سے ایمانداری کی روزی کمانا کسی طرح باعث ندامت نہیں ہو سکتا پس مجھے چاہیئے۔ کہ مردانہ وار ہر طرح کی مشکلات کا مقابلہ کروں۔

یہ سوچکر میں سیدھا چلتا گیا اور جب گاڑی قریب آئی۔ تو مستقل نظروں سے وائیکونٹ کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ واقفیت کا اظہار اگر ہو تو اس کی طرف سے ہو۔ میرا اپنا خیال یہ تھا۔ کہ باپ کی طرح وہ بھی گردن اٹھا کر پاس سے نکلجائے گا بہرحال جو واقعہ پیش آیا اس کے لئے میں بالکل ناتیار تھا۔ کیونکہ جونہی اس نے مجھے دیکھا۔ وہ فٹن سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرہ پر غصہ اور جوش کی سرخی پھیل گئی اس حالت میں اس نے گاڑیبان کے ہاتھ سے چابک پکڑا۔ اور چلتی گاڑی سے کود کر سڑک پر آرہا پھر اس سے پہلے کہ میں اسے روکنے کی کوشش کر سکتا۔ اس نے چابک کے اُلٹے سرے سے دو تین زوردار وار مجھ پر کئے اور ساتھ ہی ساتھ کہتا گیا۔

"بدکردار پاجی بدبخت تیری دھوکہ بازیوں کا انعام ہے!"

سارا عمل اسقدر تیزی رفتار کے ساتھ ہوا کہ شاید اس میں ایک لمحہ یا اس سے

بھی کم عرصہ لگا ہوگا۔ پہلے تو میں گھبرا سا گیا تھا۔ لیکن فوراً ہی چاباک اس سے چھین کر میں نے بائیں ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑا اور تین چار ضربیں اس زور سے اس کی پیٹھ پر رسید کیں کہ چاباک کی ڈنڈی ٹوٹ گئی وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند میری طرف جھپٹا۔ مگر میں نے دھکا دیکر پیچھے گرا دیا اور ٹوٹے ہوئے چاباک کے ٹکڑے حقارت سے اس کی طرف پھینک دیئے اس کے بعد پھر اس کو مقابلہ کا حوصلہ نہ ہو سکا امر واقعہ یہ ہے کہ نہ طاقت اور نہ مستقل مزاجی میں وہ میرا مقابلہ کر سکتا تھا غصے سے بپھرا ہوا سپید رو رعشہ براندام وہ لڑکھڑاتا ہوا۔ فنٹن کی طرف گیا اور اس کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ کئی شخصوں نے اس نظارہ کو دیکھا تھا۔ لیکن ان میں سے کسی نے میری مذمت نہ کی کیونکہ آغاز وائیکونٹ ہی کی طرف سے ہوا تھا۔ جس نے بُرا کہا۔ اسی کو کہا یہ دیکھ کر کہ وہ دوبارہ میدان میں آنا نہیں چاہتا۔ میں اندازِ اطمینان سے ایک طرف کو چلنے لگا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اپنے رویہ سے یہ بات ظاہر کی کہ میں بزدل نہیں ہوں اور نہ ڈر کر میدان چھوڑنا چاہتا ہوں اگر اس میں ہمت ہے تو اب بھی سامنے آجائے لیکن معلوم ہوتا تھا کہ وائیکونٹ کی اتنے ہی سے پوری تسلی ہو گئی۔ کیونکہ تھوڑی دیر وہ گاڑی کے ساتھ لگ کر کھڑا رہا اس کے بعد اس پر سوار ہوا اور اشارہ پاکر گاڑی بان نے گھوڑوں کو تیز چلانا شروع کر دیا میں چند ہی قدم گیا تھا۔ کہ قریباً چالیس سال عمر کا ایک شریف صورت اطالوی جس کے انداز و اطوار اعلےٰ تھے۔ تیز چلتا میرے پیچھے آیا۔ اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر جلد جلد اپنی زبان میں کچھ کہنے لگا۔ میں اس کے لفظوں کا مطلب تو نہ سمجھا۔ تاہم اندازہ سے معلوم ہوا۔ کہ وہ میرے طریق عمل پر اظہار پسندیدگی کرتا تھا۔ بعد ازاں جب

اس نے دیکھا کہ میں اس کے الفاظ سمجھنے سے قاصر ہوں تو اس نے فرانسیسی میں گفتگو شروع کی اور فوراً ہی میری نگاہ سے جان گیا۔ کہ میں اس بولی کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔

زیادہ کیفیت دریافت کئے بغیر اس نے مجھ سے کہا "محض ان حالات کی بنا پر جو میرے دیکھنے میں آئے ہیں میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ نے اس دل حملہ آور کو سزا دینے میں خوب مردانگی برتی۔ لیکن چونکہ مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ آدمی کینہ توز ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ معاملہ کوئی اور بھی ناخوشگوار صورت اختیار کرے اس حالت میں اگر کبھی ضرورت امداد پیش آئے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ میری شہادت رائیگاں نہ جائے گی"۔

یہ کہہ کر اس نے مجھے اپنا کارڈ دیا اور میں جب شکریہ کے الفاظ کہنے لگا۔ تو جلدی سے مصافحہ کر کے ایک طرف چلدیا میں نے کارڈ پڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا نام مارکوئیس آف سپولٹو ہے اس واقعہ کے بعد میں نے فرانسسکو ابولینو کی ملاقات کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ میں نے سوچا وہ میری حالت دیکھ کر میری پریشانی کا حال بخوبی معلوم کر لیگا۔ اور اسے یہ جان کر بہت دکھ ہوگا۔ کہ اس کی طرح مجھ سے بھی کونٹ آف ٹولی اور اس کے بیٹے کا عناد ہو گیا۔ ہر چند اس معاملہ میں ابتدا میری طرف سے نہ ہوئی تھی۔ تو بھی میرے دل کو اس خیال سے بے حد افسوس ہوا۔ کہ مجھے کونٹ آف ٹولی کا مہمان بننے کے بعد حالات سے مجبور ہو کر اس کے بیٹے پر ہاتھ اٹھانا پڑا۔

جس راہ پر چل رہا تھا اس کو چھوڑ کر اب اس سمت میں چلنے لگا۔ جدھر وہ مکان واقع تھا۔ جس میں بیا رخاتون رہتی تھی۔ سیڑھیوں پر چڑھ کر میں نے بلینچرڈ کے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اس کی بی بی نے

دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ بلینچرڈ خود کام پر گیا ہے۔ لیکن مریضہ کی حالت اب بہتر ہے چنانچہ صبح کو جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے پہلی مرتبہ معلوم کیا کہ وہ کس جگہ ٹھیری ہوئی ہے تاہم اس وقت تک وہ بولنے کے قابل نہ ہوئی تھی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھ کر مسٹر بلینچرڈ نے کہا "جب اس نے آنکھ کھولی اور چاروں طرف دیکھا تو حیرت سے ملے ہوئے دہشت کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار ہوئے کیونکہ آپ کی عنایت سے رات رات کے عرصہ میں کمرہ کی حالت بالکل ہی بدل گئی تھی حتےٰ کہ اس چارپائی کے سوا جس پر وہ پڑی ہے قریباً ہر ایک چیز تبدیل کر دی گئی تھی۔ اور اس چارپائی پر بھی نئی کمبل اور نیا لحاف جو میں آپ ہی کے روپیہ سے خرید کر لائی تھی رکھ دیا گیا تھا جب اس نے کمرہ کی بدلی ہوئی حالت دیکھی تو اس کو یہ سوچکر بڑی حیرت ہوئی کہ میں کہاں تھی۔ اور کہاں آ گئی۔ لیکن پھر شاید اس کو خیال آیا کہ یہ وہی کمرہ ہے صرف سامان بدلا ہوا ہے یہ سوچکر اس نے اپنی خوشنما آنکھیں دوبارہ بند کر لیں میں رات بھر اس کے سرہانے بیٹھی رہی تھی حالانکہ اب اس کے لئے ایک نرس کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ کے آنے سے چند منٹ پیشتر جب میں اس کے کمرہ میں گئی۔ تو وہ آرام کی نیند سوتی تھی۔ ڈاکٹر گئی اُسے دیکھنے کے لئے آیا ہے۔ اور اس کا بیان ہے کہ خطرہ کی حالت گذر گئی۔ اور اُمید ہے اسے کل تک ہوش آ جائیگا۔ جس کے بعد رفتہ رفتہ اس کے جلد تر صحت یاب ہونے کی امید ہے"

میں نے اس ہمدردانہ سلوک کے لئے مسز بلینچرڈ کا شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ اور روپیہ ضروری اخراجات کے لئے اس کو دیا۔ مگر جس وقت میں نے

اس نے کہا کہ اس کا نصف حصہ تم نے اپنے استعمال کے لئے رکھ لینا۔ تو اس نے بڑی مشکل سے اسے لینا قبول کیا۔ وہ بہت دیر شکریہ ادا کرتی رہی اور مجھے بھی یہ سوچ کر بے حد خوشی ہوئی کہ میرے کل کے دیئے ہوئے روپیہ نے غریب یہاں بی بی کی مشکلات بہت کچھ آسان کر دی ہیں اس کے تھوڑی دیر بعد میں یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ کل دوبارہ ہی وقت آؤں گا۔ مگر اس بات کی تاکید کی کہ جب خاتون ہوش میں آئے تو میرے بارہ میں کسی طرح کا ذکر اس سے نہ کیا جائے۔

ہوٹل میں پہنچا تو قریباً تین بجے تھے۔ لیکن پھاٹک میں قدم رکھا ہی تھا۔ کہ اطالوی پولیس کے دو سپاہیوں نے آگے آکر میرا نام پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی مجھ کو حراست میں لے لیا!

باب ۱۱۰

مقدمہ اور اس کے بعد

میں نے کسی طرح کے سوالات ان سے نہ پوچھے نہ کسی حجت و تکرار کی ضرورت سمجھی ایمان کی پوچھئے تو مجھے اس کارروائی پر کسی طرح کی حیرت بھی نہیں ہوئی۔ کیونکہ مارکوئیس آف سپولیٹو کے الفاظ مجھے اچھی طرح یاد تھے۔ جو اس نے ڈائیکونٹ کی کینہ توزی کے بارہ میں کہے تھے لیکن عین اس وقت جب میں سپاہیوں کے ساتھ چلنے کو تیار کھڑا تھا۔ ڈامنی کلیک مینین اور مسٹر سالٹ کوٹ اپنے گائیڈ کو ساتھ لئے آپہنچے مجھ کو پولیس کی حراست میں دیکھ کر ڈامنی کے چہرہ پر اسقدر حیرت پیدا ہوئی کہ اس کی صورت مضحکہ انگیز بن گئی البتہ مسٹر

سالٹ کوٹ نے اپنی بولی میں گالی دیکر کہا۔ کہ اس شہر کی ساری پولیس بھی میرے دوست کو گرفتار کرکے لے جا نہیں سکتی۔ کیونکہ مجھے اس کے بے گناہی کا پورا یقین ہے یہ کہتے ہوئے اس نے حیرت انگیز پھرتی سے اپنے گرے اوورکوٹ اور گرے اندرکوٹ کے بٹن کھولے گرے رنگ کی ٹوپی بڑے جوش سے اتار کر ایک طرف رکھی اور گرے رنگ کے دستانوں میں لپٹے ہوئے ہاتھوں کی مٹھیاں اس زور سے کس لیں کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ ان سپاہیوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔

یہ حالت دیکھ کر میں نے سمجھایا "مسٹر سالٹ کوٹ خدا کے لئے ایسی زبردستی نہ کیجئے پولیس کا معاملہ ہے مبادا آپ کا کوئی فعل فائدہ مند ہونے کی بجائے الٹا باعث زحمت ہو"

"تو پھر آپ ہی کہیئے مجھے اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے؟" اس نے بمشکل ضبط کرکے پوچھا۔

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی نے کہا "بدقسمتی سے میرا دوست بیلی آوصل ہیڈ اسجگہ موجود نہیں ورنہ وہ ایک تجربہ کار مجسٹریٹ ہے..."

"خیر ایک چھوٹی سی تکلیف آپ کیجئے" میں نے ڈامنی کی بکواس نظر انداز کرکے سالٹ کوٹ سے کہا "یعنی اپنے رہبر کو مارکوئس آف سپولیٹو کے مکان پر بھیجکر اطلاع کرا دیجئے۔ کہ مجھ کو پولیس گرفتار کرکے لے گئی ہے معمولی زدوکوب کا الزام ہے حالانکہ اس میں میری اپنی پیش دستی کچھ زیادہ تھی لیکن سارا حال مارکوئس کو معلوم ہے وہ جو کچھ مناسب ہوگا آکے کرلیں گے"

اتنے میں جیسا بڑے شہروں کا دستور ہے لاتعداد آدمی تماشا دیکھنے جمع ہوگئے تھے ہوٹل کے نوکر بھی ڈیوڑھی میں نکل آئے لوگ رستہ چلتے

ٹھیر گئے اور بچوں نے سمجھا۔ کوئی کھیل ہونے لگا ہے بالآخر مسٹر سالٹ کوٹ کے اطالوی گائیڈ نے میرے الفاظ سُن کر لوگوں کو رفع دفع کیا۔ اور مارکوئیس کا وہ کارڈ جو میرے پاس تھا۔ لیکر اس کو بتانے چلا۔ پولیس کے سپاہیوں نے فوراً ایک کرایہ کی گاڑی طلب کی اور میں ان کے ساتھ اس پر سوار ہو گیا میرے نہ نہ کرتے بھی ڈامنی اور سالٹ کوٹ ہمراہ چلنے پر آمادہ ہو گئے اول الذکر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کیا مجھ کو بھی یہ لوگ اُسی طرح حوالات کو بھیجتے ہیں جیسے اس کے دوست جوشوا ڈرمل ڈرناک کو بھیڑیں چرانے کے جرم میں لے گئے تھے اور آخر الذکر حوالات میں میرا ساتھ دینے کے لئے جہاں وہ ایسا شاندار پنچ تیار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کہ مجھ کو حراست کی سب تکلیفیں بھول جائیں پولیس کے سپاہیوں کا برتاؤ شریفانہ تھا اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ میں مارکوئیس آف سپولیٹو کو بطور گواہ پیش کرنا چاہتا ہوں ان کا سلوک اور بھی زیادہ نرم ہو گیا۔

پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں گاڑی ایک نجی مکان کے دروازہ پر پہنچکر ٹھیر گئی اور پولیس کے سپاہی مجھے زینہ کی راہ سے اوپر لے چلے ڈامنی اور سالٹ کوٹ بھی میرے پیچھے پیچھے تھے۔ ہم ایک چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہوئے جہاں ایک سن رسیدہ محرر میز کے پاس بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ جو سپاہی میرے ساتھ تھے ان میں سے ایک نے کوئی دستاویز اسکو پیش کی جس کے بارہ میں میں نے اندازہ سے معلوم کیا۔ کہ میری گرفتاری کا وارنٹ ہوگا۔ محرر نے ایک نظر اس کاغذ کو دیکھ کر دیر تک گھورتی ہوئی نظروں سے میرے منہ کو تکا۔ پھر پاس کی بڑی سی چٹکی لے کر چند حروف اس وارنٹ کی پشت پر درج کئے بعد ازاں سپاہی

مجھے ساتھ والے کمرہ میں لے گئے جو نہایت معمولی تھا۔ اور جس میں کم از کم عدالت مجسٹریٹی کی شان بالکل نہ پائی جاتی تھی ذریعہ امتیاز اگر کچھ تھا۔ تو فقط یہ کہ کمرہ کے وسط میں ایک لکڑی کا ڈنڈا لگا ہوا اور اس کے دوسری جانب ایک ادھیڑ عمر کا آدمی میز کے پاس بیٹھا کچھ لکھنے میں مشغول تھا۔ اس کے بائیں پاس وائیکونٹ آف ٹوولی کرسی لئے بیٹھا تھا اور اس کا کوچبان کمرہ کے اس حصہ میں جہاں مجھ کو لے جاکر کھڑا کیا گیا موجود تھا۔ وائیکونٹ نے قہرالود نظروں سے میری طرف دیکھا جس کا جواب میں نے نگاہ حقارت سے دیا۔ اتنے میں سپاہیوں میں سے ایک نے مجھے آگے بڑھ کر اس لکڑی کے ڈنڈے کے پاس کھڑا ہونے کا اشارہ کیا تاکہ اس طریقہ پر میں صاحب مجسٹریٹ اور مستغیث کے روبرو کھڑا ہو سکوں اتنے میں مجسٹریٹ نے گھنٹی بجائی ایک بغلی دروازہ کھلا اور ایک سکڑا سمٹا آدمی بے حد کثیف پوشش شکل و صورت سے انتہا درجے غریب نمودار ہوا کافی اچھی انگریزی میں مجھ کو مخاطب کر کے اس نے کہا "میں اس عدالت کا سرکاری ترجمان ہوں اور چونکہ ہز لارڈ شپ وائیکونٹ آف ٹوولی نے عدالت کو بتایا ہے کہ آپ اطالوی نہیں بول سکتے اس لئے میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں"

اتنے میں وہی بڈھا محرر جو دوسرے کمرہ میں بیٹھا تھا اندر آگیا۔ اور اس نے چوبی ڈنڈے کے نیچے سے گذر کر ترجمان کو حلف دیا میں یہ کہنا چاہتا ہی تھا۔ کہ میرا ایک گواہ عنقریب آیا چاہتا ہے اس کے آنے کے بعد یہ کارروائی شروع کی جائے۔ لیکن پھر کچھ سوچکر چپ ہو گیا۔ اور یہی بہتر جانا کہ کارروائی کا آغاز ہونے دو پھر جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ فی الحال میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وائیکونٹ اور اس کا نوکر معاملہ کو کس رنگ میں پیش کیا چاہتے ہیں۔

وائیکونٹ کو حلف دینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اور اس نے اپنی شکایت بزبان اطالوی بیان کرنی شروع کی جس کا مطلب میری سمجھ میں بالکل نہ آسکا کوئی کوئی لفظ میں نے سمجھا۔ مگر بحیثیت مجموعی میں اس کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہا بعد ازاں اس کا گاڑیبان طلب ہوا اسکو بھی حلف دینے کی ضرورت نہ سمجھ کر اس کا بیان لیا گیا۔ اور میں اس بیان کا مطلب بھی نہ سمجھ سکا۔

"اب میرا فرض ہے" ترجمان نے میری طرف مڑتے ہوئے کہا "کہ آپ سے اس الزام کی تفصیل بیان کروں جو آپ کے برخلاف عاید کیا گیا ہے۔ تاکہ جو جواب آپ دینا چاہیں دے سکیں"

"بھیڑ وایک لفظ میں کہنا چاہتا ہوں" وائیکونٹ نے مجھ کو براہ راست انگریزی میں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ مسٹر ولمٹ اگر آپ کے اندر ششمہ بھر شرافت بھی موجود ہو تو مجھ کو یقین ہے۔ کہ آپ ان حالات کا ذکر اشارتاً بھی نہ کریں گے جو ہمارے جھگڑے کا باعث ہوئے تھے آپ کو چاہیئے فقط اس جھگڑے کے واقعہ سے تعلق رکھیں اور اس کی تفصیلات میں نہ جائیں"

"معاف کیجئے میں کسی شرط کا پابند ہونا نہیں چاہتا" میں نے سرد مہری سے جواب دیا۔ "چونکہ پیش دستی بہرحال میں آپ کی طرف سے ہوئی ہے یعنی آپ ہی نے جھگڑے کی بنا ڈالی۔ اور آپ ہی نے قانون کی مدد لی اس لئے مجھے اس بات کا حق حاصل ہے کہ اپنی صفائی میں جو عذرات مناسب ہوں پیش کروں"

"خبردار میں پھر کہتا ہوں"۔ وائیکونٹ نے پرزور لہجہ میں کہا "اپنے اور ڈولی کے نام نیک کو بدنام نہ کرو"

میں چپ رہا تاہم اپنے جی میں سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ یہ اس ملک کا عجیب دستور ہے۔ کہ پہلے تو یہ شخص محض اس لئے میرا دشمن بنا۔ کہ اس کو کسی وجہ سے میری ادنےٰ ملازمت کے حال معلوم ہوا تھا۔ اور اب وہ اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ میں اپنے بارہ میں کسی طرح کے حالات عدالت میں ظاہر نہ کروں ملک اٹلی کے رؤسا کا یہ عجیب قسم کا تکبر تھا جو ایک جانب ایک بے حقیقت بات کے لئے انتقام لینا بھی چاہتا تھا۔ لیکن مقابلہ میں بنائے انتقام کو چھپائے رکھنے پر بھی زور دیتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باپ بیٹا دونو اس بات سے رنجیدہ ہونے کے باوجود کہ ان کی دوستی ایک ایسے شخص سے ہے۔ جو خاندانی نہ تھا اس حقیقت کے پوشیدہ رکھے جانے کے لئے بے تاب تھے تاکہ اس سے ان کی عزت میں فرق نہ آئے۔

اتنے میں ترجمان پھر بولا "وائی کونٹ آف ٹوولی نے صاحب مجسٹریٹ سے بیان کیا ہے کہ آپ جوزف ولمٹ اس خطا سے اچھی طرح واقف ہیں جو آپ کی طرف سے ان کے والد کے برخلاف سرزد ہوئی اس خطا کو جانتے ہوئے بھی آپ نے ان سے دوستی پیدا کرنے کی جرأت کی آخر کار ان کو صحیح حالات معلوم ہوئے اور انہوں نے جانا کہ ان کی کتنی بڑی توہین آپ نے ان سے دوستی پیدا کرنے کی ہے یہی باعث تھا کہ کونٹ آف ٹوولی صبح کے وقت حقارت اور نفرت سے آپ کے پاس سے گذر گئے بعد ازاں آپ نے وائیکونٹ کو گاڑی پر سوار دیکھا اور بڑی ڈھٹائی سے ان کے منہ کو تکنا شروع کیا وہ فسادش کی غرض سے گاڑی سے اترے مگر آپ نے شرمسار ہونے کی بجائے ان کے گارڈ یان کا چابک لے کر انپر حملہ وار کیا اس بیان کی تصدیق ان کے گارڈ یان نے بھی کی ہے

آپ اس کے متعلق جو جواب دہی کرنا چاہتے ہوں کریں۔"

"میرا جواب مختصر ہے؟" میں نے کہا" مہربانی سے صاحب مجسٹریٹ سے کہہ دیجئے۔ کہ چاک میں نے نہیں بلکہ وائیکونٹ آف ٹولی نے گاڑی بان کے ہاتھ سے لیا تھا۔ اسی نے سب سے پہلے مجھے گالیاں نکالیں اور چاک کا وار مجھ پر کیا اس کے بعد میں بھی نہ رہ سکا اور وہی چاک چھین کر میں نے وائیکونٹ کی پیٹھ پر توڑا اس سے مجھ کو انکار نہیں اور میں زور دے کر کہتا ہوں۔ کہ اگر اب بھی وہ یا کوئی دوسرا آدمی اس قسم کا سلوک مجھ سے کرے تو میرا وہی جواب پھر ہوگا۔"

ترجمان نے میرے اس بیان کا خلاصہ مجسٹریٹ کو بتایا پھر اس کا اشارہ پاکر مجھ سے کہنے لگا" آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس حکایت کو اس وقت تک قابل تسلیم نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب تک اس کی تصدیق معتبر گواہوں کے ذریعہ سے نہ ہو صاحب مجسٹریٹ پوچھتے ہیں کیا دو نوصاحب جو آپ کے ساتھ آئے ہیں...؟

"بالکل صحیح! بالکل ٹھیک!" ڈامنی کلیک مینین نے اب جلدی سے آگے بڑھ کر میرے پہلو میں کھڑا ہوتے ہوئے کہا۔ "میں چند الفاظ تم سے کہتا ہوں وہ تم اپنے اس مجسٹریٹ کو سمجھا دو۔ میں بڑی مدت سے اس نوجوان کو جانتا ہوں جوزف اس کا نام ہے... یا شائد جوشوا... لیکن نہیں جوشوا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نام کا ایک ہی آدمی میرا واقف تھا اور اس کو بھیڑیں چرانے کے جرم میں حوالات بھیجا گیا تھا۔ گرمان اس سلسلہ میں یاد آگیا کہ اس موقعہ پر میرے دوست ہیلی آڈل ہیڈ سکنہ گیلوگیٹ ایبرڈین مجسٹریٹ تھے تم ذرا اپنے ان مجسٹریٹ صاحب کو کہہ دو کہ وہ بھی میرے دوست

بیلی آڈل ہیڈ کے طریقہ پر عمل کرکے ..."

ڈامنی کا فقرہ ختم نہ ہونے پایا تھا۔ کہ مسٹر سالٹ کوٹ نے اس کا کوٹ پیچھے سے پکڑ کر زور سے کھینچا۔ اور ڈامنی کلیک متین حیرت اور پریشانی کے آثار چہرہ پر لئے چند قدم پیچھے آرہا۔ وائیکونٹ جو انگریزی سمجھ سکتا تھا۔ اس بے جوڑ گفتگو کو سن کر بہت متعجب ہوا۔ اور سرکاری ترجمان دیر تک انداز حیرت سے ڈامنی کے منہ کو تک کر آخر کار اس طرح سر ہلانے لگا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا۔ کہ میری سمجھ میں تو خاک نہیں آیا۔

"ڈامنی خدا کے لئے چپ رہو" مسٹر سالٹ کوٹ نے کہا "اس معاملہ میں جو کچھ کہنا ہے میں خود بہتر کہہ لوں گا" پھر اس نے ترجمان کی طرف مڑ کر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "آپ صاحب مجسٹریٹ سے کہہ دیجئے کہ میں سالٹ کوٹ ملک سکاٹ لینڈ کا باشندہ جس کی شرافت مسلمہ ہے علانیہ کہتا ہوں کہ ملزم جوزف ولمٹ میرا بہت گہرا دوست ہے اور وہ اتنا شریف نوجوان ہے کہ اس ملک کے سارے وائیکونٹوں کے خلیفہ بیانات کے مقابلہ میں میں اس کی معمولی بات کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں پس وائیکونٹ کا اطمینان نہ ہو تو وہ بے شک مقابلہ میں اترے اور تمہارے یہ صاحب مجسٹریٹ بھی اس کی حمایت کرنا چاہیں تو کریں۔ مگر میری اپنی رائے یہی ہے کہ اس معاملہ کو طول دینے کی بجائے یہیں ختم کر دینا چاہیئے۔ ہر شخص دوست بن کر ہاتھ ملائے۔ پھر میں سب کو ہوٹل میں لے چلتا ہوں اور وہاں گرما گرم پنچ تیار کرکے ایسے جام پلاؤں کہ اگلی پچھلی کل عداوتیں بھول جائیں"

اتنا کہہ کر مسٹر سالٹ کوٹ فیاضانہ طریق پر مسکرایا۔ مگر اس سے پہلے

کہ بیچارے ترجمان کو اس الجھی ہوئی تقریر کا خلاصہ مجسٹریٹ کے روبرو بیان کرنا پڑتا۔ مارکوئیس آف سپولیٹو اس آدمی کے ہمراہ جو انہیں لینے گیا تھا۔ آگئے صاحب مجسٹریٹ اور ترجمان دونوں نے مارکوئیس کو مودبانہ سلام کیا۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ واقعات کے نئی صورت اختیار کرنے پر وائیکونٹ آف ٹولی کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ ایک عجیب طرح کی بے چینی اسے لاحق ہوگئی۔ معلوم ہوتا ہے یا تو اس نے مقابلہ کے وقت مارکوئیس کو سرپازرد دیکھا ہی نہ تھا۔ یا اس کا خیال تھا۔ کہ وہ اس جھگڑے میں حصہ لینے کے لئے عدالت تک نہ آئیگا۔ مگر صحیح وجہ کچھ ہو۔ کمرہ عدالت میں مارکوئیس کی آمد سراسر غیر متوقع تھی۔ اور جیسا میں نے بیان کیا ہے اس کو دیکھتے ہی وائیکونٹ کو گہرا اضطراب لاحق ہوا۔

مارکوئیس نے میری طرف دیکھکر اپنے سر کو ذرا سا خم کیا پھر صاحب مجسٹریٹ کی اس درخواست کو شکریہ کے ساتھ نامنظور کرکے کہ وہ ان کے پاس جاکر بیٹھے وہیں میرے پہلو میں کھڑے ہوکر عدالت کو مخاطب کرنا شروع کیا۔ مگر اس کی تقریر پر سنکر نوجوان وائیکونٹ کا چہرہ بالکل سپید ہوگیا۔ اس نے غصہ اور دبے ہوئے جوش سے اپنا ہونٹ چبایا۔ پھر اس طرح کی زوردار حرکت کی گویا جھنجھلا کر کرسی سے اٹھا چاہتا ہے۔ میں نہیں جانتا اس حرکت کا صحیح مقصد کیا تھا۔ یعنی کیا وہ مارکوئیس کے بیان کی تردید کرنا چاہتا تھا۔ یا اس کا منشا صاف صاف کہہ دینے کا تھا۔ کہ جو کچھ مارکوئیس نے کہا۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ مارکوئیس آف سپولیٹو کی تقریر مختصر لیکن بدرجہ انتہا موثر تھی۔ اسے سن کر صاحب مجسٹریٹ کے چہرہ پر گہری سنجیدگی چھاگئی۔ اور انہوں نے چند الفاظ علیحدگی میں وائیکونٹ

سے کہے پھر کو چبان کو طلب کیا۔ اور اس سے سخت لہجہ میں کئی ایک سوالات پوچھے جن کا جواب دیتے ہوئے وہ غریب کئی بار رکا۔ اور کئی مرتبہ پریشانی کا اظہار کرنے لگا۔

کیپٹن وائیکونٹ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور مجھ کو مخاطب کر کے بولا "میرا خیال ہے۔ میں نے اس معاملہ میں اعتدال کو مدنظر نہیں رکھا خاص اس ایک واقعہ کی نسبت میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ باقی حالات سے قطع نظر مجھ کو معافی مانگنے سے انکار نہیں تاہم آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جو رنج و الم میرے دل کو ہوا وہ حالات پیش آمدہ میں واجب اور درست تھا۔ مگر اس سوال کے متعلق کمرہ عدالت میں جہاں تک کم بحث کی جائے بہتر ہے۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا۔ لوگوں کو چہ مے گوئی کا موقعہ ملے۔ محض اس خیال کو مدنظر رکھ کر میں اس مقدمہ سے دست بردار ہوتا ہوں اور مجھ کو امید ہے آپ بھی اس کو طول دینا پسند نہ کریں گے"

میں سخت حیران تھا۔ کہ کیا جواب دوں ایک بار جی میں آئی تھی۔ کہ سب حال کھلم کھلا کہہ دوں لیکن پھر اس خیال سے رہ گیا۔ کہ اسمیں ابتدائی حالات کے اظہار سے میری اپنی بھی کرکری ہو گی پس میں نے چند منٹ سوچ سوچ کر کہا "اگر آپ اس واقعہ خوشگوار کے متعلق معافی مانگنے کو تیار ہیں تو مجھے اس کو قبول کرنے سے عذر نہیں"

ترجمان نے میرے بیان کا خلاصہ صاحب مجسٹریٹ سے بیان کیا اور مارکوئیس آف سپولیٹو میری طرف مڑ کر کہنے لگا "کیا واقعی آپ کا وائیکونٹ کی معافی سے اطمینان ہو گیا؟"

"میں چونکہ طبعاً کینہ ور نہیں" میں نے جواب دیا "اس لئے معاملہ کو

طول دینا نہیں چاہتا۔ اگرچہ میرا خیال ہے۔ کہ اگر اس طرح کا واقعہ میرے اپنے ملک میں پیش آتا تو خود صاحب مجسٹریٹ بھی اس کو رفع دفع نہ کر سکتے اور وہ بھی اس طرح کی حالت میں کہ وائیکونٹ اور ان کے نوکر نے صریح غلط بیانی کی ہے۔"

"میں کہہ سکتا ہوں" مارکوئیس آف سپولیٹو نے اس موقعہ پر کہا۔ کہ اس جھگڑے کی پشت پر آپ کے اور وائیکونٹ کے درمیان ضرور کوئی نازک معاملہ ہے۔ میں نہیں جانتا وہ معاملہ کیا ہے اور نہ مجھے اس کے جاننے کی خواہش ہے تاہم اگر واقعی ایسا ہے تو اس قصہ کو یہیں ختم کر دینا بہتر ہوگا۔"

صاحب مجسٹریٹ نے اپنی زبان میں چند الفاظ کہے اور ترجمہ کرنے والے نے ان کا ماحصل بیان کرتے ہوئے مجھ سے کہا "جائیے آپکو رہا کیا جاتا ہے۔"

میں نے اپنے دوست مارکوئیس آف سپولیٹو کا اس کی عنایت آمیز امداد کے لئے شکریہ ادا کیا مگر اس نے یہ کہہ کر مجھے بیچ ہی میں روک دیا کہ جو کچھ میں نے کیا فرض انسانی تھا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے مصافحہ کر کے رخصت ہوا اور میں ڈامنی کلیک ہینین اور مسٹر سالٹ کوٹ کو ساتھ لے کر ہوٹل کو واپس گیا۔ اسجگہ پہنچکر مسٹر سالٹ کوٹ نے فوراً تیز پنچ کی تیاری شروع کر دی اور باصرار کہنے لگا۔ کہ آپ اسکو پئیں بڑی مشکل سے کئی ایک عذرات پیش کر کے میں نے پیچھا چھڑایا۔

اس کے دوسرے دن بعد دوپہر میں نے اس بیمار خاتون کا حال دریافت کرنے کا ارادہ کیا۔ جو مسٹر ہیچرڈ کے امکان پر رہتی تھی جب میں وہاں پہنچا تو بڑھئی اور اس کی بی بی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے ان کی زبانی

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ کہ مریضہ کی حالت اب بہتر ہے نہ صرف اس کا بخار اتر گیا بلکہ وہ ہوش میں بھی ہے اور گفتگو کر سکتی ہے لیکن معلوم ہوا کہ اس نے میاں بی بی سے کوئی بات ایسی نہیں کہی جو اس کے حالات پر روشنی ڈالنے کا ذریعہ ہوتی۔ نہ اُس نے اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کا نام اُن پر ظاہر کیا بظاہر اس کا خیال تھا۔ کہ اس کے لئے جو کچھ کیا مسٹر بلیچر ڈ اور اسکی بی بی نے کیا ہے اور انہی کی مہربانی سے اس کے کمرہ کا سامان بدلا گیا ہے کیونکہ جیسا ناظرین کو یاد ہوگا۔ وہ اس مکان پر آتے ہی سخت بیمار ہو گئی تھی۔ اور اُسے یہ معلوم کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ کہ اس کے ہمسائے کون ہیں یا ان کی مالی حالت کیسی ہے وہ بالکل نہ جانتی تھی۔ کہ اپنی خراب مالی حالت کی وجہ سے وہ کسی طرح اُن کی امداد نہیں کر سکتے۔

"لیکن جناب آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں" مسز بلیچر ڈ نے اپنی طرف سے کہا۔ کہ اس راز کو بہت عرصہ تک چھپایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ جب وہ ہماری عنایتوں کا بار بار شکریہ ادا کرتی ہے تو میں یہ جان کر اپنے آپ میں شرمندہ ہوئی جاتی ہوں۔ کہ ہم بیچارے تو اس کی کچھ بھی خدمت نہ کر سکے۔ حیران ہو کر سوچتی ہوں کہ ہمیں کیا کرنا یا کیا کہنا چاہیئے اور اب جو کچھ میں عرض کرتی ہوں۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ تاہم میں کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ جہاں آپ نے اتنی زحمت گوارا کی ہے وہاں مہربانی سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر اس خاتون سے یہ معلوم کرنے کی بھی کوشش کریں۔ کہ کیا اس کے دوست یا رشتہ دار ایسے ہیں۔ جن کو اس کی حالت کی اطلاع دی جا سکتی ہے"

اس موقعہ پر وہ بوڑھی نرس جس کی خدمات مسز بلیچر ڈ نے خاتون کی تیمارداری کے لئے حاصل کی تھیں بے تابانہ اندر آئی۔ اور بڑھی اور اسکی بی بی

سے اطالوی زبان میں چند الفاظ کہے۔

"دیکھئے وہی بات ہوئی" مسز بلنچرڈ نے انگریزی میں مجھ سے کہا "اس بیوقوف بڑھیا نے ہماری ہدایات کی پروا نہ کر کے چند الفاظ اس سے کہہ دیئے۔۔۔"

"کیوں اس نے کیا کہدیا؟" میں نے جلدی سے پوچھا

"کہا تو بہت کم" مسز بلنچرڈ نے جواب دیا "تاہم اس کے لفظوں سے نوجوان خاتون کو معلوم ہو گیا ہے کہ جو کچھ اس کے لئے کیا گیا۔ وہ ہماری طرف سے نہ تھا بلکہ اسکی پشت پر ایک نوجوان مرد شریف کی فیاضی کام کرتی تھی۔۔۔"

"خیر جو ہوا۔ ہو گیا" میں نے کہا "تو بھی یہ بتاؤ وہ خاتون اب کیا کہتی ہے؟"

"وہ سخت بے چین ہے" بڑھی کی بی بی نے جواب دیا "اور نرس کہتی ہے کہ اگر اس کی تسلی نہ کی گئی تو ممکن ہے اسکو نئے سر سے بخار ہونے لگے وہ لاتعداد سوالات پوچھ رہی ہے یعنی وہ نوجوان کون تھا۔ کیوں اس نے اس کی مدد کی وغیرہ اور چونکہ نرس نے اس سے پہلے آپ کو نہ دیکھا تھا اور نہ ہی اس کو معلوم تھا کہ آپ کس ملک کے رہنے والے ہیں اس لئے وہ اس کے کسی سوال کا جواب نہ دے سکی"

"افسوس اس عورت کی بے وقوفی نے ایک نئی الجھن پیدا کر دی" میں نے پریشان ہو کر کہا۔ پھر چند منٹ سوچکر میں نے اس کو بتایا کہ اب اس راز کو چھپانا غیر ممکن ہے مسز بلنچرڈ اس خاتون کے پاس جا کر اس کی تسلی کر دے اور اس کے سوالات کے جواب میں اس کو بتلائے کہ جس آدمی نے اس موقعہ پر اس خاتون کی امداد کی اس کا نام جوزف ولمٹ ہے۔

مسز بلنچرڈ اشارہ پا کر مریضہ کے کمرہ میں گئی اور قریباً پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں واپس آ کر کہنے لگی "خاتون نے کہلایا ہے کہ آپ اگر اس کی درخواست کو نامناسب تصور نہ کریں تو وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ میں خود بھی التجا کرتی ہوں کہ آپ اس سے

مل لیں کیونکہ وہ سخت جوش کی حالت میں ہے اور اندیشہ ہے کوئی خرابی نہ پیدا ہو جائے"۔
"تو آپ میرے ساتھ ساتھ چلئے"۔ میں نے اس خیال سے کہا کہ میرا ایک جوان عورت کے پاس تنہا جانا غیر مناسب ہوگا۔
"خود اس خاتون نے بھی کہا تھا کہ میں آپ کو ساتھ لے کر آؤں"۔ مسٹر بلنچرڈ نے جواب دیا۔ "اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں کیا فرانسیسی بول سکتی ہوں۔ مگر میں نے بتایا کہ نہیں نے الحقیقت میں اس ملک کی زبان بھی اچھی طرح نہیں بول سکتی ہوں"۔
مسٹر بلنچرڈ کو ساتھ لے کر میں پراسرار خاتون کے کمرہ میں گیا۔ مسہری کے پردے ٹنگے ہوئے تھے مگر ان کے اندر سے ایک خوشنما ہاتھ پرتپاک انداز سے باہر نکلا اور جب میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو خاتون کی آہنگ دار شیریں آواز جو حال کی شدید بیماری کی وجہ سے بہت مہین ہو گئی تھی یہ کہتے سنائی دی "مسٹر ولمٹ آپ کے احسانات پہلے ہی مجھ پر کچھ کم نہ تھے لیکن تو وہ ہزار ہا گنا زیادہ ہو گئے"۔
"سینورا" میں نے فرانسیسی زبان میں جو اس نے استعمال کی تھی جواب دیتے ہوئے کہا "یقین فرمائیے کہ میں نے ارادتاً آپ کے متعلق حالات دریافت کرنے کی کوشش نہ کی تھی..."
"صاحب مجھکو معلوم ہے"۔ وہ قطع کلام کر کے کہنے لگی "پس نیک عورت نے مجھ کو بتایا ہے کہ آپ کن حالات میں میری بیماری سے واقف ہوئے لیکن مسٹر ولمٹ ایک بات میں آپ سے پوچھنی ہوں جو میرے جی کو سخت بے چین کر رہی ہے کیا میری بیماری کے وقت سے آپ نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس شہر میں میرے دوست یا رشتہ دار کون ہیں اگر آپ نے ایسا کیا ہو تو مہربانی سے مجھ کو بتائیے"۔
"نہیں سینورا میں نے آپ کے بارہ میں کسی طرح کی تحقیقات نہیں کی"۔ میں نے جواب دیا۔ "اول اس لئے کہ مجھے بالکل معلوم نہ تھا اس قسم کی تحقیقات کہاں پر کرنی چاہئے

"بہت اچھا میں کل آجاؤں گا" میں نے جواب دیا۔

اس کے بعد وہ خوشنما ہاتھ دوبارہ پردوں سے نکلا میں نے دوستانہ گرمجوشی سے اس کو دبایا اور اس کے بعد رخصت ہوا۔ اس سارے عرصہ میں مجھے اس خاتون کی صورت دیکھنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اور میرے لئے اس بات کا اندازہ کرنا دشوار ہوا کہ حال کی بیماری نے اس پر کیا اثر پیدا کیا ہے۔

وہاں سے چلکر میں سینیر ابولینو کے مکان کی طرف ہو لیا۔ کیونکہ ایک دو گھنٹے اس کی صحبت میں گذارنے کا ارادہ تھا۔ رستہ میں خاتون کے بیان کردہ حالات پر مختلف پہلوؤں سے غور کرتا اور یہ سوچتا رہا۔ کہ نہ معلوم کل وہ اس سلسلہ میں اور کیا بتائیگی فرانسسکو کے مکان پر پہنچا نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ گھر پر ہی ہے میں جب کمرہ نشست میں داخل ہوا تو وہ بیٹھا کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرہ پر حسب معمول فکر کے آثار تھے تاہم مجھ کو آتا دیکھ کر اس نے اطمینان اور خوشی کا انداز پیدا کرنے کی کوشش کی تھوڑی دیر ہم میں ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اور چونکہ اس نے دائی کونٹ آف ٹولی سے میری مڈبھیڑ کے واقعہ کی طرف اشارہ نہ کیا۔ اس لئے میں نے بھی سمجھا کہ وہ اس واقعہ سے لاعلم ہے میں نے بھی اس کو اس بارہ میں آگاہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ ان کے باہمی تعلقات کی کشیدگی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جہاں تک ممکن ہوتا خاندان ٹولی کا ذکر اس کے روبرو نہ چھیڑتا تھا

"میرے عزیز ولمٹ" یکایک اس نے کہا "میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ کسی روز آپ کو اس کی تصویر دکھاؤں گا۔ جو میرے جان و دل کی مالک ہے اور جسکی شبیہ میں نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرکے تیار کی ہے آیئے میں آپ کو وہ تصویر دکھلاؤں اس میں شک نہیں کہ نقل سے اصل کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس سے کچھ نہ کچھ رائے آپ اس نازنین کی خوبصورتی کے

بارہ میں ضرور فہم کر سکیں گے ۔

اتنا کہکر فرانسسکو ایولینو مجھے ساتھ لئے اس کمرہ کی طرف ہو لیا جسمیں بیٹھ کر وہ تصویریں بنایا کرتا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور ہم داخل ہوئے بہت کشادہ کمرہ تھا اور کئی تیار شدہ تصویریں دیواروں کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے ان کو ایک ہی نظر دیکھ کر معلوم کیا کہ میرے دوست کو فن تصویر کشی میں کامل دستگاہ ہے پھر جب میں نے استفہامی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا۔ کہ شکستے یہ سب میری ہی بنی ہوئی تصویریں ہیں۔ کئی ناتمام خاکے بھی کمرہ میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے پڑے تھے۔ مگر وہ تصویر جس کی مجھ کو تلاش تھی۔ ان میں کہیں نظر نہ آتی تھی۔

"ادھر آیئے وہ تصویر اس الماری کے اندر رکھی ہے"۔ ایولینو نے پٹ کھولتے ہوئے کہا۔

ایک نہایت خوشنما تصویر باقیوں سے اعلےٰ اور نفیس الماری کے اندر رکھی تھی۔ یعنی وہ تصویر جس کو میرے دوست نے اپنے محبوب کے تصور سے بڑی محنت کے ساتھ تیار کیا تھا۔ مگر اس تصویر کو دیکھتے ہی میرے منہ سے بے اختیار کلمہ حیرت نکل گیا۔ کیونکہ میں نے دیکھا۔ کہ انٹونیا ڈی ٹودلی کا دلفریب چہرہ درحقیقت اس پُراسرار خموش نازنین کا چہرہ تھا۔ جسے میں اپنے ہمراہ گاڑی پر سوار کر کے شہر روما میں لایا تھا!

باب - ۱۱۱

ایک رات کا واقعہ

میرے منہ سے حیرت کی چیخ سن کر فرانسسکو ایولینو زور کے ساتھ چونکا۔ اور متعجبانہ میری طرف دیکھنے لگا۔ تاہم اس نے میرے انداز سے فوراً معلوم کر لیا۔ کہ وہ صورت میری پہلے کی دیکھی بھالی ہے کیونکہ وہ دبی ہوئی چیخ جو میرے منہ سے نکلی محض اسی تعریف کی مظہر نہ تھی۔ جو کسی عمدہ تصویر کو دیکھ کر بے اختیار ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے صاف پایا جاتا تھا۔ کہ میں نے وہ صورت اس سے پہلے ضرور کسی موقعہ پر دیکھی ہے۔

"ولمٹ میرے دوست جو بات ہو صاف صاف کہہ دو۔ اس کلمہ حیرت کا کیا مطلب ہے؟" ایولینو نے بے تابانہ پوچھا۔

"میں اس خاتون سے ملا ہوں۔ مجھے اس کو جاننے کا اتفاق ہوا ہے" میں نے رفتہ رفتہ جواب دیا کیونکہ ایک ہی مرتبہ ساری حقیقت کا اظہار غیر ممکن تھا۔ تاہم اپنے دل میں یہ سچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اس پراسرار نازنین کا راز کس عجیب و غریب طریقہ پر مجھ پر منکشف ہوا اور کن ناقابل فہم حالات میں قدرت نے ہمیں ایک دوسرے سے ملایا۔

"آپ اس سے ملے ہیں! آپ کو اسے جاننے کا اتفاق ہوا ہے!" ایولینو نے بڑھی ہوئی خوشی اور حیرت کے ساتھ کہا۔ "تو کیا وہ پھر آزاد ہو گئی؟ کیا وہ اپنے رشتہ داروں کی حراست میں ہے؟ کیا کسی طرح کی پابندیاں اس پر عائد نہیں کی گئی ہیں؟ خدا کے لئے سارا حال کہیئے کیونکہ میں جاننے کے لئے بے تاب ہوں مجھ کو بتلایئے کہ وہ کہاں ہے تاکہ میں فوراً اس سے ملوں"۔ پھر

اس سے پہلے کہ میں اس کے کسی ایک سوال کا بھی جواب دے سکتا۔ اس کے چہرہ پر افسردگی کے آثار نمودار ہوئے اور وہ رنج آمیز لہجہ میں کہنے لگا "لیکن اگر وہ واقعی آزاد ہے تو پھر کیوں اس نے مجھے خط نہیں لکھا؟ کیا اب اُسے مجھ سے محبت نہیں ہے؟ یا کیا میرے برخلاف اس کے دل میں بدگمانیاں پیدا کر دی گئی ہیں؟ کیا وہ خط جو اس کے باپ نے میرے نام لکھا واقعی صحیح تھا۔ یعنی اس نے واقعات گذشتہ کے لئے سچ مچ اس سے معافی مانگ لی تھی؟"

"میرے عزیز دوست ایولینیوان سب باتوں کے متعلق اطمینان رکھیے" میں نے جسقدر جلد ممکن تھا۔ اُس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "بلکہ خوش ہو جائیے کیونکہ..."

"اوہ میں ہزار بار آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں" فرانسسکو نے غیر معمولی جوش کے ساتھ کہا پھر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر وہ راحت و تشویش کی ملی ہوئی حالت میں تھر تھر کانپتا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر میرے دلپر گہرا اثر ہوا۔ پہلے اس خیال سے خوشی ہوئی کہ موجودہ حالت میں میں اس کو تسلی دینے کے قابل تھا۔ پھر اس خیال سے افسوس بھی ہوا۔ کہ مجھے آخر کار انٹونیا کی شدید بیماری کا حال اس کے روبرو بیان کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

غیر بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ میں نے اس کو بتایا۔ کہ وہ اب شہر روما ہی میں ہے مگر اس نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ سخت بیمار رہی ہے۔ لیکن اب خطرہ کی حالت گذر چکی ہے فی الحال اس کو آرام کا موقعہ

دیا جائے۔ تو امید ہے جلد صحتیاب ہو جائیگی۔ وہ اس کی بیماری کا حال سن کر پھر رونے لگا۔ تھوڑی دیر عالم اضطراب میں رہنے کے بعد اس نے پھر ایک بار دیوانوں کی طرح خدا کا شکریہ ادا کرنا شروع کیا۔ غرض اس کی حالت میں جلد جلد بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں جو حالات پیش آمدہ میں قدرتی سمجھی جا سکتی ہیں۔ اس نے بمنت مجھ سے کہا کہ مجھ کو اسی وقت اس کے پاس لے چلئے۔ لیکن جب میں نے سمجھایا۔ کہ اس طرح کی حالت میں کوئی فوری صدمہ خواہ وہ خوشی کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی ہلاکت کا موجب بن سکتا ہے تو وہ چپ ہو گیا اور اس کے بعد بمنت پوچھنے لگا۔ کہ آپ کو اس سے کیونکر ملنے کا اتفاق ہوا؟ اس پر میں نے سارا قصہ رفتہ رفتہ بیان کیا یعنی کہ کس طرح میں اس سے ملنے کے وہ تمام حالات جو پیشتر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جا چکے ہیں۔ واقعات کے اس سلسلہ میں مجھے اس حقیقت کے اظہار پر بھی مجبور ہونا پڑا کہ اس خاتون کی علالت کے آخری دنوں میں مجھے اس کی مالی امداد پر مجبور ہونا پڑا تھا یہ سنکر فرانسسکو برادرانہ محبت سے مجھ سے لپٹ گیا۔ اب وہ شکر گذاری کے الفاظ کہتا نہ تھکتا تھا۔

سارا حال بیان کر دینے کے بعد میں نے اس سے درخواست کی کہ اب سکون اختیار کریں۔ تاکہ ہم سوچ سکیں کہ ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے جس خانقاہ سے انٹونیا بچکر آئی تھی وہ سوئٹزرلینڈ کی حدود میں واقع تھی اس لئے روما کا قانون نہ اس سے فرار کے بارہ میں اور نہ مجھ سے اس کے فرار کا ذریعہ ثابت ہونے کے متعلق کسی طرح کی باز پرس کر سکتا تھا۔ لیکن اس حالت میں بھی اس کے باپ کو ہر قسم کے پدرانہ اختیارات حاصل تھے۔ یعنی وہ اگر اس کی موجودگی سے واقف ہو گیا تو بڑی آسانی سے اس کو پکڑ کر دوبارہ اسی مقام

پر بھجوا سکتا تھا۔

جبکہ ہم ان باتوں کو سوچ رہے تھے ایک اور معاملہ بھی ہم کو یاد آیا۔

"جس روز میں اس شہر میں وارد ہوا اس کے دوسرے دن میں سب سے پہلے کونٹ آف ٹولی کے مکان پر گیا تھا" میں نے ایولینو سے بیان کرنا شروع کیا "چنانچہ مجھے یاد ہے کہ میرے بیٹھے بیٹھے ایک خط اس کے نام آیا تھا جس کا مضمون پڑھ کر وہ بہت بے چین ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس خط میں لیڈی انٹونیا کے فرار ہی کا حال درج ہو گا۔ کیونکہ جیسا بعد ازاں وائیکونٹ کی زبانی معلوم ہوا وہ اس ان ایک ضروری کام کے لئے روما سے رخصت ہو گیا تھا۔ اور وہ کام لیڈی انٹونیا کی تلاش کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ ہاں اور اس سلسلہ میں یہ بھی یاد آ گیا۔ کہ جب وائیکونٹ میرے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ تو اس نے مجھے بتایا تھا۔ کہ والد کا ایک خط میرے نام آیا ہے وہ جس کام کے لئے گئے تھے پورا نہیں ہوا چنانچہ اسی رات کو وہ واپس آ گیا اور بیٹے کو جو میرے پاس ہوٹل میں بیٹھا تھا۔ ضروری کام کے لئے بلوا بھیجا میرا خیال ہے کسی طریقہ پر اس کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ اس کی بیٹی کس طرف کو بھاگی ہے... لیکن آہ ایک بات اور بھی مجھ کو یاد آ گئی" میں نے ایک فوری خیال کے زیر اثر کہا "غالباً کسی طریقہ پر اس کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ میں ہی اسکو اپنے ساتھ روما تک لایا تھا اسی لئے وہ بازار میں مجھ سے پرے ہو کر گذرا اسی لئے وائیکونٹ نے مجھ سے جھگڑا کیا... ضرور یہی بات ہو گی اور اسی لئے وہ بعد ازاں صاحب مجسٹریٹ کے روبرو یکایک نرم ہو گیا ہو گا افسوس افسوس مجھ سے اصل حقیقت سمجھنے میں کتنی غلطی ہوئی"

"میرے عزیز دوست یہ کس طرح کی باتیں ہیں جو تم کر رہے ہو" ایولینو نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کیونکہ وہ میرے لفظوں کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر تھا۔

کونٹ کا آپ سے پرے رہنا۔ وائیکونٹ کا جگرٹا اور اس سلسلہ میں صاحب مجسٹریٹ کا ذکر... آخر ان باتوں کا صحیح مطلب کیا ہے؟ خدا کے لئے سب حال کہیئے کیونکہ۔ اب مجھے یہ سوچکر دہشت ہونے لگی ہے کہ شاید میری ستم رسیدہ انٹونیا کی امداد کرتے ہوئے آپ کو کوئی تکلیف اٹھانی پڑی ہے"

میں نے اس تکرار کا پورا حال جو وائیکونٹ سے ہوئی تھی قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ پھر یہ بھی بتایا کہ اپنی زندگی کے ابتدائی حصہ میں مجھے اپنی روزی سخت مشقت سے کمانی پڑی تھی اس نے سارا حال سن کر میرا ہاتھ گرمجوشی سے دبایا اور مجھ کو یقین دلایا۔ کہ جو حالات آپ نے بیان کئے ہیں ان سے ہماری دوستی کم ہونے کی بجائے یقیناً زیادہ مضبوط ہوگی۔

"خیر اب اس واقعہ کا پورا حال جو کل وائیکونٹ سے پیش آیا تھا۔ واضح ہوگیا" میں نے آخر کار کہا۔ "اب تک میرا خیال تھا۔ کہ وہ لوگ میرے عہد ماضی کے حالات جان کر بگڑے ہیں حالانکہ اب معلوم ہوتا ہے کہ وائیکونٹ کے اشارے در اصل ایک اور ہی معاملہ کی طرف تھے درحقیقت وہ مجھے صرف اس لئے چپ رہنے پر مجبور کرتا تھا۔ کہ میں نے اس کی بہن کے فرار میں جو مدد دی اس کا حال ظاہر نہ ہونے پائے۔ حالانکہ خدا شاہد ہے مجھے قطعاً معلوم نہ تھا وہ اس کی بہن ہے۔ ان حالات میں جو رنج وغم ان باپ بیٹوں کو ہوا بے شک قابل معافی ہے اور میں اس کی تفصیلات کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں"

"لیکن اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا" فرانسسکو نے کہا۔ "کہ کونٹ کو اس وقت تک اس بات کا پتہ نہیں کہ اس کی بیٹی کس جگہ مقیم ہے۔ ورنہ وہ وہاں جاکر ضرور اس کو اپنے مکان پر لے آتا۔ یا کسی دوسری جگہ بھجوا دیتا"

"ٹھیریئے ایک خیال اور بھی میرے دل میں پیدا ہوتا ہے"۔ دفعتاً میں نے

کہا۔ کونٹ اور اس کے بیٹے کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اور آپ دوست ہیں کیا تعجب وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے ہوں کہ میں نے اس دوستی کی وجہ سے ہی لیڈی انٹونیا کے فرار میں مدد دی تھی۔ اور اب ان کا خیال ہوگا۔ کہ اس کے موجودہ ٹھکانے قیام کا حال مجھ سے زیادہ آپ کو معلوم ہوگا۔"

"اچھا یہ تو کہیئے آپ نے کسی آدمی کو اپنے ساتھ ساتھ چلتے یا جاسوسی کرتے تو نہیں دیکھا؟" فرانسسکو نے یکایک مجھ سے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ اور آپ نے؟"

"میں دو روز سے مکان ہی پر رہا ہوں"۔ ایولینو نے جواب دیا۔ "اپنی داستان عشق آپ سے بیان کرنے کے بعد کچھ ایسی پریشانی مجھ کو لاحق ہوئی۔ کہ میں گھر سے نہ نکل سکا لیکن عین ممکن ہے کہ ان لوگوں کا کوئی آدمی میری نقل و حرکت کی نگرانی پر مقرر ہو۔"

"یا ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔ میں نے رائے دی "کہ کونٹ آف ٹولی کا یہ خیال ہو کہ اگر اس نے اپنے کسی آدمی کی معرفت جاسوسی کی تو اس کا حال بآسانی ظاہر ہو جائیگا۔ اس خیال سے ممکن ہے اس نے روما کی خفیہ پولیس کو نگرانی کے کام پر مقرر کیا ہو۔"

"آپ کا فرمانا صحیح ہے اور میں آپ کی دلیل کی اہمیت تسلیم کرتا ہوں" ایولینو نے کہا۔ "اس سے اتنا ظاہر ہو گیا کہ ہمیں اس معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیئے یعنی جو تجویز پہلے آپ نے سوچی ہوں یا جو ارادے آپ اپنے دل میں رکھتے ہوں ان کے سارے پہلو سوچکر عمل کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

"میرا اپنا ارادہ یہ ہے کہ حالات جسقدر جلد اجازت دیں انٹونیا سے شادی کر لوں" فرانسسکو نے جواب دیا "کیونکہ اس کا تو مجھے بھولے سے بھی گمان نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ مجھ سے شادی کرنے سے انکار کرے گی۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ اس نے بہنت آپ سے کہا تھا کہ آپ اُسے اس شہر میں پہنچا دیں۔ تاکہ وہ اپنی موجودگی کی خبر فوراً مجھے دے سکے

کی حیرت انگیز قوتیں پائی جاتی ہیں حتیٰ کہ زیریں طبقہ کے جرائم پیشہ لوگوں میں یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ یہ لوگ جسوقت چاہیں اپنے آپ کو نظروں سے غائب بھی کر سکتے ہیں"

"خیر کل کا دن آنے دیجئے" میں نے جواب دیا "ہم ایسا انتظام کریں گے کہ جاسوسوں کی جاسوسی دھری کی دھری رہ جائیگی"

اس طرح باتیں کرتے ہم دونو اس سمت میں چلتے گئے جدھر الیسنیو کا مکان تھا لیکن راستہ میں بار بار پیچھے مڑکر دیکھتے جاتے تھے کہ ایسا نہ ہو کوئی آدمی در پردہ ساتھ ساتھ چلا آتا ہو مگر اس ایک آدمی کے سوا جس کا پہلے ذکر کیا گیا ہے اور کوئی مشتبہ آدمی بالکل نظر نہ آیا آخر ہم فرانسسکو کے مکان سے آدھ میل کے قریب فاصلہ باقی رہ گیا تو میں اس سے رخصت ہو کر پیچھے مڑا راستہ میں تین چار اس طرح کے تنگ و تاریک بازار آتے تھے جن میں آدھی رات کے عمل پر تنہا آدمی کا چلنا ہمیشہ مخدوش ہوتا ہے لیکن ہتھیار بند نہ ہوتے ہوئے بھی میں بے کھٹکے چلتا گیا کیونکہ اس وقت تک کوئی ایسا واقعہ میرے دیکھنے میں نہ آیا تھا جس کی وجہ سے میرے دل کو کسی طرح کا اندیشہ ہوتا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس رات شہر روما کے انتظام کے متعلق میری رائے میں ایک نئی تبدیلی واقع ہونی تھی کیونکہ عین اس وقت جب میں ان ناروں میں سے ایک کے اندر سے گذر رہا تھا تو اس طرح کی آواز سنائی دی گویا کچھ آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ساتھ ہی پرجوش آوازیں میرے کانوں میں آئیں اور سب سے آخر میں کسی آدمی کے دھم سے فرش زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی یہ حالت دیکھ کر میں بے تحاشہ اس سمت میں بھاگا جدھر سے آوازیں آئی تھیں اور گو بازار کے اس حصہ میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا تاہم میں نے دیکھا کہ دو آدمی ایک تیسرے شخص پر جو فرش زمین پر پڑا تھا جھکے ہوئے جلد جلد اس کے کپڑوں کی تلاشی لے رہے تھے میرا خیال کہ ان بدمعاشوں نے مجھے بھی اپنے ساتھیوں میں سے ایک سمجھا یا ممکن ہے یہ ان کی بے خوفی اور دیدہ دلیری کا ثمرہ ہو۔ بہرحال امر واقعہ یہ ہے کہ انہوں

نے مجھ کو آتا دیکھ کر نہ کسی طرف کو ہٹنے اور نہ دوڑنے کی کوشش کی البتہ میں جب عین سر پر جا پہنچا تو وہ اس بدنصیب کو چھوڑ کر میری طرف آئے ایک کے ہاتھ میں بڑا سا خنجر تھا اس سے اس نے مجھ پر وار کیا۔ لیکن خوش قسمتی سے میرے کوٹ کی آستین چیر جانے کے سوا کسی طرح کا زخم مجھ کو نہ آیا۔ اتنے میں میں اچھی طرح سنبھل گیا تھا۔ چنانچہ اب میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر خنجر اس سے چھین لیا اور اس سے پہلے کہ وہ خود سنبھالا لیتا میں نے اسی خنجر کا وار اس کی چھاتی پر کیا اس نے ایک خوفناک چیخ ماری اسکے بعد میں پر گر پڑا مگر اس سے پہلے کہ میں سر سے کی طرف مڑتا اس کے ساتھی نے بپھرے ہوئے شیر کی مانند اپنا خنجر مجھ پر چلانیکی کوشش کی اور میں یقیناً اس کے وار سے مر کر گر جاتا اگر عین دم آخر میں اس دوسرے لٹیرے کا پیر اس کے گرے ہوئے ساتھی کے بیہوش جسم سے نہ ٹکرا جاتا وہ ٹھوکر کھا کر گرا لیکن گرتے میں میرے دائیں بازو پر کاری زخم لگا گیا اس واحد میں گرم خون میرے زخم سے نکلکر بہنے لگا سخت جوش کی حالت میں میں نے زخم کھانے کے باوجود وہ خنجر اس کے ہاتھ سے چھین کر پوری طاقت سے اسکی پیشانی پر وار کیا۔ اتنے میں پولیس کے چند سپاہی گشت کرتے ہوئے اس مقام پر آنکلے میں نے ان کو دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن خون بہ جانے سے کمزوری ہونے لگی تھی اٹھا تو سر میں چکر آ گیا اس پاس کی چیزیں گھومتی دکھائی دینے لگیں۔ میں دوبارہ اسی مقام پر گرا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا!

انیسویں جلد ختم ہوئی

قواعد خریداری

۱۔ (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا ایسی شکایتیں کسی بھی حالت میں قابل غور نہیں سمجھی جا سکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکایت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جوابات ہم کر سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ زیر شکایت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں تو عام رعایتی قیمت پر دوبارہ مہیا کر دیئے جائیں۔ لیکن یہ ایک اختیاری رعایت ہے۔ جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جا سکتی ہے ٭

۲۔ کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کا تار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے کہ عدم رسی کے خط مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائیگا ٭

۷۔ ماہوار ضخامت اس سائز کے ایک سو سے لے کر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی دفتر کو حاصل ہے ٭

۸۔ قابل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق رئیس التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہی خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کیساتھ سنے جا سکتے ہیں لیکن یہ دفتر انپر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں۔ اور نہ کوئی صاحب اس بنا پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شائع نہیں کیا گیا ٭

۹۔ ان قواعد سے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائیگی ٭

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے ناول

ذیل میں رینالڈس کے ان ناولوں کی فہرست دی جاتی ہے جو قبل ازیں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور اب طلب کیے جا سکتے ہیں

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۴ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری	۱۴۰۰	۱۲
" (۲۵ ")	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۴۱	۱۲
نظام پرستان (۲۵ حصے)	مسٹریز آف دی کورٹ آف لنڈن (آخری سلسلہ)	"	۲۲۱۸	۱۲
خونی خنجر (۲ جلدیں)	میسٹریز آف گلنکو		۸۵۸	۱۲
راہب کا قاتل (۱۰ حصے)	مسٹری سائنڈ	منشی حکیم الدین صاحب بلھوری	۵۱۶	۱۲
شام غریباں (۲ جلدیں)	بلنگ ڈچس	منشی زینت اللہ صاحب لکھنوی	۶۰۰	۱۲
خونریز حسین	فاسٹ		۵۵۰	۱۲
مظلوم غربت	لوپ جان	خواجہ اکبر حسین صاحب	۴۳۹	۱۲
مہر رخ عشق	شیڈرس	مہر کرامت اللہ صاحب امرتسری	۵۲۰	۱۲
عمر پارسا	عمر	پنڈت شنکر ناتھ صاحب سرور	۲۸۰	۱۲
فاتح ہندوستان	لیلی یا سٹیڈ آف منگولیا	منشی احمد الدین صاحب بی اے	۱۰۴۰	۱۲
مارگریٹ	مارگریٹ	منشی محمد حسین صاحب	۱۴۸	۱۲
فارسٹ ورجنز (۲ جلدیں)	رائی وریس پلاٹ	منشی کرم الٰہی صاحب	۱۰۵۰	۱۲
سپاہی کی دلہن	سوکھری والف	منشی محمد اسمٰعیل صاحب	۱۴۴	۱۲
لندن اسپیشل (۱۰ حصے)	لندن اسپیشل	منشی بے نظیر صاحب لکھنوی	۲۵۶	۱۲
آسیب سیاہ	ہیکر مسٹیریز	منشی صدیق احمد صاحب	۱۰۴۸	۱۲
دھوکا یا قلعی فانوس	مسٹر مونٹیز ایکس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۲۴۰	۱۲
شاہ وگدا	الفرڈ	منشی امجد حسین صاحب	۲۱۰	۱۲
رینالڈس کی کہانیاں (۱۰ حصے)	...	...	۲۸۵	۱۲
اسرار مرگ	لارڈ آف دی مرگ	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	۱۲
بدکار وسیہ کار	ویکڈ وی ڈبرولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۳۴	۱۲
قدیم لندن کے اسرار (۲ حصے)	اولڈ لنڈن		۳۱۲	۱۲
جمیل کی معشوقہ	فشرمین	لالہ دینا ناتھ صاحب	۵۸	۱۲
سرگذشت (۴ جلدیں)	میری پرائس	سید نواز علی صاحب	۱۲۹۵	۱۲

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ انارکلی۔ لاہور

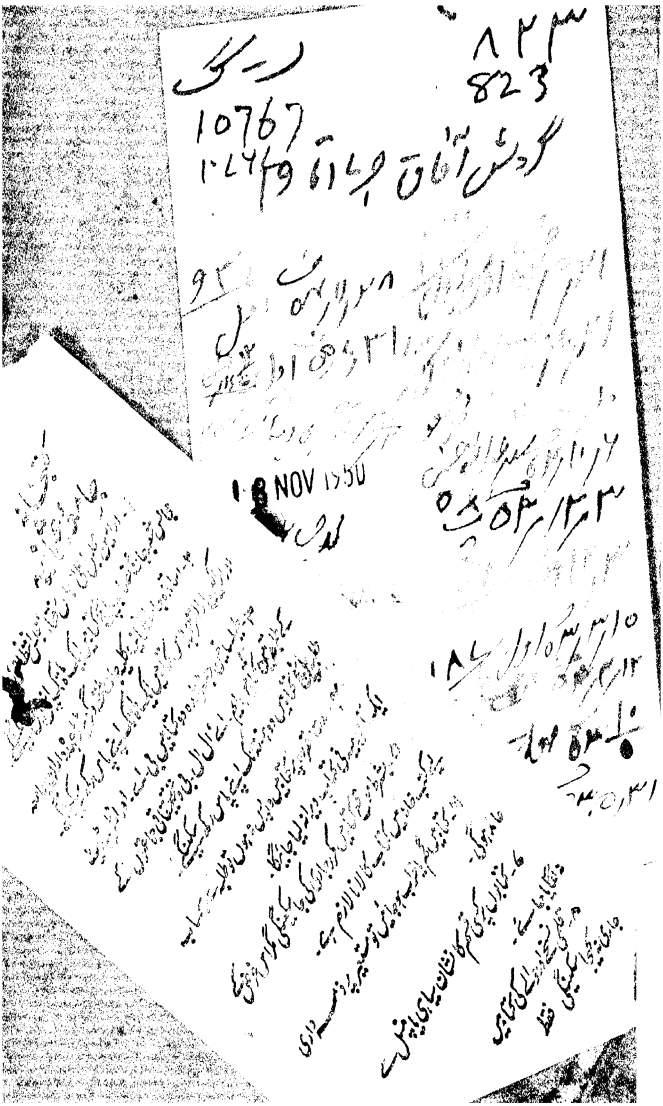
823
10767
18 NOV 1950